.. اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا*﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

جلسہ سالانہ نمبر

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ | جمعہ ۲۹ جولائی ۱۹۹۴ء | شمارہ ۳۰، ۳۱

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں

"اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انہیں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی۔ اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول صـ ۳۰۳)

"اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں۔ چنانچہ انہیں دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام جانداروں پر رحم رکھتے ہیں۔ اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم۔ کیونکہ دین اسلام قبول کر چکے اور اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں۔ سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے .... خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا، نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے۔ اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا۔ ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔

بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے۔ اور ان کے ہم و غم دور فرما دے۔ اور ان کی ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم و مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول صـ ۳۴۱، ۳۴۲)

القرآن الحکیم

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۴﴾

ایسا صدقہ جس کے پیچھے اذیت لگی ہو اس سے تو محض اچھی بات کرنا یا بخش دینا زیادہ بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے

(البقرہ : ۲۶۴)

مختصرات

مختصرات کے عنوان سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ان مجالس علم و عرفان کی کسی قدر تفصیل قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے جو ایک سلسلہ وار پروگرام "ملاقات" کی صورت میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے ہر روز نشر کیا جاتا ہے اور اکناف عالم میں بہت دلچسپی اور عقیدت سے دیکھا اور سنا جاتا ہے۔

گزشتہ ہفتہ کی مجالس کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے:۔

۱۶ جولائی ۱۹۹۴ء

آج کے پروگرام "ملاقات" میں چند انگریز احمدی مسلمانوں نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ ابتدائی تعارف کے دوران حضور انور نے ان نو احمدی مسلمانوں کو درج ذیل نصائح فرمائیں:

(۱) نماز کے اصل الفاظ عربی میں سیکھیں اور نماز میں ان کو سوچ سمجھ کر ادا کریں۔

(۲) حقیقت اسلام سے گہری شناسائی اور آگاہی حاصل کریں تاکہ اسلام سے ان کا تعلق واقعی طور پر مستحکم اور ناقابل شکست ہو جائے۔

(۳) قرآن مجید سے ذاتی تعلق اور دوستی بنائیں اور دلی محبت سے اس عظیم کتاب سے استفادہ کریں۔

بعد ازاں حضور انور نے ان کے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے:۔

(۱) بہت سی مثالوں سے پتہ لگتا ہے کہ ایک ہی وقت میں دو نبی گزرے ہیں اس کی وجہ اور حکمت کیا ہے؟

(۲) نماز کے آغاز میں دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانے کی حکمت کیا ہے؟

(۳) کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بجائے ۷۸۶ لکھنا درست ہے؟

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی گمنامی کی تاریخ پر تبصرہ۔ یہ وقت آپ نے کہاں اور کیسے گزارا؟

(۵) بوزنین کی موجودہ حالت زار میں مسلمان حکومتوں کے لئے آپ کا کیا مشورہ ہے؟

(۶) نام نہاد مسلم پارلیمنٹ کے بارہ میں حضور کا کیا تبصرہ ہے؟

(۷) بنگلہ دیش میں تحفظ ناموس رسالت کے نام پر جاری تحریک پر عمومی تبصرہ۔

۱۷ جولائی ۱۹۹۴ء

آج کی مجلس میں مختلف عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے احمدی مردوں اور خواتین نے شمولیت کی اور حضور انور نے ان کے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دئے۔

(۱) امام مہدی اور مسیح موعود کے آنے کے مقاصد کیا ہیں اور کیا یہ مقاصد اسلامی تنظیموں کے ذریعہ پورے ہو سکتے ہیں؟

(۲) امام مہدی کی بعثت کن لوگوں میں مقدر تھی؟

(۳) امام مہدی کو عیسیٰ بن مریم کا نام دئے جانے میں کیا حکمت تھی؟

(۴) شیعہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ بلا فصل مقرر فرمایا تھا۔ کیا یہ درست ہے؟ نیز اسلام میں انتخاب خلافت کا کیا طریق ہے؟

(۵) کیا نبی اور رسول میں کوئی فرق ہے؟

(۶) کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نبی اور رسول دونوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور مسیح موعود کا مقام کیا ہے؟

(۷) حج کے موقعہ پر رمی جمار کی حکمت اور فلسفہ کیا ہے؟ نیز اس موقع پر متعدد افراد کے وفات پا جانے کی صورت حال پر تبصرہ۔

آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ عرب دوستوں کے ساتھ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ آئندہ کچھ عرصہ تک جاری رہے گا۔ جب تک ان کے سب سوالات کے جوابات مکمل طور پر بیان نہیں ہو جاتے۔

۱۸ اور ۱۹ جولائی ۱۹۹۴ء

حسب معمول ان دو دنوں میں حضور انور نے ہومیو پیتھی طریقہ علاج کے بارہ میں تدریسی کلاس کا سلسلہ جاری رکھا۔

باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ہر ایک میداں میں دیں تو نے فتوحات

جماعت احمدیہ پر جو اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضل اور احسان ساری دنیا میں موسلا دھار بارش کی طرح برس رہے ہیں اور خدمت اسلام اور خدمت بنی نوع انسان کے مختلف میدانوں میں جو غیر معمولی کامیابیاں اور عظیم الشان فتوحات نصیب ہو رہی ہیں ان پر جہاں احمدیوں کے دل بہت خوش ہیں اور خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہیں وہاں جماعت احمدیہ کی ان روزافزوں ترقیات پر معاندین احمدیت سخت مضطرب اور بے چین ہیں۔ دشمنی اور حسد کی ایک آگ ہے جو ان کے سینوں میں جل رہی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں روزنامہ جنگ لندن ۳ جولائی ۱۹۹۴ء کے صفحہ اول پر سعودی گزٹ (۲۲ جون ۱۹۹۴ء) کے حوالے سے ایک خبر شائع ہوئی ہے جس کے مطابق سعودی عرب، مصر، متحدہ عرب امارات اور ترکی کے علمائے دین اور ماہرین ابلاغ عامہ نے احمدیت کی تیزی سے اشاعت پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ، قادیانی مذہب کے لوگ ایک طرف مسلم ٹی۔ وی۔ کے نام پر سیٹلائیٹ کے ذریعہ روزانہ بارہ گھنٹے کی نشریات میں اپنے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد کی تعلیمات پھیلا رہے ہیں...... اور دوسری جانب انسانی اور مذہبی ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر مصیبت زدہ ضرورت مند مسلمانوں میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں،۔ چنانچہ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کو یہ میدان قادیانیوں کے لئے خالی نہیں چھوڑنا چاہئے اور اپنے علماء، عربی اور انگریزی کے ماہر اساتذہ اور طبی رضا کاروں کو بوزنیا بھیجنا چاہئے،۔ اسی طرح متعدد علماء نے احمدیوں کے، سد باب کرنے اور دنیا کو اسلام کے حقیقی عقائد سے آگاہ کرنے کے لئے فوری طور پر ایک اسلامی ٹی۔ وی۔، کے قیام کی ضرورت پر زور دیا ہے اور کہا ہے کہ عالمی سطح پر، اسلامی سیٹلائٹ چینل قائم کیا جائے۔ ضمناً اس خبر میں یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ:۔

"قادیانی (احمدی) بوزنیا میں مسلمانوں سے کہیں بڑھ کر امدادی کام کر رہے ہیں۔ وہ متاثرہ علاقوں میں نہ صرف امدادی کارکنوں کی بڑی تعداد بھیجتے ہیں بلکہ ان کے ہمراہ کافی امدادی سامان بھی وہاں پہنچایا جاتا ہے"۔

اس خبر سے صاف ظاہر ہے کہ بوزنیا کے مسلمانوں کی امداد کی طرف خصوصی توجہ یا حقیقی اسلام کی تعلیمات کی اشاعت کی ضرورت پر اس قدر زور ان کی حب اسلام یا حب انسانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے پیچھے اصل محرک ان کا بغض احمدیت ہے۔ اور اس کی یہ صرف ایک ہی مثال نہیں بلکہ ان کا طرز عمل شروع سے یہی چلا آتا ہے۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے تو اشاعت و حمایت اسلام اور خدمت انسانیت اس کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدمت اسلام اور خدمت انسانیت احمدیوں کے مزاج کا ایک لازمی حصہ ہے اور وہ دلی خلوص اور محبت کے ساتھ ہر قسم کی جانی و مالی قربانیاں پیش کرتے ہوئے اشاعت اسلام اور خدمت انسانیت کے جہاد کا علم بلند کئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں جب مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے شدھی کی تحریک چلی تو اس میدان میں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور دشمنان اسلام کے مقابلہ کے لئے جماعت احمدیہ پیش پیش تھی۔ انگلستان میں سب سے پہلی مسجد کی تعمیر کی توفیق بھی جماعت احمدیہ کو عطا ہوئی۔ سپین میں سات سو سال بعد پہلی مسجد کی تعمیر کی سعادت بھی جماعت احمدیہ ہی کو ملی۔ افریقہ کے غریب اور پسماندہ افراد کو عیسائیت کے چنگل سے نجات دلانے اور ان کی تعلیمی اور طبی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلے اگر کسی مسلم جماعت کو بھرپور خدمت کی توفیق ملی تو وہ بھی یہی غریب، مگر اخلاص اور ایمان کی دولت سے مالا مال، جماعت احمدیہ ہی تھی۔ اس وقت تیل کی دولت سے مالا مال یہ اسلامی حکومتیں اور ان کے حکمران کہاں تھے؟ اس وقت تو انہیں خدمت اسلام یا خدمت انسانیت کا کوئی خیال نہیں آیا؟ ــــ اور آج یہی لوگ ہم پر الزام لگا رہے ہیں کہ ہم (نعوذ باللہ) "اسلام کی آڑ میں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں" اور یہ کہ "انسانی اور مذہبی ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر" اپنا اثر و نفوذ بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی گزشتہ سو سالہ تاریخ ان الزامات کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔

جہاں تک بوزنیا کے مظلومین کی خدمت کا تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ اسلامی ممالک ابھی تک اس میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک سعودی عرب کے پاس اتنی دولت ہے کہ اگر وہ مغربی ممالک کے بینکوں میں جمع شدہ اپنی رقم کے سود کا صرف ایک حصہ بھی بوزنیا کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے وقف کرے تو وہ ان کا سارا بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بارہا مسلمان حکومتوں کو اس سلسلہ میں اپنی اخلاقی و مذہبی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہمیں خوشی ہوگی اگر وہ اس سلسلہ میں اپنے وسیع مالی وسائل کے مطابق ان کی مدد کے لئے آگے آئیں اور نہ صرف بوزنیا بلکہ ہر قسم کے ذاتی مفادات اور سیاسی اغراض و مقاصد سے بے نیاز ہو کر بلا تمیز مذہب و ملت و رنگ و نسل دنیا بھر کے مظلوم و مجبور اور مفلوک الحال انسانوں کی خدمت کے لئے اپنے اموال یہ کہتے ہوئے خرچ کریں کہ "انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا"۔ اے کاش کہ ایسا ہو۔

اور جہاں تک اسلامی تعلیمات کی اشاعت کے لئے عالمی سطح پر اسلامی سیٹلائٹ چینل کے قیام کا تعلق ہے تو یہ بھی اچھی بات ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے جدید مواصلاتی ذرائع سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے لیکن سوال یہ ہے کہ اس مجوزہ عالمی سیٹلائٹ چینل سے کس اسلام کا پرچار کیا جائے گا؟ کیا وہابی اسلام کا یا دیوبندی اسلام کا یا بریلوی اسلام کا۔ سنی اسلام کا یہ شیعہ اسلام کا؟۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا تصور اسلام دوسرے سے مختلف ہے اور ہر ایک اپنے آپ کو حق پر سمجھتا اور دوسرے کو اسلام سے باہر گردانتا ہے۔ اور اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ سب مل کر اور متحد ہو کر کام کریں گے تو ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں کہ یہ اتحاد ناممکن ہے کیونکہ قرآن کریم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب قومیں پھٹ جاتی ہیں تو نبوت کے فیض کے بغیر وہ دوبارہ اکٹھی نہیں ہوا کرتیں ۔ کوئی دنیا کی طاقت مذہبی لحاظ سے پھٹی ہوئی اور پھٹتی ہوئی قوموں کو دوبارہ ایک ہاتھ پر جمع نہیں کر سکتی سوائے نبوت کے۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حکم و عدل بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آسمان سے نبوت کا فیض جاری فرمایا ہے مگر آپ لوگ اس آسمانی نعمت کو جھٹلانے پر مصر ہیں۔ اس لئے نہ آپ کو سچا اور حقیقی اتحاد نصیب ہو سکتا ہے اور نہ آپ کا پیش کردہ اسلام دنیا پر غالب آ سکتا ہے۔ کیونکہ تمکنت دین کا وعدہ خدا تعالیٰ نے خلافت حقہ اسلامیہ سے وابستہ فرمایا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ "ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم" یعنی وہ ان کے لئے ان کے اس دین کو تمکنت عطا فرمائے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ پس اسلام کا وہی مفہوم، اس کی وہی تعبیر دنیا پر غالب آئے گی جو آج خلافت حقہ اسلامیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ یہ وہ تقدیر الٰہی ہے جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ: مَنْ كَانَ یُؤمِنُ باللّٰه وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلاَ یُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ. وَفِي رِوَایَةٍ بَدَلَ الْجَارِ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهُ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تنگ نہ کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ بہتر بات کہے یا خاموش رہے۔ ایک روایت میں ہمسائے کی بجائے یہ ذکر ہے کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

وَعَنْ اَبِی شُرَیْحٍ الْكَعْبِی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ قالَ: مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ باللّٰه وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهُ. جَائِزَتُهُ یَوْمٌ وَلَیْلَةٌ وَالضِّیَافَةُ ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلا یَحِلُّ لَهُ اَنْ یَثْوِیَ عِنْدَهُ حَتّٰی یُحْرِجَهُ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابو شریح کعبیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہئے۔ اس کی پر تکلف دعوت ایک دن اور ایک رات ہے اور تین دن اس کی مہمانی ہے۔ اس کے بعد خیرات ہے۔ مہمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کے پاس اتنا عرصہ ٹھہرا رہے یہاں تک کہ اس (میزبان) کو تنگی میں ڈال دے۔

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

وَعَنْ اَبِي هُرَیْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ طِیبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِیحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِیبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِیحُهُ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِی والنَّسَائی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور بو پوشیدہ ہو۔

✲✲✲✲✲✲✲

(چھٹی قسط)

قرآن مجید پر معاند اسلام پادری وہیری کے اعتراضات اور ان کے جوابات

(سید میر محمود احمد ناصر)

پادری وہیری صاحب قرآن مجید پر افتراء ہونے کا الزام لگاتے ہیں لیکن وہ قرآن مجید کی کوئی ایسی پیش گوئی پیش نہیں کر سکتے جو جھوٹ ثابت ہوئی ہو کیونکہ وہ عالم الغیب خدا کا کلام ہے مگر نئے عہد نامہ سے بعض ایسی پیش گوئیاں پیش کی جا سکتی ہیں جو قطعی طور پر غلط نکلیں مثلاً اتھسلنیکیوں میں پولوس کہتا ہے:-

" جب ہمیں یہ یقین ہے کہ یسوع مر گیا اور جی اٹھا تو اسی طرح خدا ان کو بھی جو سو گئے ہیں یسوع کے وسیلہ سے اسی کے ساتھ لے آئیگا۔ چنانچہ ہم تم سے خداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خداوند کے آنے تک باقی رہیں گے سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے کیونکہ خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اتر آئیگا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اٹھیں گے پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے ان کے ساتھ بادلوں پر اٹھائے جائیں گے تا کہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں۔ پس تم ان باتوں سے ایک دوسرے کو تسلی دیا کرو"۔

(ایک اتھسلنیکیوں ۴ : ۱۳ تا ۱۸)

اگر پولوس نے یہ پیش گوئی اپنی طرف سے کی ہوتی تب بھی اس کا جھوٹ نکلنا نئے عہد نامہ پر اعتراض وارد کرتا کیونکہ مسیحی عقیدہ کے مطابق چاروں اناجیل اور پولوس اور دوسرے لوگوں کے خطوط یکساں طور پر کلام الٰہی ہیں مگر یہاں تو پولوس اس پیش گوئی کی بنیاد آیت ۱۵ کے مطابق حضرت مسیحؑ کے کلام پر رکھ رہا ہے۔ اور اناجیل میں بھی حضرت مسیحؑ کے ایسے فقرات موجود ہیں جو اس پیش گوئی پر مشتمل ہیں چنانچہ متی ۲۴ باب میں حضرت مسیحؑ کا یہ ارشاد لکھا ہے جس میں اس نسل کے ختم ہونے سے پہلے حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی کا ذکر ہے۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں:-

" اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اس کنارے تک جمع کریں گے۔ اب انجیر کے درخت سے ایک تمثیل سیکھو۔ جونہی اس کی ڈال نرم ہوتی اور پتے نکلتے ہیں تم جان لیتے ہو کہ گرمی نزدیک ہے۔ اسی طرح جب تم ان سب باتوں کو دیکھو تو جان لو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہو لیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی"۔

(متی ۲۴ : ۲۹ تا ۳۵)

متی باب ۱۶ میں حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں:-

" ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا اس وقت ہر ایک کو اس کے کاموں کے مطابق بدلہ دے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہی میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں گے موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے"۔

(متی ۱۶ : ۲۷، ۲۸)

مرقس میں حضرت مسیحؑ کہتے ہیں:-

" جو کوئی اس زناکار اور خطاکار قوم میں مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائے گا ابن آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں پاک فرشتوں کے ساتھ آئے گا تو اس سے شرمائیگا اور اس نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک خدا کی بادشاہی کو قدرت کے ساتھ آیا ہوا نہ دیکھ لیں موت کا مزہ نہ چکھیں گے"

(مرقس ۸ : ۳۷، ۳۸)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ نئے عہد نامہ کے مصنفین حضرت مسیحؑ کی یہ پیش گوئی قطعی سمجھتے تھے کہ آپ کی آمد ثانی پہلے دور کے اختتام سے پہلے ظہور پذیر ہو جائے گی مگر ایسا نہیں ہوا اور اب دو ہزار سال گزرنے کے باوجود یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیا پادری وہیری صاحب کو اب بھی قرآن مجید کے نعوذ باللہ افتراء ہونے اور نئے عہد نامہ کے کتاب مقدس اور کلام الٰہی ہونے پر اصرار ہے۔

نئے عہد نامہ کے مستند کتاب ہونے کو یہ بات بہت صدمہ پہنچاتی ہے کہ نئے عہد نامہ کی تحریرات میں سے کوئی تحریر حضرت مسیحؑ کی لکھی ہوئی ہے نہ آپ کے کسی حواری کی۔ اناجیل اربعہ میں سے دو کے متعلق تو یہ بات معروف ہی ہے کہ وہ کسی حواری کی تصنیف نہیں۔ مرقس اور لوقا کی اناجیل مسلمہ طور پر حواریوں کی تحریر نہیں مگر متی اور یوحنا کی اناجیل کے متعلق بعض وقت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ متی اور یوحنا حواری کی تصنیف ہیں۔ مگر یہ بات اب مسیحی مصنفوں کی اپنی تحقیق سے غلط ثابت ہو چکی ہے اور یاد رہے کہ خود ان دونو کتابوں میں کہیں اشارۃً بھی یہ دعویٰ موجود نہیں کہ یہ دونوں حواریوں کی تصنیف ہیں اور جیسا کہ ذکر ہوا اب مسیحی مصنفین بالعموم اقرار کرتے ہیں کہ یہ دونو اناجیل متی حواری اور یوحنا حواری کی تصنیف نہیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا ایڈیشن ۱۹۷۵ء میں لکھا ہے:-

Although there is a Matthew named among the various lists of Jesus' disciples, mortelling is the fact that the name of Levi, the tax collector who in Mark became a follower of jesus, in Matthew is changed to Matthew. It would appear from this that Matthew was claiming apostalic authority for his Gospel through this device but that the writer of Matthew is probably anonymous.

(زیر لفظ Biblical Literature)

اور یوحنا کی انجیل کے متعلق لکھا ہے:-

Irenaeus calls John the beloved disciple who wrote the Gospel in Ephesus. Papias mentions John the son of Zebedee the disciple, as well as another John, the presbyter, who might have been at Ephesus. From Internal evidence the Gospel was written by a beloved disciple whose name is unknown because both external and internal evidence are doubtful, a working hypothesis is that John and the Johannine betters were written and edited somewhere in the East (perhapes Ephesus) as the product of a "school", or Johannine circle, at the end of the first century.

(زیر لفظ Biblical Literature)

متی کی انجیل کے مصنف متی حواری تھے یا نہیں اس بارہ میں The Westminster Dictionary of Bible میں لکھا ہے

The question of authorship is no easy problem. There is a strong and consistent tradition in the Early Church that Matthew was the author. This tradition is confirmed: (1) by the conclusive evidence, furnished by the contents, that the writer of this Gospel was a Jewish Christian emancipated from Judaism; (2) by the improbability that so important a book would have been attributed to so obscure an apostle without good reason; (3) by the likelihood that a publican would keep records; by the modest way in which the writer speaks of the feast given by Matthew to jesus (Ch. 9:10; of Luke 5:29).

On the other hand, many scholars feel that internal evidence makes it difficult to accept this tradition of the Early Church. Matthew reproduces about 90 per cent of the subject matter of Mark in language very largely identical with that of Mark. Now it is highly imporobable that an apostle would have used as a major source the work of one who in all likelihood had not been an eyewitness of the ministry of Jesus. Papias, bishop of Hierapolis in Phygia, writing C.A.D 190, may provide a key to this problem. Eusebius (H.E. iii. 39,16) quotes him as saying, "Matthew collected the logia (sayings or oracles) in the Hebrew language, and each one interpreted them as he was able." This brief sentence is probably to be interpreted as follows. The Apostle Matthew (c. A.D 50) wrote down Jesus' saying in Aramaic. These sayings, with a brief frame of historical narrative were translated into Greek and thus constituted the document that scholars designate by the symbol (for German Quelle, source) This document and material from Mark and other sources were woven into what is now our First Gospel. By this hypothesis, the name Matthew, originally attached is the Aramaic source of Q; was transferred to the whole work which had incorporated it.

The Westminister Dictionary of the Bible by John D. Davis, Ph.D, D.D., LL.D. Late professor of Old Testament Literature, Princeton Theological Seminary, Revised and Rewritten by Henry Snyder Gehman, Ph.D., S.T.D., Professor of Old Testament Literature and Chairman of the Department of Biblical Literature Princeton Theological Seminary and Lecturer in Semitic languages, Princeton University London and NewYork.

Collinis Clear Type Press, Glasgow - Toronto - Sydney and Auckland.

یوحنا کی انجیل کے بارہ میں اسی کتاب میں لکھا ہے:-

Like the other Gospels the fourth does not mention the writer's name, but both interval and external

certainty of its authorship by peter. Only I Peter he says, is recognised "as genuine and acknowledged by the elders of older times". II Peter is used "along with the other scriptures" despite the traditions that "it was not canonical". The judgement prevailing in the church caused Eusbius to descibe II Peter as disputed, neverthless familiar to the majority.

Athnasius and Augustine both recognised II Peter as canonical. Neither says anything about its authenticity. Essentially the same positions is taken by the third council of Carthage (A.D. 397). Jerome at about this time expressed judgement taht Peter "wrote two epistle which are called Catholic". Because of differences in style , however, he says that II Peter is considered by many not to have been by him".

The epistle names Peter as its author. It message is said to be from " Simon Peter, a servant and apostle of Jesus Christ". (1:1) This ascription is further emphasized by the author's allusion to Jesus' perdiction of Peter's marytyredom (1:14;cf. John 21: 18-19), his claim to have been with Jesus "on the Holy mountain" on the occasion of the Transfigurations (1:17-18 cf. Matth.17:5, Mark 9:7; Luke9:35) and his implicit reference to I Peter as also written by him (3:1).

This zeal of the epistle for its own authenticity creates more doubt than confidence

باقی صفحہ نمبر ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں

such as "Jude and the remaining Catholic epistles, and the epistle of Barnabas and the Apocalypse known as Peters', His statement clearly implies an acquaintance with II Peter. Clements extant writings, however, contain no quotations from II Peter and reflect no acquintance with it.

The earliest explicit reference to II Peter is made by Origen (A.D. 217-51). He says that Peter "left only one epistle of acknowledged genuineness". Without trying to account for or refute current skepticism about the authenticity of a second epistle under Peter's name, he says simply " This is doubtful" Esebius (Ca A.D. 325) included II Peter in his New Testament with the other Catholic epistles. He recognized, however, that its Canonization was the outcome of its being "read in public in most churches" rather than the result of any

اکثریت پطرس کے مصنف ہونے سے انکاری ہے۔ Interpreters Bible جو بالعموم روایتی مسیحی عقیدہ کے حق میں بات کرتی ہے اس بارہ میں لکھتی ہے:۔

When Irenaeus (Ca.AD.185) quoted words "said by Peter", he invariably had in mind passages from I Peter. His introductory formula, "Peter says in his epistle", implies that he recognized only one epistle as by Peter. He may have known only one epistle under Peter's name. Conceivably, however, he knew II Peter but rejected its authenticity. Contemporary leaders in the west, such as the author of the Muratorian Canon, Tertullian, and Cyprian were similarly silent regarding II Peter.

Clement of Alexandria was an Eastern Contemporary of these western leaders. Eusebius says that in his outlines Clement gave "Concise explanations of all the canonical scriptures", including "disputed" writings

considerations land some support to the traditional belief that the work was written by the Apostle John.

....

.... It must be stated, however, that many scholars today do not feel the cogency of the above reasoning. They believe that the author of the Fourth gospel was distinct from John the apostle, who was the witness to whose testimony the author and his followers appeal (John 19:33; 21:24). The Evangelist (the author proper) was, according to these scholars a disciple and follower of John the son of Zebedee (the apostle) and wrote from the reminiscences and the teaching of his master, an eyewitness His name is either unknown to us or, more likely, was John the Preslyter or Elder (cf.11 John 1 and III John 1). Thus though the Apostle John was responsible for the Gospel, it was actually written by the pen of another; it is according to this view "the Gospel of John the Elder according to John the apostle." (John. The Gospel according to)

پطرس کا دوسرا خط اگرچہ وضاحتاً کہتا ہے کہ "شمعون پطرس کی طرف سے جو یسوع مسیح کا بندہ اور رسول ہے ان لوگوں کے نام جنہوں نے ہمارے خدا اور منجی یسوع مسیح کی راستبازی میں ہمارا قیمتی ایمان پایا ہے"۔ مگر اس کے باوجود بالعموم مسیحی مصنفین و علماء یہ لکھتے ہیں کہ یہ خط پطرس حواری کا نہیں ہے۔ ماضی میں بھی بعض بزرگ مسیحی اس بات کا انکار کرتے رہے ہیں کہ یہ خط پطرس کا ہے اور اب تو غالباً غالب

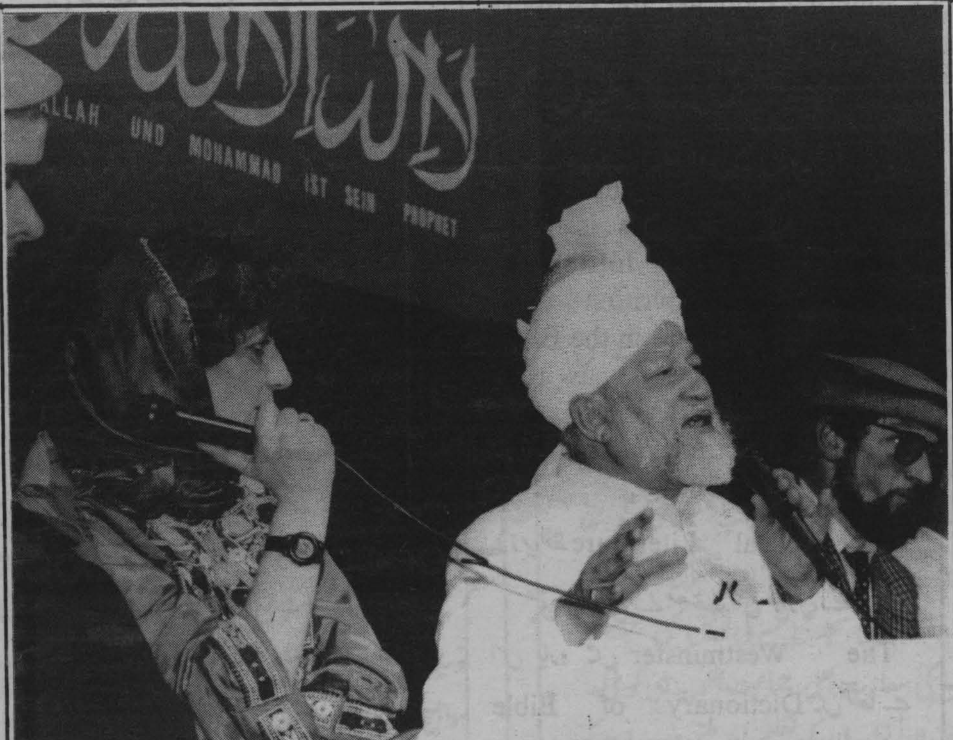

جرمنی میں بوزنین مہمانوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حاضرین کے سوالات کے جواب ارشاد فرمارہے ہیں

خطبہ جمعہ

دعاؤں اور عبادت کے نتیجہ میں وہ اخلاق والی قومیں پیدا ہوتی ہیں جو انبیاء سے اخلاق سیکھتی اور ایسے ہی رنگ اختیار کر جاتی ہیں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۴ جون ۱۹۹۴ء مطابق ۲۴ احسان ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام ٹورانٹو (کینیڈا)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
(آل عمران : ۱۰۴)

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے گزشتہ تین خطبات کا بھی عنوان بنی رہی ہے آج کا عنوان بھی یہی ہے اور آئندہ بھی شاید ایک دو خطبات میں یہی مضمون چلے۔ ان آیات کی روح یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں آگ کے گڑھے پر جب تم کنارے پر پہنچ گئے تھے وہاں سے کھینچ کر اس سے بچالیا ہے اور اس بچانے کی علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ تمہارے دل پھٹے ہوئے تھے تمہیں ایک ہاتھ پر ایک دل کی دھڑکن کی طرح اکٹھا کر دیا ہے اور "الف بین قلوبکم" اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے دلوں میں آپس میں محبت کے رشتے باندھے ایک جان کر دیا۔ پس اس نعمت کو اب کبھی بھلانا نہ اور ہاتھ سے چھوڑنا نہ۔ اگر تمہارا آپس کا باہمی ربط محبت اور باہمی تعلق دوبارہ کسی وجہ سے منفض ہو گیا اگر پھر آپس میں افتراق پیدا ہو گئے ایک دوسرے سے پرے ہٹنے لگے تو اس کا انجام وہی ہے جہاں سے تمہیں کھینچ کر واپس لایا گیا تھا یعنی بھڑکتی ہوئی آگ کا کنارہ۔ پس قوموں کے اتحاد کے بعد جب وہ افتراق اختیار کیا کرتی ہیں تو ان کا انجام وہی انجام ہے جہاں سے قرآن کریم نے بات کا آغاز فرمایا ہے تو اس پہلو سے یہ مضمون غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور میں حدیث اور سنت کے حوالے سے بیان کر رہا ہوں کہ باہمی محبت کو فروغ دینے والی کونسی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمت یعنی مجسم نعمت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب دنیا میں نازل ہوئے تو خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے بکھرے ہوئے دلوں کو کیسے اکٹھا کیا تھا۔ وہ اخلاق حسنہ تھے جنہیں اخلاق مصطفوی کہا جا سکتا ہے۔ دعائیں اور عبادت ایک اپنا مقام رکھتی ہیں لیکن دعاؤں اور عبادت کے نتیجے میں وہ اخلاق والی قومیں پیدا ہوتی ہیں جو انبیاء سے اخلاق سیکھتی اور ویسے ہی رنگ اختیار کر جاتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم ان کا ذکر رسول سے الگ نہیں فرماتا بلکہ فرماتا ہے "محمد رسول اللہ والذین معہ" اور پھر سب صفات اکٹھی بیان فرماتا ہے۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس پر میں حدیث اور سنت کے حوالے سے روشنی ڈال رہا ہوں تاکہ جو مدتوں کے انتظار کے بعد تیرہ صدیوں تک امت کے در بدر پھرنے اور متفرق ہوتے چلے جانے کے بعد پھر خدا نے آسمان سے وہ رابطہ اتارا جس سے ایک دفعہ پھر حبل اللہ پر ہمارا ہاتھ پڑ گیا اور حبل اللہ پر ہاتھ پڑے بغیر یعنی اللہ کی رسی کو تھامے بغیر متفرق اور منتشر قومیں اکٹھی نہیں ہوا کرتیں۔ پس اس نعمت کی قدر کرو اور کسی قیمت پر بھی حقیقت میں جان بھی جائے تو اس رسی کو ہاتھ سے جانے نہ دو اور جو بھی جماعت میں افتراق کی باتیں کرتا ہے یا اس کے رویئے سے دوریاں پیدا ہوتی ہیں وہ جان لے کہ وہ خدا کی اس تقدیر کے برعکس رخ اختیار کئے ہوئے ہے اور ایسے لوگوں سے ہمیشہ جماعت کو خطرہ درپیش رہے گا۔ یہ جو مضمون ہے یہ بہت وسیع اور بلند بھی ہے اور گہرا بھی۔ لیکن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تمام مشکل مضامین کو اپنی ذات میں آسان کر کے دکھا دیا۔ وہ بڑے بڑے اعلیٰ اخلاقی مراتب جن کے متعلق درس دینے والے فلاسفر درس دیتے رہے اور دیتے رہیں گے مگر سمجھا نہ سکے اور ان چیزوں کو اخلاق میں رائج نہ کر سکے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان الجھے ہوئے مشکل مسائل کو چھوٹی چھوٹی سادہ پیاری دل لبھانے والی باتوں کی صورت میں بیان کیا اور اپنے کردار سے ان باتوں کو ایسا سمجھایا کہ وہ اخلاق آپ کے دیکھنے والوں کے دل پر نقش ہوئے۔ ان کے خون میں، رگ و پے میں سرایت کر گئے اور ساری زندگیاں ان کی ذات اور ان کے کردار میں جاری و ساری رہے۔ پھر انہوں نے وہی اخلاق آئندہ نسلوں میں منتقل کئے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ اس میں انقطاع بھی ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان مجددین کو بھیجا جن کے ذریعے خاص الٰہی فضل کے نتیجے میں سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پھر جاری فرمایا گیا۔ یہ سلسلہ اسی طرح ٹوٹتا اور پھر جڑتا ہوا تاریخ میں آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا جب کہ "مسلماں را مسلماں باز کردن" کی تقدیر پوری ہوئی کہ خدا نے مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان بنانے کا فیصلہ فرما لیا۔ یہ اس مضمون کا اختصار سے خاکہ ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اور یہی احمدیت کی سب سے بڑی صداقت کی دلیل ہے۔

جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک ہاتھ پر اکٹھی ہے۔ جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک سو چالیس ممالک میں پھیلی ہوئی ہونے کے باوجود پھر بھی ایک جمیعت رکھتی ہے، ایک مرکز رکھتی ہے۔ اور دور دور پھیلے ہوئے احمدیوں کے دل بھی آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ ایک تکلیف کسی احمدی کو خواہ پاکستان میں پہنچے، خواہ بنگلہ دیش میں، ہندوستان میں یا کسی اور ملک میں۔ اس تکلیف کی جب بھی خبر دنیا میں پھیلتی ہے جماعت احمدیہ خواہ دنیا کے کسی ملک سے تعلق رکھتی ہو یوں محسوس کرتی ہے کہ ہماری ہی تکلیف ہے اور عجیب اتفاق ہے، اتفاق تو نہیں یعنی خدا کی تقدیر کا ایک حصہ ہے کہ جیسے میں آپ کے لئے غمگین ہوتا ہوں جماعت میرے لئے غمگین ہوتی ہے کہ اس غم سے مجھے زیادہ تکلیف نہ پہنچے۔ اور ہر ایسے موقع پر مجھ سے تعزیت کا اظہار کیا جاتا ہے اور ایسی سادگی اور بھولے پن سے جیسے وہ اس بات پر مقرر کئے گئے ہیں کہ میری دلداری کریں۔ چنانچہ اسیران راہ مولا کے معاملے میں مسلسل، ہمیشہ دنیا کے کونے کونے سے لوگ مجھ سے ہمدردی کرتے رہے، فکر کا اظہار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مائیں بچوں کے حوالے سے لکھتی رہیں کہ جب آپ ان کا ذکر کرتے ہیں اور آپ کی آنکھوں میں نمی آجاتی ہے تو ہمارے بچے بے چین ہو جاتے ہیں۔ ایک ماں نے لکھا کہ بچہ رو پڑا۔ اس نے رومال نکالا اور دوڑا دوڑا گیا، میرا ذکر کر کے کہ ان کے آنسو پونچھوں۔ اب یہ جو واقعہ ہے یہ اللہ کے اعجاز کے سوا ممکن نہیں ہے۔ اس مادہ پرست دنیا میں کوئی ہے تو دکھائے کہاں ایسی باتیں ہیں۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کا اعجاز ہے اور اسی آیت کے حوالے سے میں اس اعجاز کا ذکر کر رہا ہوں۔

آنحضورؐ کو اللہ مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تجھ میں طاقت نہیں تھی مگر مجھ میں طاقت تھی اور

[illegible]

جب تیری ذات [illegible] خدا نے جب [illegible]

[illegible] نعمت کے ذریعے تمام [illegible]

دوسرے [illegible]

کرتے ہوئے فرماتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو یہ لوگ آگ میں جھونکے جانے کے لائق تھے۔ آگ کے کنارے تک پہنچ ہوئے تھے۔ وہاں سے خدا فرماتا ہے میں نے تمہیں [illegible] کی۔ ایک دوسرے کی محبت میں باندھ دیا۔ پس پھر ایسی حرکت نہ کرنا اگر ایسا کرو گے تو آگ کے سوا تمہارا کوئی انجام نہ ہوگا۔

اس مضمون کو جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں [illegible] کرنے کی ضرورت اس لئے در پیش ہے کہ ہم اب الفت کے [illegible] یہ بات جو پہلے [illegible] کہ کسی کی [illegible] سامنے آگئی ہے اور [illegible] جن پھلوں کے وعدے دیئے گئے تھے وہ پھل ہم اپنے اوپر برستے دیکھ رہے ہیں کوئی سال ایسا نہیں گذر رہا جس میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تبلیغ کی رفتار نہ بڑھ رہی ہو اور نئی نئی قومیں داخل نہ ہو رہی ہوں۔ کوئی مہینہ ایسا نہیں گذرتا جس میں نئے نئے لوگوں کے آنے کی خوشخبری نہ ملتی ہو۔ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ کثرت کے ساتھ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر شکر کے ساتھ ادا کرتے ہوئے [illegible] اطلاعیں نہ بھیجتے کہ ہم نے ایسے ایسے اعجاز دیکھے ہیں کہ ہماری روح تمام تر [illegible] ایسے ایسے اعجاز دیکھے ہیں کہ ان کے لطف کو بیان کرنے کی ہمارے قلم میں طاقت نہیں۔ ہم لاعلم نا تجربہ کار، محض اس وجہ سے میدان تبلیغ میں نکلے کہ آپ نے کہا تھا کہ آج [illegible] کہ تم میدان تبلیغ میں نکل کھڑے ہو۔ ہم نہتے لوگ، ہمارے پاس کوئی زادِ راہ نہیں تھا۔ مگر اللہ نے آوازوں میں ایسی ایسی برکتیں ڈالیں کہ جہاں سے کوئی توقع نہیں تھی وہاں سے بھی خدا کے فضل سے لبیک لبیک کہتے ہوئے لوگ جوق در جوق احمدیت میں داخل ہونے لگے۔ پس یہ جو رونما ہونے والا معجزہ ہے یہ کسی ایک جگہ کا نہیں، کسی ایک ملک کا نہیں کل عالم میں یہی ایک عجیب کیفیت ہے جو فضا میں پیدا ہو چکی ہے۔ اور اس کیفیت سے جماعت کے دل اسی طرح نشے میں مخمور ہیں کہ تمام دنیا کے جماعت میں جو تبلیغ کا کام کر رہے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ واقعۃً جیسے ہم مدہوش ہو چکے ہوں۔ اب انہوں نے ظاہری شراب کا تو [illegible] اگر ان کی طرح کلام جاتی ہے ان کی تحریر جاری ہوتی ہے کہ جو ان کو حوصلہ دیتا ہے شراب پینے والوں کے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں اب ہماری زندگی میں اور کوئی خواہش نہیں سوائے اس کے دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ خدا کی راہ کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں اور آسمان سے گرنے والے پھلوں کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں، اپنے سینوں سے لگائیں اپنی جھولیوں میں محفوظ کریں اور آئندہ پھر اسی کام پر روانہ ہو جائیں۔ بہت سے ایسے داعی الی اللہ سفر کرنے والے ہیں جن

> حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی کو تھامے بغیر متفرق اور منتشر قومیں اکٹھی نہیں ہوا کرتیں۔

نے روانہ ہونے کا جو نقشہ کھینچا ہے تو ان میں الرجعت سے [illegible] بعض اطلاعات تھیں وہاں بعض مشکلات ہیں [illegible] میں۔ اور ایک مبلغ نے لکھا کہ بعض [illegible] کی حالت میں بھی آگے بڑھنا پڑا۔ بعض [illegible] میں نالے ندیاں وغیرہ آئیں۔ اسی طرح [illegible] پیدل گذرنا پڑا [illegible] پانی اوپر گذر جاتا تھا لیکن پھر نیچے بھی ہو جاتا تھا یعنی کہیں خطرات تھے کہیں [illegible] پانی سے گذرتا تھا۔ مگر ایک دھن سوار تھی کہ ہم نے جانا ہی جانا ہے بدحالی ہوتا ہے۔ [illegible] سے یہ اطلاع ملی تھی کہ بعض لوگوں کو دلچسپی ہے۔ یعنی اس حالت میں ہم نے سفر کئے۔ خطرے بھی آئے لیکن کوئی پرواہ نہیں کی اور پھر ایسے ایسے خطرات در پیش ہوئے کہ یوں لگتا تھا کہ خیریت سے [illegible] واپس جانا ممکن نہیں ہوگا۔ گویا ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلطان نصیر عطا ہوتے رہے، حیرت انگیز مدد آسمان سے اترتی ہم نے دیکھی۔ ان جگہوں سے پھل ملے جہاں وہم و گمان بھی نہیں تھا جن لوگوں نے انکار کر دیا کہ ہمارے پاس نہ آؤ وہیں سے وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے کہا ہم ساتھ کے گاؤں سے ہیں ہمارے پاس آؤ اور وہاں گئے اور وہ اللہ کے فضل کے ساتھ سارا کا سارا گاؤں احمدیت کو قبول کر گیا۔ تو یہ جو میں روانہ ہونے کی بات کر رہا ہوں۔ داعی الی اللہ بھی ایک قسم کی ہجرت کرتے ہیں وہ اپنی آرام گاہوں سے ہجرت کرتے ہیں اور مشکل مقامات کی طرف سفر کرتے ہیں اور ہر سفر پر اللہ کے انعام کو ایسا اپنے اوپر برستا

[illegible]

پھر جب توفیق ملے گی پھر اس راہ پر آگے قدم بڑھائیں گے۔ یہ وہ دور ہے جس میں داخل ہو رہے ہیں اس دور [illegible] یہ ہیں کہ ہم اپنی [illegible] کو دور کر کے اپنے اخلاق کو نہ صرف اپنے معیار پر [illegible] کیونکہ یہ وہ مال غنیمت ہے جن میں بہت سے [illegible] لائق ہیں ہم نے ان کو اپنے [illegible] سے لگانا ہے۔ اپنے گھر بار کے ماحول میں اتارنا ہے اور وہیں ان کی [illegible] اگر ہمارے اخلاق بدلے ہیں اگر ہم ایک دوسرے سے دور ہٹنے شروع ہو گئے ہوں، جیسا کہ بعض [illegible] اگر ہم آپس میں ایک دوسرے کی محبت میں مضبوط رشتوں سے [illegible] تو [illegible] کو ہم کیسے مضبوط رشتوں میں باندھیں گے اور [illegible] ؟ یہ کوئی فرضی چیز نہیں ہے۔ یہ اخلاق کے رشتے ہیں یہ بات ہے جو میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے جماعت کو بار بار سمجھا رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ اسی اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی فرضی مضامین کی تقریریں نہیں ہیں۔ امر واقعہ یہی ہے اس حقیقت کی دنیا میں اتر کے دیکھیں محبت کے رشتے اخلاق سے باندھے جاتے ہیں اگر اخلاق [illegible] باتیں فرضی ہیں۔ وہ لوگ جن کے اخلاق گھر میں سنورے ہوئے نہیں وہ لوگ [illegible] سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے وہ لوگ جو اپنے بچوں سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے وہ [illegible] اپنے [illegible] سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے، وہ لوگ جو اپنے [illegible] سے اپنے [illegible] سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے،

> جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک ہاتھ پر اکٹھی ہے، جو ایک سو چالیس ممالک میں پھیلی ہوئی ہونے کے باوجود پھر بھی ایک جمعیت رکھتی ہے۔

وہ [illegible] نہیں سمجھتیں وہ حوریں اور وہ بھائی اور وہ بھابیاں وغیرہ وغیرہ۔ یہ [illegible] کے میدان ہیں جو ہمارے سامنے روز کھلتے ہیں روز ہم ان

BEST WISHES TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR

PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN

ARNEY'S

164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA

SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

میدانوں میں اترتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کہاں کہاں ناکام رہے۔ پس دنیا کی زندگی کو عام روز مرہ کے درپیش آنے والے مسائل کی صورت میں دیکھیں تو یہ فلسفے کی اونچی اڑان کی باتیں نہیں رہتیں۔ یہ روز مرہ رونما ہونے والے گھر کے اور گلیوں کے عام واقعات بن جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسی حوالے سے ہماری تربیتیں فرمائی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عام انسان کی اپچ سے اس کی پہنچ سے بالا مضامین بیان نہیں فرمائے۔ باوجود اس کے وہ مضامین جو بیان فرمائے وہ دنیا کے بڑے بڑے دانشوروں کی سوچ کی اپچ سے، ان کی پہنچ سے بالا تھے آج بھی بالا ہیں۔ وہ مضامین جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سادہ اور عام لفظوں میں اپنے کردار کے حوالے سے ہمیں سمجھا دیئے، آج دنیا کے بڑے بڑے دانشور، دانشور ہونے کے باوجود ان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے، ان کی اہمیت کو نہیں جان سکتے۔ ان کو یہ بھی نہیں پتہ کہ انصاف کے قیام کے بغیر دنیا میں کوئی امن قائم نہیں ہوسکتا۔ انصاف کی بات کرتے ہیں تو یہ نہیں جانتے کہ وہ انصاف جو دوغلا معیار رکھتا ہو اپنوں کے لئے اور ہو، غیروں کے لئے اور ہو، وہ انصاف دنیا میں کوئی انقلاب برپا نہیں کر سکتا، کوئی امن دنیا کو نہیں بخش سکتا۔ اب یہ سادہ باتیں ہیں بظاہر ہر انسان کو سمجھنی چاہئیں لیکن علم ہونے کے باوجود سمجھ نہیں آتی۔ یہ فرق ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کیسے سمجھ آتی ہیں اس کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سا عظیم کردار ہونا ضروری ہے۔ ایسا کردار جو باتیں کہے وہ خود اس کا ایسا پاک اور عظیم نمونہ بن جائے کہ ہر بات دل تک اترے اور رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے۔ یہ وہ کام تھا جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کر کے دکھایا۔ اور یہی وہ پاک نمونے ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوبارہ جاری فرمایا اور آپ کے صحابہ کی صورت میں ہم نے ان پاک نمونوں کو قادیان کی گلیوں میں اور اس سے باہر، ربوہ میں اور اس سے باہر، ہر جگہ زندہ نمونوں کے طور پر چلتے پھرتے دیکھا۔ یہ پاک نمونے ہیں جو اب اس نسل میں منتقل ہونے لازم ہیں۔ اگر اس نسل میں یہ نمونے منتقل نہ ہوئے تو دنیا کے امن کی کوئی ضمانت نہیں۔ آنے والے جو آئیں گے وہ پھر آپ سے اعلیٰ کردار نہیں سیکھیں گے بلکہ بداخلاقیاں سیکھیں گے۔ اور ایسے لوگ جو اعلیٰ اخلاق پر فائز نہیں ہوتے وہ دو طرح سے خطرات کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک آنے والوں کے لئے وہ خطرہ بن جاتے ہیں دوسرے آنے والے ان کے لئے خطرہ بن جاتے ہیں۔ یعنی جو بد اخلاق لوگ ہیں وہ آنے والوں کی بدخلقیاں سیکھتے ہیں اور ان کی بدیوں کی پیروی کرنے سے لذت پاتے ہیں۔ پس دونوں صورتوں میں لازم ہے کہ آپ سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان آسان راہوں سے پائیں جن آسان راہوں سے میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔

آنحضورؐ کے اخلاق پر غور کریں، کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سمجھانے کی ضرورت

> **آسمان سے جن پھلوں کے وعدے دیئے گئے تھے وہ پھل ہم اپنے اوپر برستے دیکھ رہے ہیں۔ کوئی سال ایسا نہیں گزر رہا جس میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تبلیغ کی رفتار نہ بڑھ رہی ہو اور نئی نئی قومیں داخل نہ ہو رہی ہوں۔**

نہیں ہے کہ اسے اختیار کرو۔ آپ سنتے ہیں اور دل اچھلتا ہے اور اسے اپنانے کے لئے طبیعت بے قرار ہوتی ہے اور فطرت سے جس طرح ماں کے دودھ کے لئے بچہ اچھلتا ہے اور اس کے نتیجے میں ماؤں کا دودھ چھاتیوں میں آ جاتا ہے اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے فیض پانے کے لئے آپ کی فطرت پکارنے لگتی ہے اور آنحضورؐ کے فیض کا دودھ آپکی فطرت میں جاری ہونے لگتا ہے۔ یہ وہ آسان طریق ہے جس پر چل کر ایک عظیم انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے صحابہ نے جو باتیں سیکھیں یا باتیں پوچھیں، چھوٹی چھوٹی سادہ سادہ آسان باتیں ہیں۔ مگر ان سے اس لحاظ سے سرسری طور پر گذر نہ جایا کریں کہ یہ تو عام سی بات ہے یہ تو ہمیں بھی پتہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بظاہر آپ کو پتہ ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بیان اس سے گہرا ہے جتنا آپ سمجھتے ہیں۔ ٹھہر ٹھہر کر پیار اور محبت سے ان کو دیکھتے ہوئے، ان سے لطف اندوز ہوتے ہوئے، ان مضامین پر سے گذرا کریں تو پھر آپ کو حقیقت میں اپنی اعلیٰ اخلاقی تربیت کی توفیق عطا ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرمائیں گے جو کچھ لوگوں سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے عملی لحاظ سے نہیں ملا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اس کو محبت ہوتی ہے (صحیح بخاری۔ کتاب الادب)۔ اب یہ بات تو سن لی کہ "اس کے ساتھ ہوتا ہے"۔ اس کا کیا مطلب بنا؟ بعض لکھنے والے یہ لکھتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس سے محبت ہے قیامت کے دن اس کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا لیکن یہ مضمون جو ہے وہ اس سے بہت زیادہ گہرا ہے اور بہت زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کا ایک حوالہ قرآن میں ہے، ایک حوالہ تاریخ اسلام میں ہے، ایک حوالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قول اور فعل کے یکساں ہونے میں ہے۔ ان تینوں پہلوؤں سے میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ اس حدیث سے آپ کو کیا پیغام ملنا چاہئے۔

سب سے پہلے تو قرآن کریم میں اس کا حوالہ یہ ہے "واخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم" (سورۃ الجمعہ آیت ۴) کہ وہ آخرین بھی ہیں جو ابھی صحابہ سے نہیں مل سکے لیکن ہیں انہیں میں سے "وهو العزیز الحکیم" اور اللہ اس بات پر قادر ہے اور اس بات کی طاقت رکھتا ہے اور حکمت رکھتا ہے کہ جب چاہے ایسا کر دکھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کے مطالعہ میں بارہا یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض دفعہ ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جاتا ہے جس کا کوئی نام نہیں بتایا جاتا اور یوں معلوم ہوتا ہے وہ شخص اجنبی تھا جو اس محفل میں اچانک کہیں سے آیا ہے۔ بعض دفعہ جب اس شخص کے متعلق تحقیقات کی جاتی ہے اور حدیثیں بتاتی ہیں کہ پھر کیا نتیجہ نکلا تو معلوم ہوتا ہے وہ جبریل علیہ السلام تھے جو انسانی شکل میں متمثل ہو کر آنحضورؐ سے سوال کیا کرتے تھے تاکہ اس جواب سے جو آپ دیں، صحابہ کی تربیت ہوسکے۔ پس اس

> **وہ انصاف جو دوغلا معیار رکھتا ہو، اپنوں کے لئے اور ہو، غیروں کے لئے اور ہو، وہ انصاف دنیا میں کوئی انقلاب برپا نہیں کرسکتا، کوئی امن دنیا کو نہیں بخش سکتا۔**

حدیث کا بھی ویسا ہی رنگ ہے۔ عبداللہؓ بن مسعود کہتے ہیں ایک شخص آیا وہ مدینے کی سوسائٹی کا نہیں تھا، انجانا انسان تھا۔ ورنہ صحابہ ہر جگہ یہ کہتے ہیں فلاں شخص آیا اس نے یہ سوال کیا۔ وہ ایسا شخص ہے جس کو کوئی پہچانتا نہیں تھا وہ آیا ہے اور آتے ہی اس نے یہ سوال کیا ہے یا رسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جو ان سے نہیں ملی۔ اس میں ایک پیغام یہ ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے تو بہت سے صحابہ کے دل میں آپ سے ملنے کی تمنا پیدا ہوئی۔ یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں وہ آخرین جن کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے کہ وہ ابھی صحابہ سے نہیں ملے اس زمانے میں ان سے ملنے کی تمنا لازماً پیدا ہوئی ہے جس تمنا کا ذکر اس سوال میں کیا گیا ہے کہ یا رسول اللہ! ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ان سے ملنا چاہتے ہیں ان سے محبت رکھتے ہیں جو ابھی نہیں ملے۔

پس تاریخ نے جو اولین کی ہو یا آخرین کی ہو قرآن کے حوالے سے ہمیں اس طرح باندھ دیا ہے کہ ہم الگ وجود نہیں رہے اور یہ خیال کر لینا کہ چودہ سو سال پہلے یا مسیح موعود علیہ السلام کے وقت کے حوالے سے کہیں گے کہ تیرہ سو سال پہلے، صحابہ کے دل میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت کے نتیجے میں ان سے بھی محبت پیدا ہوئی جن میں گویا محمد رسول اللہ نے دوبارہ ورود فرمانا تھا اور ان کا ذکر غائبانہ سنا تو دل میں یہ امنگیں بیدار ہونے لگیں، کروٹیں بدلنے لگیں کہ ہم دیکھیں تو سہی کہ وہ کون لوگ ہیں۔ کاش ہم دیکھ سکتے۔ یہ ویسا ہی مضمون ہے جیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بے چین ہو کر بعض دفعہ مسجد میں حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ

كُنتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي   فَعَمِيْ عَلَيَّ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ   فَعَلَيْكَ كُنتُ أُحَاذِرُ

پس یہ دو طرفہ محبت تھی۔ اس شعر کا مطلب یہ ہے، حضرت حسانؓ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ عرض کیا کہ اے میرے آقا۔ اے مرے محبوب! میری آنکھ کی پتلی تو تو تھا جس کے ذریعے میں دیکھا کرتا تھا۔ آج تو نہیں رہا تو میری آنکھ کی پتلی اندھی ہو گئی۔ مجھے دنیا دکھائی نہیں دیتی۔ "من شاء بعدک فلیمت" اب تیرے بعد جو چاہے مرتا پھرے، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ مجھے تو تیری موت کا غم تھا۔ مسیح موعود علیہ السلام کو آپ سے ایسا عشق تھا کہ ایک دفعہ مسجد میں یہ شعر پڑھتے جاتے تھے اور زار زار روتے چلے جا رہے

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے کہ اے آقا کیا بات ہے؟ یہ شعر پڑھ رہے ہیں اور اتنا رو کیوں رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اتنا پیارا شعر حسان نے کہا ہے کہ میرے دل میں حسرت اٹھ رہی ہے کاش میں نے یہ شعر کہا ہوتا۔ یہ عشق ہے جو دو طرفہ عشق ہے اور قرآن اور احادیث گواہ ہیں کہ جس طرح آخرین کو اولین سے محبت ہوئی اسی طرح اولین کو بھی آخرین سے محبت ہو گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ اکٹھے ہوں گے۔ کیونکہ جن کو جن سے محبت ہوتی ہے ان کو جدا نہیں رکھا جائے گا۔ پس مرتبوں میں بھی وہ اکٹھے کئے گئے۔ آخرت کی دنیا میں بھی وہ اکٹھے کئے جائیں گے۔ یہ مضمون ہے جو یہ

> **یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ ہم اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرتے ہیں لیکن اگر دنیا کی خاطر بھی محبت نہیں کرسکتے تو اللہ کی خاطر کیسے کریں گے۔**

حدیث بیان فرما رہی ہے۔

پھر فرمایا "المرء مع من احب" یہاں تاریخ کے حوالے سے صحابہ کے دور کے حوالے سے ایک اور واقعہ ہے جو قابل غور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ایک ایسے انسان بھی تھے جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے گہرا عشق تھا۔ مگر ان کی والدہ کی حالت ایسی تھی کہ انہیں چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تھے۔ حضرت اویس قرنی کی بات کر رہا ہوں۔ حضرت اویس قرنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا زمانہ پایا۔ لیکن عملاً وہی حال تھا کہ "لما یلحقوا بھم" ملنے کی تمنا رکھتے رہے مگر مل نہ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ نے خبر دی کہ ایک تیرا عاشق ہے دور دراز علاقوں میں رہنے والا، وہ بے انتہا تجھ سے ملنے کی تمنا رکھتا ہے مگر ماں کی خدمت کی وجہ سے اللہ کے اس فرمان کے نتیجے میں کہ ماں کی خدمت اہمیت رکھتی ہے، وہ تیرے پاس حاضر نہیں ہو سکتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اویس قرنی کو سلام بھیجا اور تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ دو ہی وجود ہیں جنہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سلام بھیجا ہے یعنی باہر دور رہنے والے جن سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ایک اویس قرنی اور ایک امام مہدی۔ پس اس طرح تاریخ میں رشتے ملتے ہیں۔ اولین کے آخرین سے اس طرح تعلق باندھے جاتے ہیں یہ کوئی فرضی افسانوی مضمون نہیں ہے یہ گہری حقیقتیں ہیں۔ پس ایک وہ قرنی تھا جس نے زمانہ پایا اور پھر بھی مل نہ سکا۔ ایک وہ تھا جو قادیان میں پیدا ہوا جس نے ایسا عشق کیا کہ اس کی کوئی مثال امت محمدیہ میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس کے دل پر بھی اللہ سے علم پا کر حضرت محمد رسول اللہ کی نظر پڑی اور فرمایا کہ اگر تمہیں برف کے تودوں پر سے گھٹنوں کے بل چل کر بھی وہاں پہنچنا پڑے تو مہدی تک پہنچنا اور میرا سلام کہنا۔ یہ عجیب واقعہ ہے، ایک عظیم واقعہ ہے، لیکن اولین کو آخرین سے ملانے والی بات ہے اس مضمون کو سمجھنا ضروری ہے۔

اور تیسرا سبق اس حدیث میں یہ ملتا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا: "المرء مع من احب" اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ مرتبے میں اکٹھے کئے جائیں گے۔ جس سے محبت ہے تم ضرور اس سے اکٹھے کئے جاؤ گے اگر کسی سے محبت ہو اور آپ اس کے لائق نہ ہوں تو اس کے ساتھ اکٹھے نہیں کئے جا سکتے۔ اکٹھے کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ جس سے محبت ہو انسان لازماً ویسا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی محبت کی صداقت اس کی اس کوشش میں مضمر ہے کہ وہ ویسا بن سکے۔ اور جو ایسا کرے گا جو ویسا بننے کی کوشش کرے گا اس کو ملایا جائے گا اور اس کو مرتبوں میں بھی ملایا جائے گا، اس کو قیامت کے دن بھی اکٹھا کیا جائے گا۔

پس آج آپ نے اگر وہی بننا ہے جن کا آخرین کے حوالے سے قرآن میں ذکر موجود ہے اگر آپ نے وہی بننا ہے جن کا اس حدیث میں ذکر ہے کہ ایک شخص آنحضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ لوگ جو نہیں ملے کسی سے اور ابھی دور ہیں ان سے اگر کسی کو محبت ہو جائے، ان دیکھوں سے، تو اس کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ فرمایا جس سے محبت ہو وہ ملایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ لازماً خواہ کیسا ہی ہو ملا دیا جائے گا۔ سچی محبت کی بات ہو رہی ہے اور سچی محبت میں ملنے کا ایک طریقہ ہم صورت ہونا ہے، ہم شکل ہونا ہے یعنی مزاج اور اخلاق میں ایک جیسا ہونا۔ پس فرمایا کہ اگر واقعتاً محبت ہے تو ان دونوں کے مزاج پھر ملنا شروع ہو جائیں گے۔ اگر آخرین کو اولین سے محبت ہے تو وہ اولین کی نقل اتاریں گے ویسا بننے کی کوشش کریں گے۔ پس جماعت احمدیہ کے لئے جہاں اس میں بڑی خوش خبریاں ہیں وہاں ذمہ داریاں بھی بہت ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ آئینہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جب کہا جاتا ہے کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے تو عملاً سب سے بڑا آئینہ

تو محمد رسول اللہ ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات، آپؐ کے اخلاق حسنہ کو اپنے پیش نظر رکھیں تو اپنا چہرہ داغ داغ دکھائی دے گا۔ آئینے میں کوئی دوسرا وجود دکھائی نہیں دیا کرتا۔ محمد رسول اللہ کے آئینے میں دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس آئینے کے حوالے سے اپنی خرابیاں سامنے آئیں گی اور جہاں کہیں ویسا حسن ملے گا اسے اور زیادہ نکھارنے کی تمنا پیدا ہوگی۔ پس یہ وہ طریق ہے جس کے ذریعے سے ہم اپنے اخلاق کو اخلاق حسنہ میں تبدیل کر سکتے ہیں اور اخلاق حسنہ کو ترقی دے کر مکارم الاخلاق میں تبدیل کر سکتے ہیں یعنی وہ اخلاق جن پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قدم تھا۔

پہلی حدیث صحیح بخاری کتاب الادب سے لی گئی تھی یہ دوسری حدیث صحیح بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں وہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول باقی تمام چیزوں سے اسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان)

یہ وہی آگ ہے جس کا میں نے پہلے اس آیت کریمہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے جو میں نے تلاوت کی ہے۔ اس آگ میں ڈالا جانا دراصل آپس میں ایک دوسرے کا دشمن ہونا، ایک دوسرے سے دلوں کا پھٹ جانا ہے اور اگر ایسا ہو تو آگ کے سوا اور کوئی انجام نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس ذکر سے پہلے آپس کی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔ پس جو تفسیر میں اس آیت کی کر رہا تھا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آسمانی تفسیر اسی کی تائید فرما رہی ہے اور اس کی تائید میں ان دو تین باتوں کو ملا کر ایک گہرا فلسفہ بیان فرما رہی ہے۔ تین نصیحتیں فرمائیں۔ ایمان کی حلاوت وہی محسوس کرے گا جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول باقی سب رشتوں سے زیادہ پیارے ہوں۔ رشتوں کے تعلق میں یہ وہ نئے رشتے ہیں جو روحانی زندگی میں ایک امام کے ساتھ منسلک ہونے کے نتیجے میں نئے وجود میں آتے ہیں۔ انہیں رشتوں کو ہم "خلق آخر" کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کریم نے نئی روحانی زندگی کا نام "خلق آخر" رکھا ہے۔ خلق اول کیا ہے؟ وہ عام روزمرہ کے رشتے جن میں ماں کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے، بیٹے کو ماں سے، باپ کو بچوں سے، بچوں کو باپ سے وغیرہ وغیرہ۔ بہن بھائیوں کے تعلقات ہیں، یہ سارے وہ طبعی رشتے ہیں جن کو خلق اول کے رشتے کہا جاتا ہے۔

جب انسان حقیقت میں مومن بن جاتا ہے تو اسے ایک "خلق آخر" عطا ہوتی ہے قرآن کریم کے رو سے یہی اصطلاح ہے جو اس پر صادق آتی ہے۔ ایک نیا جنم لیتا ہے، ایک نئے وجود کو اختیار کر لیتا ہے۔ اس وجود کے بھی کچھ محبت کے قوانین ہیں اور وہ قوانین یہ ہیں کہ اللہ اور

COMPLIMENTS TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

Earlsfield
Properties

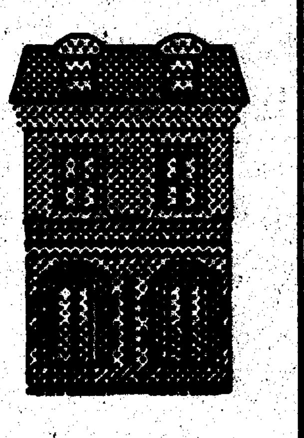

RENTING
AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN
ALL AREAS FOR
WAITING TENANTS

رسولؐ کی محبت ہر دوسری محبت پر غالب آجائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی محبت کے مقابل پر جب بھی دنیا کی کوئی محبت ٹکرائے، اس کے سامنے کھڑی ہو، تو اس محبت کو جو دنیا کی محبت ہے، انسان ٹھکرا دے اور اللہ کی محبت کو اختیار کرلے اور رسول کی محبت کا بھی یہی حال ہو کیونکہ وہ محبت بھی اللہ کے حوالے سے ہے اور یہی سلسلہ آگے چلتا ہے۔ للّٰہی محبت کا پھر یہی مطلب بن جاتا ہے کہ اگر کسی وجود سے اللہ کی خاطر پیار ہے تو اس کے مقابل پر دنیوی تعلق کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، اس محبت کو لازماً اختیار کیا جاتا ہے۔

آنحضورؐ فرماتے ہیں "دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے" تو دراصل پہلی بات ہی کا منطقی نتیجہ ہے جو آگے بڑھایا جارہا ہے اللہ کی محبت سب محبتوں پر فوقیت رکھے اور اسی محبت کے نتیجے میں رسولؐ کی محبت ہر دوسری محبت پر فوقیت اختیار کر جائے اور پھر اسی حوالے سے اگلا قدم یہ ہو کہ سارے معاشرے میں ایک دوسرے سے تم اللہ کی خاطر محبت کرنے لگو اور جب اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرو تو یہ محبت ہر دوسری محبت پر غالب آجائے۔

اس کے بعد فرمایا ہے "جو شخص کفر سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اس میں جانے کو یہ سمجھے کہ گویا مجھے آگ کے گڑھے میں دھکیلا جارہا ہے وہی ہے جو ایمان کی لذت کو پاتا ہے، پس ایمان کی تعریف وہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ کفر کی تعریف یہ ہے کہ جو ان تعلقات سے پرے ہٹ جاتا ہے اور یہی مضمون ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوا ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھی تھی کہ تم تو آگ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ ہم نے تمہیں بچایا آپس کی محبت میں باندھ کر، ایک دل بنا کر، ایک جان کرنے کے بعد دوبارہ اس کا تصور بھی نہ کرنا کہ پھر تم ایک دوسرے سے لڑ پڑو۔

اب آپ سوچئے کہ روز مرہ کی زندگی میں کتنے ہیں جو بات بات پر بھڑکتے ہیں۔ بات بات پر اپنے بھائی کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو اپنے قریبی رشتوں کے باوجود ان کا حق بھی ادا نہیں کرسکتے کجا یہ کہ وہ روحانی رشتوں کے حق ادا کریں۔ پس دوستی پہلی منزل پر نہیں بلکہ بنیاد میں ہوگی۔ بنیادیں اگر درست نہیں تو پہلی منزل بھی درست تعمیر نہیں ہوسکتی اور اخلاق کی بنیاد روز مرہ کے خونی رشتوں میں ہے، وہ اخلاق درست ہوں تو پھر خلق آخر کی تعمیر شروع ہوتی ہے جو بعد کی آنے والی منازل ہیں۔ کہ بالآخر اللہ کا ساتھی بنا دیتی ہیں، اللہ کا دوست بنا دیتی ہیں۔ وہاں تک پہنچاتی ہیں جہاں خدا کی محبت کے بعد اور کوئی محبت قابل ذکر باقی نہیں رہتی۔

> آج وہ وقت آگیا ہے کہ جھنجھوڑ کر جماعت کو بیدار کیا جائے اور بتایا جائے کہ دیکھو اٹھو اپنے نفس کا خیال کرو، اپنے نگران بنو۔ اگر تم اپنے نگران نہ بنے تو کوئی باہر کی آواز تم نہیں سن سکو گے۔ اندر سے ایک مربی بیدار ہونا ضروری ہے۔

پس یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ ہم اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرتے ہیں لیکن اگر دنیا کی خاطر بھی محبت نہیں کرسکتے تو اللہ کی خاطر کیسے کریں گے۔ اگر بھائی بہنوں کا حق ادا نہیں کر رہے۔ ماں باپ مرتے ہیں تو بہنوں کے حق مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ وراثت میں ان کو شریک کرنے کی ہمت نہیں پاتے۔ اگر قریبی رشتہ دار ایک دوسرے سے بڑھ کر حق لوا کرنے کی بجائے ان کے اپنے حق چھیننے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اگر ایک آدمی دوسرے شریک کے مال پر نظر رکھتا ہے۔ جب تک آمدنیں زیادہ ہوتی رہیں خاموشی کے ساتھ گزارے چلتے رہیں۔ جہاں ابتلاء آیا جہاں نقصان کا خطرہ ہوا وہاں شریک نے کوشش کی کہ جتنا سمیٹ سکتا ہوں میں سمیٹ لوں اور اس سے الگ ہو جاؤں۔ جہاں یہ حالات دکھائی دیں وہاں اللہ کی محبت کی باتیں کرنے کا حق ہی کوئی نہیں۔ یہ بہت دور کی باتیں ہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے زمین پر چلنا نہیں آیا اور آسمان پر چھلانگیں لگانے کے خواب دیکھ رہے ہوں۔ پس یہ وہ روز مرہ کی سادہ باتیں ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں اپنے عمل سے سکھائی ہیں۔ ایسے عظیم کردار کا نمونہ دکھایا ہے جو زمین کے ساتھ بھی جڑا ہوا تھا لیکن آسمان سے بھی باتیں کر رہا تھا "فکان قاب قوسین" (النجم: ۱۰) آپ بلند ہوئے تو خدا تک جا پہنچے۔ اتنا قریب ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی کسی مخلوق کو یہ توفیق نہ ملی تھی نہ آئندہ کبھی ملے گی لیکن پھر دنیا پر پھر جھک آئے اور اس طرح بنی نوع انسان اور خدا کے درمیان وسیلہ بن گئے جس کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔ پس بلندی کی باتیں تو ہوں گی لیکن پہلے زمین کے تقاضے تو پورے کرلو۔ روز مرہ کے اخلاق درست کئے بغیر تم اس بات کا حق نہیں رکھتے کہ خلق آخر کی باتیں کرو۔ اور تم ابھی خلق آخر کے میدان میں داخل کئے جاچکے ہو کیونکہ وہ عظیم الشان قومیں جو بڑے ولولوں کے ساتھ بڑی امیدیں لئے تمہاری طرف بڑھ رہی ہیں تمہارے دامن میں پناہ چاہتی ہیں۔ جن کو دنیا میں اور کہیں امن نصیب نہیں ہوا لیکن جانتی ہیں کہ اگر امن ہے تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام میں ہے اور آپکے دامن میں پناہ لینے سے امن ملتا ہے وہ آپ کی طرف دوڑی چلی آرہی ہیں۔ پس آپ فکر کریں اور گھبرا کر اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں اور جاگنے کی کوشش کریں۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگ جاگتے نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون کو بار بار فرمایا ہے اور بچپن میں بھی اس کا کچھ لطف آتا تھا مگر اب جوں جوں تجربہ بڑھ رہا ہے میں اسکی حقیقت کو سمجھتا جارہا ہوں اور جانتا ہوں کہ آپ کا یہ کلام محض لطف کی بات نہیں ہے بلکہ آپ کی گہری پریشانی اور لمبے تجربہ کا مظہر ہے

"وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے"

اس قدر بے چین کرنے والا فقرہ ہے اس قدر مسیح موعود کو بے قراری لگی ہوئی تھی کہ میں کس طرح جھنجھوڑوں اور طبیعتوں کو بیدار کروں اور بتاؤں کہ تم آج بھی سوئے پڑے ہو، کیوں نہیں اٹھتے؟ کیوں میری باتیں نہیں سنتے؟ آج وہ وقت آگیا ہے کو جھنجھوڑ کر جماعت کو بیدار کیا جائے اور بتایا جائے کہ دیکھو اٹھو اپنے نفس کا خیال کرو، اپنے نگران بنو، اگر تم اپنے نگران نہ بنے تو کوئی باہر کی آواز تم نہیں سن سکو گے۔ اندر سے ایک مربی بیدار ہونا ضروری ہے اندر سے

> اخلاق حسنہ کے پیدا کرنے سے پہلے ایک اندرونی مربی کا بیدار ہونا لازم ہے۔ اس کے بغیر آپ کو کبھی اخلاق نصیب نہیں ہوسکتے۔

ایک نگران کا جاگ اٹھنا ضروری ہے۔ جب یہ نگران جاگ اٹھتا ہے تو اپنی ہوش نہیں رہتی کجا یہ کہ انسان دوسروں میں کیڑے ڈالتا رہے۔ جب یہ نگران بیدار ہوجائے تو انکساری پیدا کرتا ہے۔ انسان بے چین ہوجاتا ہے دوسروں کی بدیوں کی بجائے ان کی خوبیوں پر نظر رکھ کر ان سے موازنہ کرتا ہے اور کہتا ہے مجھ سے وہ بھی اچھا ہے، مجھ سے وہ بھی اچھا ہے۔ یعنی جس بدبخت کا نگران سویا ہوا ہو وہ ہر دوسرے پر عیب جوئی کی نظر ڈالتا ہے اور دوسروں کے عیب تلاش کرکے ان کے پیچھے اپنی برائیاں چھپاتا رہتا ہے اس کو اسی میں ہی لطف آتا ہے کہ فلاں میں بھی یہ بدی ہے اور فلاں میں بھی یہ برائی ہے، فلاں میں یہ خرابی ہے اور میں ان سے اچھا ہوں۔ حالانکہ بسا اوقات اس میں بھی جھوٹ ہوتا ہے۔ جو برائیاں وہ دوسروں میں پیش کر رہا ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ اس کے اندر موجود ہوتی ہیں۔ پس اخلاق حسنہ کے پیدا کرنے سے پہلے ایک اندرونی مربی کا بیدار ہونا لازم ہے اس کے بغیر آپ کو کبھی اخلاق نصیب نہیں ہوسکتے اور سب سے اچھا سکھانے والا وہی ہے جو دل کے اندر پیدا ہوتا ہے اور دل سے جاگ اٹھتا ہے۔ اور وہ آواز ہے جو آپ قریب سے سنتے ہیں۔ اس آواز کو اگر آپ جھٹلائیں اور اس کا انکار کریں تو ممکن ہے کہ کریں، مگر دن بدن بے چینی بڑھتی رہے گی دن بدن اور زیادہ پشیمان ہوتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ خدا کے حضور روئیں گے کہ اے خدا میری کیا حالت ہے۔ میں بدی کو جانتا ہوں، پہچانتا ہوں، پھر بھی کرتا ہوں۔ اور تیرے حضور میں مسلسل اس سفر میں زندگی گزار رہا ہوں کہ جانتے ہوئے کہ میرا قدم غلط سمتوں میں اٹھ رہا ہے پھر بھی وہ قدم اٹھا رہا ہوں۔ یہ مربی بیدار ہونے کے بعد کی باتیں ہیں اس سے پہلے کی نہیں ہیں۔ پھر وہ نفس کی پکار وہ بے چینیاں، وہ بے قراریاں وہ شرمندگیاں خدا کے حضور جب آنسو بہاتی ہیں پھر تربیت کے سامان ہوتے ہیں۔ مگر بداخلاق انسان کو تو ان مضامین کا کوئی تصور بھی نہیں کہ یہ کیا چیزیں ہیں۔ نہ کبھی یہ ہجرتیں کیں، نہ یہ کبھی سفر اختیار کئے۔ اس لئے میں آپ کو بار بار ایک ہی بات کہتا چلا جارہا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ گویا میں بھول گیا ہوں کہ میں نے کل بھی آپ کو یہی بات

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMACEUTICALS
NEEDS PHONE
041 777 8568
FAX 041 7776 7310

ASIAN JEWELLERY AT
DISCOUNTED PRICES
LATEST DESIGNS IN STOCK
UK DELIVERY ARRANGED
CUSTOMER DESIGNS WELCOME
REPAIRS AND ALTERATIONS
DULHAN JEWELLERS
136 MILTON STREET
PALFREY, WALSALL
WEST MIDLAND WS1 4LN
PHONE 0922 33229

کہی تھی یا پرسوں بھی یہی بات کہی تھی۔ میں اپنے لمبے تجربے سے اس بات پر گواہ بن گیا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے قراری آج پھر ہمارے ہر دل کو بے چین کر دینی چاہئے اس بے قراری کو ہمیں اپنا لینا چاہئے، یہ مطلب ہے میرا۔ اور ہمارے ہر دل کو لگ جانی چاہئے۔ اس سے ہمارے اندر تربیت کے امکانات روشن ہوں گے اور اس کے نتیجے میں ہمارے اندر کا سویا ہوا نفس بیدار ہوگا۔ اب آپ یہ خطبہ سنتے ہیں یا پہلے بھی سنتے رہے ہیں۔ اب گھروں میں جاکر وہی زندگی گذاریں جو پہلے تھی اور روز مرہ کی زندگی کو بیدار مغزی کے ساتھ نہ دیکھیں کہ ہم اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا کر رہے ہیں کہ نہیں تو یہ ساری باتیں بے کار جائیں گی اور پھر مجھے دوبارہ وہی کہنا پڑے گا کہ

"وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے"

پس اخلاق حسنہ کی حفاظت کے لئے اپنے اندر ایک Consciousness ایک بیداری کا احساس پیدا کریں اور روز مرہ کے تعلقات سے یہ جائزہ لینا شروع کریں۔ اس کے لئے کوئی

اپنے اخلاق حسنہ کو روز مرہ کی زندگی میں سنواریں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے جتنے حوالے میں نے پہلے دیئے ہیں انہیں پھر غور سے سنیں اور اپنے حالات پر ان کو چسپاں کرکے دیکھیں کہ کس حد تک آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔

رپورٹ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کسی بیرونی مبلغ یا مربی کا آپ کے پاس آکر آپ سے سوال جواب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا اپنا دل ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ آپ روز مرہ کی زندگی میں اپنے بھائیوں کے کتنے حق مارتے رہے ہیں اپنے عزیزوں کے کتنے حقوق ادا کرتے رہے ہیں یا ان سے غافل رہے ہیں یا چھوٹی سی بات پر غصے کے نتیجے میں آپ اپنی بیویوں پہ کس کس طریق سے بھڑکتے رہے ہیں یا کمزوروں پر ہاتھ اٹھانے میں جلدی کرتے رہے ہیں یا اپنے سے کمزور بھائی یا بہن پر تمسخر کرتے رہے ہیں اور اسے اپنے سے حقیر جانتے رہے ہیں۔ یہ سارے امور ایسے ہیں جو روز مرہ کی زندگی میں کسی باہر سے آئے ہوئے مربی کے سمجھائے بغیر ہر انسان جانتا ہے، جان سکتا ہے۔ "بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ○ ولوالقی معاذیرہ ○ (القیامۃ: ۱۵،۱۶) ہر انسان اپنے نفس کو خوب اچھی طرح جاننے کی صلاحیت رکھتا ہے خواہ ہزار عذر پیش کرتا رہے۔ پس اپنے اخلاق حسنہ کو روز مرہ کی زندگی میں سنواریں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق کے جتنے حوالے میں نے پہلے دیئے ہیں انہیں پھر غور سے سنیں اور اپنے حالات پر ان کو چسپاں کرکے دیکھیں کہ کس حد تک آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت ہے اور اس حوالے کے بغیر آپ کو حقیقت میں اس کی اہمیت سمجھ نہیں آئے گی۔ آنحضورؐ فرماتے ہیں تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت ہے اور جس سے محبت ہے ویسا بننا ہوگا۔

پس اگر آپ نے دیکھنا ہے کہ آپ آنحضورؐ کے ساتھ اٹھائے جائیں گے کہ نہیں آپ ان لوگوں میں شمار ہوں گے کہ نہیں جن کے متعلق فرمایا "محمد رسول اللہ والذین معہ" محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں جن کو اللہ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ ہیں۔ تو پھر آپ اس محبت کی پہچان اس طرح کر سکتے ہیں اور اس کے سوا نہیں کر سکتے کہ کس حد تک آنحضورؐ کے اخلاق سے آپ کو محبت ہوگئی ہے۔ کسی شخص سے محبت کے ناک سے نفرت، اس کی آنکھوں سے نفرت، اس کی بھنوؤں سے نفرت، اس کے ہونٹوں سے نفرت، اس کے کلوں، اس کے جسم، اس کی کمر، اس کی ٹانگوں سے نفرت، یہ کیسے ممکن ہے؟ پس ایک ایک عضو میں آپ کے پاس اپنی محبت کی صداقت کی پہچان موجود ہے۔ آنحضورؐ کی جس سیرت سے آپ دور ہیں اس سیرت سے آپ محبت نہیں کرتے اور اگر اس سیرت کے مضمون کو ساری زندگی پر پھیلا دیں اور کہیں بھی آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مماثلت دکھائی نہ دے تو پھر یہ دعویٰ کرنے کا آپ کو کیا حق ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑی محبت کرتے ہیں بڑے درود بھیجتے ہیں۔ یہ جھوٹے فرضی قصے ہیں۔ محبت تو ایسی چیز نہیں جو پہچانی نہ جاسکے یہ تو زندگی میں روز مرہ کے کردار بن کر جاری ہو جاتی ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق آپ کی محبت کے حوالے سے سیکھیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا اور آج میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل الجزء ۲۔ ص ۲۳۷)

اب آپ نے دیکھا کہ یہاں ایک لفظ کے فرق نے مضمون کو کتنا بدل دیا ہے۔ یہاں جمال کی خاطر محبت نہیں بلکہ جلال کی خاطر محبت ہے۔ جو اس وجہ سے محبت کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنے بھائی سے محبت نہیں کی اور اس کے حق ادا نہیں کئے تو خدا کا جلال مجھے بھسم کر دے گا۔ یعنی صرف اللہ کی محبت کی خاطر محبت نہیں کرتے بلکہ اللہ کی ناراضگی کے خوف سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اور بجہت سے ایسے مواقع ہیں جہاں جمال سے زیادہ جلال ہے جو آپ کو سیدھے رستے پر ڈالا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا وہ کہاں ہیں جو میرے جلال کی خاطر محبت کرتے تھے۔ جمال کی خاطر محبت کرنے میں ہم آہنگی کا مضمون پایا جاتا ہے۔ عام طور پر جمال کی خاطر ایک دوسرے سے ملتے جلتے لوگ، ہم صفات لوگ، ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ مگر جلال کی خاطر محبت کا مضمون الگ ہے۔ جہاں آپ کے مزاج نہیں بھی ملتے جہاں طبعاً آپ کو الگ الگ ہونا چاہئے محض اللہ کے خوف سے، اس کے جلال کے ڈر سے آپ اگر اپنے ایسے بھائی سے پیار کرتے ہیں جس سے عام حالات میں دنیا والوں کو پیار نہیں ہوا کرتا۔ فرمایا خدا فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ۔ آج میرے سائے کے سوا اور کوئی سایہ میسر نہیں اور میں ان کو سایہ دوں گا کیونکہ خدا کے جلال سے اگر کوئی انسان گھبرا کر کوئی نیکی اختیار کرتا ہے تو اسی جلال کا تقاضا یہ ہے کہ جب کوئی سایہ اس کے جلال سے اور میسر نہ ہو تو اللہ اپنا سایہ ایسے بندوں کے سر پر فرمائے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا بندہ لایا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تم نے دنیا میں کیا عمل کیا اور لوگ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے"

مراد یہ ہے کہ وہ وقت ایسا ہوگا جبکہ کوئی کسی سے کوئی بات چھپا نہیں سکتا اور خدا سے تو ناممکن ہے کہ حشر کے میدان میں کوئی انسان چھپا سکے اس وقت اللہ تعالیٰ یہ فرمائے گا تم نے دنیا میں کیا عمل کیا؟

"وہ جواب دے گا اے میرے رب تو نے مجھے مال دیا۔ میں لوگوں سے خرید و فروخت اور لین دین کرتا۔ درگذر کرنا اور نرم سلوک کرنا میری عادت تھی۔ خوشحال اور صاحب استطاعت سے بھی آسانی اور سہولت کا رویہ اختیار کیا کرتا تھا اور تنگ دست کو بھی بسہولت ادا کرنے کی مہلت دیتا تھا"۔

یہ وہ ایک کردار ہے جو بعض دفعہ آپ کو دنیا میں دکھائی دیتا ہے کہ جب وہ لین دین کرتے ہیں تو اپنی فکر نہیں ہوتی اپنے سے زیادہ دوسرے کی فکر کرتے ہیں اور اعلیٰ اخلاق کے نتیجے میں ایسا ہونا ایک طبعی امر ہے۔ جب سودا کرتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ اس کو بھی تو کچھ فائدہ پہنچے سارا میں ہی کیوں اٹھاؤں۔ کوئی نقص ہے، کسی چیز میں تو کھول کے بیان کرتے ہیں اس خیال سے کہ میری وجہ سے کسی بھائی کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کوئی غریب ہو تو اس کو سہولت دے دیتے ہیں۔ کہہ دیتے ہیں کہ اچھا اگر واپس کر سکتے ہو تو کرو، نہیں تو نہ سہی، میں چھوڑتا ہوں گھبرانے کی بات نہیں۔ ایسے شخص کا ایک ذکر آنحضورؐ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ اسے اٹھائے گا اور پوچھے گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے جب وہ یہ جواب دے گا۔

"تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ مجھے اس بات کا زیادہ حق پہنچتا ہے کہ درگذر سے کام لوں اور اپنے اس بندے سے شفقت کا سلوک کروں۔"

یہ عجیب بات ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو خدا کے بندے، خدا کے بندوں سے حسن سلوک

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
MTV AHMADIYYA

BEST WISHES TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740

RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

کرتے ہیں ان کا کوئی حسن سلوک ضائع نہیں جاتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ فرمائے گا کہ میرا زیادہ حق ہے حسن سلوک کرنا۔ اگر میرے بندے نے دوسروں سے حسن سلوک کیا ہے تو آج یہ حقدار ہے کہ میں اس سے بہت بڑھ کر اس سے حسن سلوک کروں۔ "عقبہؓ بن عامر اور ابو مسعودؓ انصاری کہتے ہیں کہ ہم نے بھی یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زبان مبارک سے انہی الفاظ میں سنی۔" (مسلم کتاب البیوع۔ باب فضل انظار المعسر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے (یہ بھی صحیح بخاری سے لی گئی ہے اور اس سے پہلی جو تھی وہ مسند احمد بن حنبل سے تھی) کہ آپؐ نے فرمایا "بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ تجسس نہ کرو۔ دوسروں کے عیوب کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام نہ دے، یہاں تک کہ یا تو وہ اس سے نکاح کرلے یا وہ بات ختم ہو جائے۔"

یہ چھوٹی چھوٹی ایسی نصیحتیں ہیں جو بعض منفی پہلوؤں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن کے ہوتے ہوئے محبت قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر یہ مزاج ہوں تو یہ محبت کو کھا جاتے ہیں۔ پس جہاں آپ محبت کی کوشش کریں وہاں اس بات پر نظر رکھیں کہ بعض ایسے اخلاق ہیں جو دوسرے اخلاق کو کھا جاتے ہیں اور بیک وقت دونوں قائم نہیں رہ سکتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جہاں مثبت تعلیمات فرمائیں وہاں محبت کو کھا جانے والے زہروں کا بھی ذکر فرمایا کہ ان سے پرہیز رکھنا ورنہ تمہاری محبتیں ضائع ہو جائیں گی اور یا تو محبت کرنے کے اہل ہی نہیں ہو گے یا محبت بنی بنائی بگڑ سکتی ہے۔

اس میں پہلی بات ہے کہ "بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے"۔ اور بہت سے خاندانوں میں جن کے اختلافات کے واقعات مجھ تک پہنچتے ہیں ان میں میں نے دیکھا ہے کہ بدگمانی ایک بہت ہی بھیانک کردار ادا کرنے والی چیز ہے۔ بعض خاوند اپنی بیوی پر اتنے بدگمان ہوتے ہیں وہ اگر کسی عزیز رشتے دار سے ہنس کر بات کرلے تو اس پر الزامات کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے کہ تم ہو ہی بدکردار۔ پتہ نہیں تم نے کس نظر سے اس کو دیکھا۔ کوئی بچی بے چاری بے تکلفی سے اس گھر میں کھڑی ہے کھڑکی کے پاس، خاوند آگیا کہ اچھا تم کسی کو دکھانے کے لئے کھڑی تھی۔ میں یہ وہ باتیں کہہ رہا ہوں جو مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں اور بہت سی ایسی باتیں ہیں

> **محبت تو ایسی چیز نہیں جو پہچانی نہ جا سکے۔ یہ تو زندگی میں روز مرہ کے کردار بن کر جاری ہو جاتی ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق آپؐ کی محبت کے حوالے سے سیکھیں۔**

جو تحقیق کے بعد میں بتا رہا ہوں۔ نام نہیں لیتا لیکن ایسے عجیب و غریب واقعات بھی سامنے آتے رہتے ہیں بعض عورتوں کی زندگیاں اجیرن ہو جاتی ہیں صرف خاوند ہی نہیں ساس بھی بدگمانیوں میں پڑی ہوئی ہے نندیں بھی دوڑ دوڑ کر بھائی کو شکایتیں کرتی ہیں کہ تمہاری جو بیوی ہے جب تم جاتے ہو تو پھر یہ یہ کرتی ہے اور سارا گھر اس کے لئے ایک عذاب کا موجب بن جاتا ہے۔ ایسی بعض عورتیں ہیں وہ سل کی مریض ہو جاتی ہیں۔ بعض کینسر میں ماری جاتی ہیں۔ عمر بھر گھلتی رہتی ہیں اور یہ لوگ، یہ خاندان، یہ نہیں سوچتے کہ ان کی بچیاں اگر کسی اور گھر میں جائیں ان سے یہ سلوک ہو تو پھر ان کو کیسا لگے گا! ایسے زہریلے اخلاق ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے اخروی محبت یعنی حیات آخرت کی محبت کا تو سوال ہی نہیں، دنیا کے عام انسانی تعلقات کی محبتیں بھی ایسے لوگوں کو نصیب نہیں ہو سکتیں۔ یہ گھر اجاڑنے والی باتیں ہیں مگر اس کے علاوہ معاشرے میں بعض لوگ ویسے ہی ہیں جو ہر وقت دوسرے کے تجسس میں رہتے ہیں۔ وہ آیا، وہ گیا، اس نے کیوں ایسا کیا، اس نے کسی کو کس نظر سے دیکھا؟ ایسی بے وقوفی ہے اور بداخلاقی ہے اپنا حال پتہ کوئی نہیں کہ کس حال میں رہ رہے ہو۔ ہر وقت دوسروں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہو اور اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جو نتیجے نکالتے ہو وہ جھوٹ ہوتے ہیں۔ یہ جو آنحضورؐ نے نتیجہ نکالا ہے کہ تمہارے نکالے ہوئے نتیجے جھوٹ ہوتے ہیں۔ میں نے اس پر غور کر کے دیکھا ہے نفسیاتی لحاظ سے اس کے سوا کوئی نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ جستجو کرنے والے اور ہر وقت عیب تلاش کرنے والے عموماً نفرت کی نظر سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور جو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے وہ ہمیشہ عیوب کو بڑھا کر دیکھتا ہے اور لازم ہے کہ غلط نتیجہ نکالے۔ محبت کی آنکھ تو حیادار ہوا کرتی ہے۔ وہ تو اپنے محبوب کی کمزوری دیکھ بھی لے تو آنکھیں اور منہ ادھر کرلیتی ہے اور محبت کی آنکھ سے دوسروں کو دیکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح عفو کا سلوک فرماتا ہے۔ جب وہ خود کمزوریوں میں مبتلا ہوتے ہیں تو خدا کی آنکھ گویا انہیں نہیں دیکھ رہی اور قرآن کریم میں جو بارہا عفو کا مضمون دکھائی دیتا ہے اس کا یہی مطلب ہے۔ ان بندوں سے عفو فرماتا ہے جو دوسروں سے عفو فرماتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ حال ہو کہ ایسی دل میں نفرتیں ہیں دوسروں کے لئے کہ ہر وقت ان کی برائی کی ٹوہ میں لگے رہیں تو ان کا نتیجہ لازماً جھوٹ ہوتا ہے اور اسی لئے قرآن کریم فرماتا ہے کہ بدظنی سے بچو۔ "اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم" (الحجرات: ۱۳)

وہ اثم والا جو ظن ہے وہ بدظنی کے نتیجے میں پیدا ہونے والا جھوٹ ہے۔ فرمایا جب تم جھوٹ تک پہنچو گے اور جھوٹے نتیجے نکالو گے تو خدا کے نزدیک پکڑے جاؤ گے اور گناہ میں مبتلا ہو گے۔

پس محبتوں کو زائل کرنے والی اور برباد کر دینے والی ایک عادت ہے جو نظام پر بھی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ بسااوقات جب جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوتے ہیں بعض دفعہ لڑائیاں ہو جاتی ہیں۔ میں جب تحقیق کرواتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ فلاں نے فلاں کام فلاں صدر نے اس لئے کیا تھا کہ وہ اپنے عزیز کو یہ فائدہ پہنچادے۔ فلاں نے فلاں کام اس لئے کیا تھا کہ اس کے کسی دوست کو زیادہ ووٹ مل جائیں۔ ایسی جاہلانہ باتیں، ایسے پاگلوں والے قصے، گھر بیٹھا کوئی پاگل

> **بدظنی سے بچو۔ اگر تم بدظنی میں مبتلا ہوئے تو نہ تمہارے گھر کے رشتے قائم رہ سکتے ہیں نہ تمہاری سوسائٹی کے رشتے قائم رہ سکتے ہیں۔**

اپنے دماغ میں ایسی باتیں سوچتا رہتا ہے اور پھر نظام سے ناراض ہوا ہوا، دور ہٹا ہوا کہ ہم بھی پھر مقابل پہ یوں کریں گے۔ حالانکہ جب تحقیق کی جاتی ہے تو اصل آدمی کے فرشتوں کو بھی نہیں پتہ کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنا سادگی سے، معصوم طریق پر ذمہ داریوں کو ادا کر رہا ہے۔ ایک بیٹھا بدظنیوں کی کس گھولتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے لوگ تو افعی مزاج بن جاتے ہیں سانپ بھی اسی طرح کس گھولتا رہتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جہاں محبتوں کی تعلیم دی وہاں محبتوں کو ہلاک کر دینے والی خصلتوں کی بھی نشاندہی فرمائی۔ فرمایا اول یہ ہے کہ بدظنی سے بچو اگر تم بدظنی میں مبتلا ہوئے تو نہ تمہارے گھر کے رشتے قائم رہ سکتے ہیں نہ تمہاری سوسائٹی کے رشتے قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر کسی میں نقص ہے تو خدا پر چھوڑ دو۔ کیا ضرورت ہے اس کی تلاش کرو اور پھر بغیر گواہی کے بغیر دیکھے اندازہ لگالینا اور اس پر اپنا مزاج بگاڑ لینا اور کسی معصوم کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا بہت بڑا گناہ ہے۔

فرمایا "ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو"۔ بدظنی کی عادت بغض کو چاہتی ہے بغض کے نتیجے میں بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں اور بدظنی کے نتیجے میں لازماً بغض بڑھتے ہیں۔ اور ایک اور چیز بیان فرمائی جس کا بظاہر اس سے تعلق نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ "اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام نہ دیا کرو"۔ دراصل فطرت کی جو بھی بیان ہو رہی ہے اس کا اسی سے تعلق ہے۔ ایک انسان جب کسی اچھے رشتے کے متعلق پتہ کرتا ہے کہ کسی اور نے پیغام دے دیا ہے تو بعض لوگ دوڑتے ہیں اور کسی اور ذریعے سے وہ پیغام بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ اچھا رشتہ اس کو نہ ملے اور ان کو مل جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مومن کو جو اخلاق سکھائے ہیں یا اپنے غلاموں کو جو اخلاق سکھائے ہیں ان میں یہ بات بھی داخل فرمائی ہے کہ اس کے پیچھے بھی دراصل خفیہ حسد ہے، اس کے پیچھے بھی دراصل مخفی بغض ہے ورنہ اگر تمہیں اپنے بھائی سے پیار اور محبت ہو تو وہ اچھی چیز جس کو تم اچھا سمجھتے ہو اس کو وہ ہاتھ آجائے تو تمہیں کیا تکلیف ہے۔ اور پہلے پھر اس کو خیال آیا ہے تمہیں تو نہیں پہلے خیال آیا۔ اس لئے اب صبر کرو اگر تم نے دیر کی ہے رشتہ دینے میں تو تم ذمہ دار ہو اپنے بھائی کے رشتے میں دخل اندازی نہ کرو۔ اگر یہ طریق چلے تو ہر وہ بچی جس کا رشتہ گھر میں آتا ہے تو اس کے ماں باپ یکسوئی سے اس شخص کو پیش نظر رکھ کر فیصلے کر سکتے ہیں۔ اگر یہ انتظار کریں کہ اور رشتے آئیں پھر ہم موازنہ

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

NEW AND SECOND-HAND
SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE
CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

326 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
061 478 7851

کریں پھر اور رشتے آئیں پھر ہم موازنہ کریں تو یہ تو نیلامی لگ جائے گی۔ حقیقت میں اس سے معاشرہ سنورتا نہیں بلکہ بگڑ جاتا ہے۔ جن لوگوں کو یہ عادت ہو کہ انتظار کرتے رہیں کہ یہ رشتہ بھی ہاتھ میں رہے پھر اور آجائے۔ وہ بھی اس حدیث کے مضمون کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ جو پیغام پر پیغام دیتا ہے وہ بھی مخالفت کرتا ہے۔ یہاں تو لڑکی اور جاندار کا معاملہ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تو اس بات کو بھی پسند نہیں فرماتے تھے کہ باہر سے اگر قافلے ہیں تو ایک شخص جب سودا کر رہا ہے تو دوسرا جا کر اس سودے میں دخل اندازی کرے۔ فرمایا ٹھہرا کرو، انتظار کرو۔ جب پہلا سودا اگر اس کے حق میں ہو جائے تو بسم اللہ ٹھیک ہے اگر نہ ہو پھر تمہارا حق ہے کہ اپنی بات کرو۔ تو یہ وہ اخلاق حسنہ کے ایسے پہلو ہیں جن کو ہم منفی پہلو شمار کرسکتے ہیں یعنی یہ منفی پہلو اگر موجود رہیں گے تو اخلاق حسنہ کے مثبت رنگ آپ پر نہیں چڑھ سکتے۔ بعض داغ ایسے ہوتے ہیں ان پر بعض رنگ چڑھ ہی نہیں سکتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ان داغوں کی نشاندھی فرمائی ہے۔

پس اگر آپ حقیقت میں ایک دوسرے کے ساتھ للّٰہی محبت کے رشتے باندھنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے دنیاوی عام روز مرہ کے تعلقات کو کم سے کم انسانیت کے معیار تک تو پہنچائیں۔ اگر آپ پہنچائیں اور اس دوران اپنے کپڑے سے وہ داغ دور کرتے رہیں جو اچھے رنگ کپڑے پر نہیں چڑھنے دیا کرتے بلکہ ہر رنگ میں سے اپنا چہرہ دکھاتے ہیں۔ جب تک آپ ان کو صاف نہیں کرلیں گے آپ اس لائق نہیں ہوں گے کہ اس "خلق آخر" کی تربیت کے دور میں داخل ہوں جس میں مومنوں کی ایک عظیم الشان اعلیٰ پائے کی تربیت شروع ہوتی ہے۔ خونی رشتوں کے تعلقات کا حق ادا کرنے کے بعد پھر وہ بیرونی دنیا سے ویسے ہی تعلقات باندھتے ہیں۔ پھر عدل، احسان میں تبدیل ہونے لگتا ہے۔ پھر احسان، ایتاء ذی القربیٰ میں بدل جاتا ہے پھر ساری دنیا ایک ہی خاندان دکھائی دینے لگتی ہے اگرچہ بظاہر خون کے رشتے نہیں ہوتے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر وہ اعلیٰ کردار اپنانے کی توفیق بخشے جس کی طاقت سے ہم نے تمام دنیا کے کردار کو بدلنا ہے اور محمدی کردار میں تبدیل کر دینا ہے۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا:

دو اعلان ہیں جو خطبہ ثانیہ سے پہلے میں کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ جماعت انڈونیشیا کا جلسہ سالانہ ہو رہا ہے انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ان کو بھی دوست اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ انڈونیشیا کی جماعت بھی بڑی مخلص اور فدائی اور مشکل حالات میں بھی ثابت قدم ہے اور کئی پہلوؤں سے دنیا کی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔ سکنڈے نیوین ممالک کی تینوں ذیلی تنظیموں کا آج مشترکہ اجتماع شروع ہو رہا ہے اور یہ غالباً سویڈن میں ہوگا۔ بروز ہفتہ لجنہ اماء اللہ۔ ناصرات الاحمدیہ واشنگٹن ڈی سی کے مقامی اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں۔ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ ہر پہلو سے ان اجتماعات کو بابرکت فرمائے۔

ایک افسوسناک خبر ہے وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی مولوی محمد حسین صاحب جو انگلستان کے جلسے میں بھی شرکت فرماتے رہے اور کثرت سے لوگ ان کو اس وجہ سے ملتے رہے نئی نسل کے لوگ کہ وہ تابعین میں شمار ہو جائیں اور ان کے پاس بیٹھے۔ میں نے اپنے نواسوں کو اور نواسیوں کو ان سے اسی نیت سے ملایا تھا۔ تصویر بھی کھینچی تھی۔ تاکہ وہ کہہ سکیں کہ ہم نے ایک صحابی کو دیکھا اسکے ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ تو یہ برکتیں بہت ہی کم رہ گئی ہیں اب۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کا تو اپنا ایک مقام ایک رنگ تھا سبز پگڑی والے کہلاتے تھے۔ بچپن کے زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صندوق کی یا سیف کی چابی گم گئی تو آپؑ نے چابی بنوانے کے لئے بازار میں بھجوایا جہاں ان کے والد غالباً لوہارے کا کام کرتے تھے تو ان کو بھیجا گیا کہ آپ جا کے چابی ٹھیک کریں، درست کریں یا تالا کھول دیں جو بھی شکل تھی۔ تو یہ واقعہ ان کو خوب اچھی طرح یاد تھا اور سبز پگڑی والے مشہور تھے۔ ہر جگہ مبلغ کے طور پر جہاں پھرتے تھے ہر دلعزیز ہوتے تھے غیر احمدی علماء ان سے بہت گھبراتے تھے کیوں کہ اللہ کے فضل سے ان کو استدلال کی بھی بڑی طاقت نصیب تھی اور طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ جہاں موقع محل کا تقاضا ہو وہاں مزاح ملا کر ساتھ اپنی دلیل کو بڑی طاقت عطا کر دیا کرتے تھے۔ کل اطلاع ملی ہے کہ آپ وصال پاگئے ہیں مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ انکے رشتہ دار کافی دنیا میں خدا کے فضل سے پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکت سے اس خاندان کو بہت برکت ملی ہے، سب دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ میرا خیال ہے اس وقت وصال کے وقت تک یہ ایک جوڑا ایک سو چھتیس بن چکا تھا تو اللہ کے فضل سے اس طرح صحابہ کی اولاد کو بھی بڑی برکت ملی ہے۔

دوسرے ایک بزرگ سید غلام ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کیندرہ پاڑہ (اڑیسہ) تراسی سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ قادیان میں پہلی بار ان سے ملاقات ہوئی تھی اور بہت میں ان سے متاثر ہوا تھا۔ بہت بزرگ صاف گو اور بہت ہی باوفا انسان تھے۔ سونگڑہ کی جماعت میں شدید مخالفت کے دوران بھی یہ ثابت قدم رہے اس کے ارد گرد کے علاقے میں بھی اور ہمیشہ احمدیت کے لئے ایک ننگی تلوار رہے۔ ان کو احساس ہو گیا تھا کہ ان کے وصال کے دن قریب آ رہے ہیں۔ عمر بھی زیادہ تھی اور صحت بھی کافی گر گئی تھی تو وہیں مجھ سے انہوں نے وعدہ لیا کہ میرا نماز جنازہ آپ نے ضرور پڑھانا ہے اور پھر ہر خط میں یاد دلایا کرتے تھے کہ وہ میرا وعدہ نہیں بھولنا۔ میں ان کو تسلی کا جواب دیا کرتا تھا کہ خدا کرے آپ کو لمبی صحت ملے مگر وہ کہتے تھے کہ نہیں آپ نے یہ وعدہ ضرور یاد رکھنا ہے کہ میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ تو اس لئے آج کی نماز جنازہ میں ان کو بھی شامل کیا جائے گا اور اس کے علاوہ کچھ نام ہیں جن کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

تو نماز جمعہ کے بعد عصر کی نماز ہوگی اور عصر کی نماز کے معاً بعد دوست صف بندی کرلیں۔ پھر انشاء اللہ نماز جنازہ غائب پڑھائی جائے گی۔

☆

تجھے ٹی وی پہ دیکھا تو لگا یوں
اٹھا کر امن کا پرچم جہاں میں
تو بے‌خوف و خطر ہر رہگذر سے
مثال موج بڑھتا جا رہا ہے

(سیدہ منیرہ ظہور)

BEST WISHES TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

DISTRIBUTORS OF PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT YOGURT
MANGOES & SEASONAL FRUIT
AND VEGETABLES

ZAHID KHAN
081 949 1044
IMMEDIATE DELIVERY
ANYWHERE IN LONDON

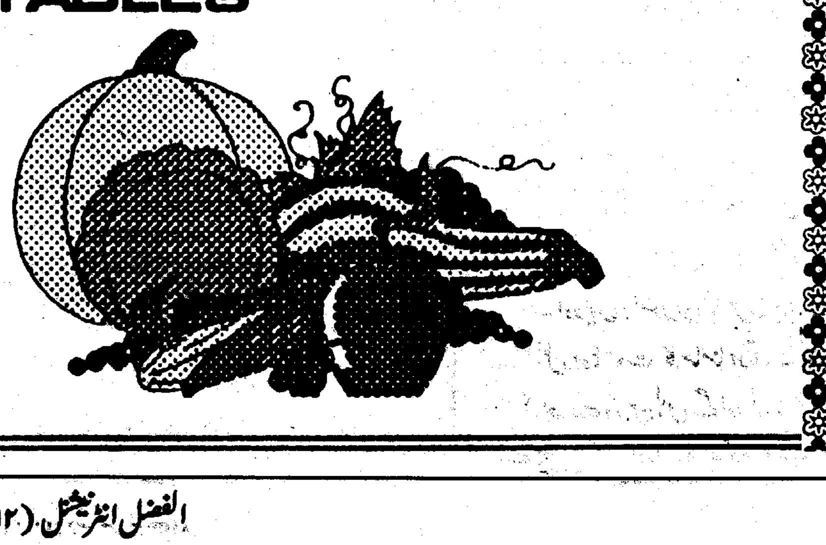

فونوگراف سے ڈش انٹینا تک

[redacted] (سیدہ نسیم سعید) [redacted]

اشاعت دین کے لئے جو خواہش حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں فونوگراف کی شکل میں پیدا ہوئی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں لاؤڈ سپیکر اور ٹیپ ریکارڈر کے رنگ میں ڈھلی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کے دل میں احمدیہ مسلم ریڈیو اسٹیشن کے قیام کی خواہش بنی، وہ عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو آڈیو ٹیپس اور پھر ویڈیوز اور ڈش انٹینا پر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی صورت میں خدا تعالیٰ نے عنایت فرمائی۔

گلشن احمد بنا ہے مسکن باد صبا
جس کی تحریکوں سے سنتا ہے بشر گفتار یار

لاریب یہ تحریکیں یار لامکانی نے ہی اپنے پیاروں سے کروائیں۔ آیئے فونوگراف سے ڈش انٹینا تک کا یہ سفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مصلح موعود ؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں طے کریں۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب (مالیر کوٹلہ) کی سوانح مؤلفہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے کی کتاب اصحاب احمد حصہ دوم کے صفحات ۴۷۴ سے ۴۷۹ میں تحریر ہے:-

فونوگراف سے تبلیغ

★☆★☆★☆★☆★☆★☆★☆★☆★

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے پاس فونوگراف تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فونوگراف کے بارے میں پتہ چلا۔ حضور نے حضرت نواب صاحب ؓ کو لکھا کہ "جب قادیان تشریف لائیں تو فونوگراف لیتے آویں تاکہ آواز بھرنے کا تجربہ کیا جائے۔ حضرت اقدس کا منشاء تھا کہ حضور کی تقریر بھری جاکر ممالک غیر میں بھیجی جائے کہ امام کی آواز میں خاص برکت و تاثیر ہوتی ہے۔ تفصیل مندرجہ ذیل کے پڑھنے سے احباب کرام پر آشکار ہو گا کہ حضور کے قلب اطہر میں دنیا کی ہدایت کا کس قدر جوش بھرا ہوا تھا اور حضور ہدایت دینے کا ہر جائز طریق اختیار کرنا چاہتے تھے۔ معلوم نہیں کس کو کس ڈھب سے ہدایت نصیب ہو جائے۔ یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ فونوگراف اور اس جیسی دیگر اشیاء اکثر لہو و لعب کے طور پر استعمال میں آتی ہیں لیکن جب غیر مسلموں نے اس کے سننے کا اشتیاق ظاہر کیا تو حضور نے اس کو تبلیغ کا ذریعہ بنالیا۔ حضور کی آواز تو نہیں بھری گئی تھی لیکن جن دو بزرگوں کی آواز بھری گئی افسوس کہ وہ بھی محفوظ نہ رہ سکی۔ سلنڈر جو موم یا مصالحہ کے بنے ہوتے تھے جلد ہی خراب ہو گئے۔ جلیل القدر صحابہ میں سے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مجھے علم ہے کہ دس بارہ سال قبل ایک فرم کی درخواست پر لاہور کی نمائش میں حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کی تھی جس کو فرم نے ریکارڈ کر لیا تھا"۔

فونوگراف کے متعلق نواب صاحب ۱۵ نومبر ۱۹۰۱ء بروز جمعہ کی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں:-

"بعد نماز (صبح) ...... فونوگراف درست کئے۔ بعد نماز عصر فونوگراف حضرت اقدس ؑ کو سنائے اور دو سلنڈر مولوی عبدالکریم صاحب نے بھرے"۔

اور ۲۰ نومبر کی ڈائری میں رقم فرماتے ہیں:-

"نماز عصر میں حضرت نے فرمایا کہ شرپت نے کئی دفعہ ہم کو فونوگراف سننے کے لئے کہا ہے پس ہم چاہتے ہیں کہ اس ذریعہ ان کو (تبلیغ) بھی ہو جائے۔ ہم کچھ شعر لکھ دیتے ہیں اور

(عجب نوریست در جان محمد ؐ)

یہ نظم فونوگراف میں بند کی جائے۔ چنانچہ حسب الحکم اشعار بند کئے گئے۔ حضرت اقدس ؑ نے چند منٹوں (میں) ایسے لطیف شعر فرمائے جو نہایت ہی عمدہ اور نیچرل اور پر معنی تھے۔ چنانچہ کوئی ساڑھے چار بجے فونوگراف ایک مجمع میں جس میں ہندو مسلمان تھے صحن بالا خانہ میں سنایا گیا۔ یہ نظم الحکم میں چھپے گی"۔ (مکرم بھائی عبدالرحمان قادیانی فرماتے ہیں "صحن بالا خانہ سے مراد صحن حضرت ام المومنین (اطال اللہ بقاء ھا) میں بھی اس مجلس میں موجود تھا")

فونوگراف کے ذریعہ دعوت اسلام

★☆★☆★☆★☆★☆★☆★☆★

ناظرین الحکم غالباً اس خبر سے ناواقف نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کا منشا ہے کہ فونوگراف میں اپنی تقریر بند کر کے دوسرے ممالک میں بھیجیں۔ اس تجربے کے لئے عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی خدمت میں لکھا گیا تھا کہ جب دارالامان آئیں تو اپنا فونوگراف لیتے آئیں۔ چنانچہ وہ لے آئے اور حضرت اقدس کو وہ دکھایا گیا۔

قادیان جیسے گاؤں میں فونوگراف تو ایک عجب تحفہ سمجھنا چاہئے اور حقیقت میں وہ عجیب چیز ہے اس لئے جب گاؤں میں یہ چرچا ہوا تو اکثر لوگوں کو اس کو دیکھنے کا خیال ہوا مگر فونوگراف ایک ایسے معزز و مقتدر انسان کے ہاتھ میں تھا کہ ہر کس و ناکس (کو) جرات نہ ہو سکتی تھی کہ وہ جاکر براہ راست عرض کرے۔ اگرچہ نواب صاحب کے اخلاق فاضلہ سے بعید تھا کہ کوئی شریف اگر چاہتا تو وہ نہ دکھاتے۔ مگر لالہ شرپت رائے (جن کے نام سے الحکم کے ناظرین اور حضرت اقدس کی کتابیں پڑھنے والے خوب واقف ہیں) نے حضرت اقدس ؑ کے حضور التجا کی چنانچہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز ظہر کے لئے جب حضرت اقدس ؑ تشریف لائے تو آپ نے نواب صاحب ممدوح سے لالہ شرپت رائے کی درخواست کا ذکر فرمایا۔ نواب صاحب نے منظور فرمالیا۔ مگر اب قابل قدر اور لائق ذکر یہ بات ہے کہ حضرت اقدس نے سوچا کہ یہ لوگ تو بطور کھیل اور اعجوبہ کے اس کو دیکھنا چاہتے ہیں بہتر ہو گا کہ ہم اس سے اپنا کام لیں اور ان کو تبلیغ کریں۔ چنانچہ آپ نے یہ تجویز فرمائی کہ اس میں چند شعر جو ہم تیار کر دیتے ہیں بند کئے جائیں اور ایسا ہی پرانی نظموں میں سے اور کچھ قرآن شریف۔ فرمایا مولوی عبدالکریم صاحب بند کر دیں یا صاحبزادہ سراج الحق صاحب جن کی آواز اچھی ہے۔ آخر مولوی عبدالکریم صاحب نے ان شعروں کو بند کیا۔ کوئی پانچ ساڑھے چار بجے کے قریب حضرت اقدس کے بالا خانہ کے صحن میں فونوگراف رکھا گیا اور مندرجہ ذیل رقعہ لالہ شرپت رائے کو لکھا گیا۔

رقعہ

☆★☆★☆★☆

لالہ شرپت۔ نواب صاحب کو کہہ کر فونوگراف منگوا لیا ہے اب تمہاری انتظاری ہے اگر ملاوامل بھی دیکھنا چاہے وہ بھی آ جائے بلکہ اگر پانچ سات اور آدمی آنا چاہیں تو مضائقہ نہیں ہے۔ ہر روز فرصت نہیں ملتی اس وقت فرصت نکالی ہے جلد آنا چاہئے۔

(مرزا غلام احمد ؑ)

چنانچہ لالہ شرپت رائے اور آریہ سماج کا سیکرٹری اور بہت سے لوگ ہندو اور مسلمان اس کے دیکھنے کو آئے اور لالہ شرپت رائے کو فونوگراف کے بالکل پاس بٹھایا گیا۔ سب سے پہلے فونوگراف نے منشی نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی کے لب و لہجے سے یہ چند شعر سنائے۔

بدہ از چشم خود آبے درختان محبت را
مگر روزے دہندت میوہائے پر حلاوت را
مہ اسلام در باطن حقیقتہا ہمی دارد
کجا باشد خبر زاں مہ گرفتاران صورت را
من از یار آمدم تا خلق را ایں ماہ بنمایم
گر امروزم نمی بینی بہ بینی روز حسرت را
گر از چشم تو پنہاں است شانم دم مزن بارے
کہ بدپرہیز بیمارے نہ بیند روئے صحت را

اس کے بعد فونوگراف سے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے لب و لہجہ میں یہ اشعار نکلے۔

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دل پاک و صاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کے طواف سے
باہر اگر نہیں دل مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے
وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دین خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دین خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا
جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں ان میں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
بت ترک کر کے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

یہ اشعار پھر دوبارہ پڑھے گئے۔ جس وقت یہ اشعار حضرت اقدس نے خاص اس تقریب کے لئے چند منٹ میں لکھ کر دئے تھے۔ جب فونوگراف سے نکل رہے تھے تو احمدی جماعت کے ایمان میں ترقی اور تازگی آتی تھی اور ان کے چہروں سے خوشی اور لذت کے آثار نمایاں تھے۔ بر خلاف اس کے جو لوگ فونوگراف سننے کی درخواست کرنے والوں میں سے تھے ان کے چہروں پر ایک رنگ آتا اور جاتا تھا مگر مجبور تھے، سننا پڑا۔ اس کے بعد فونوگراف نے پھر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی آواز میں یہ چند شعر حضرت اقدس ؑ کے ایک الہامی نعتیہ قصیدہ کے سنائے

عجب نوریست در جان محمد ؐ
عجب لعلیست در کان محمد ؐ!
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبان محمد ؐ!
عجب دارم دل آں ناکساں را
کہ رو تابند از خوان محمد ؐ!
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شان محمد ؐ!
خدا زاں سینہ بیزارست صدبار
کہ ہست از کینہ داران محمد ؐ!
چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد ؐ!
الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمد ؐ!
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوان محمد ؐ!
الا اے منکر از شان محمد ؐ!
ھم از نور نمایان محمد ؐ!
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد ؐ!

اس کے بعد قرآن شریف مولوی عبدالکریم صاحب کے لہجہ میں سنایا گیا اور جلسہ برخاست ہوا"۔

(الحکم جلد ۵، ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء)

اس بارہ میں تذکرۃ المہدی میں پیر سراج الحق صاحب نعمانی تحریر فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے جو فونوگراف جناب محمد علی خان صاحب نے منگوایا تھا فرمایا ہمارے پاس بھی لاؤ۔ ہم بھی سنیں گے۔ پھر نواب صاحب لائے اور آپ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ یہ آلہ بھی خدا نے ہمارے لئے اور ہمارے مقاصد کے پورا کرنے کے لئے ایجاد کرایا ہے اس میں ہم آواز اپنی بھر کر دو آدمیوں کو غیر بلاد میں بھیجیں گے تاکہ تبلیغ احکام الٰہی پوری ہو جاوے۔ اس کے ذریعہ سے ہر ایک سن لے گا۔ اور یوں وعظوں کی مجالس میں یورپینوں کو شامل ہونا موت کا سامنا ہوتا ہے لیکن اس ذریعہ سے وہ سن لیں گے اور فرمایا ہم ایک نظم لکھتے ہیں ...... اور فرمایا کہ دوسرے بلاد

میں ہماری آواز چاہیئے۔ کس واسطے کہ خدا نے ہمیں مبعوث کیا ہے اور مبعوث من اللہ کی آواز میں برکت ہوتی ہے .... پھر قادیان شریف کے آریوں شرپت وغیرہ نے فونوگراف سننا چاہا ان کے لئے تبلیغ اسلام کی ایک نظم لکھی تا کہ وہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم سن لیں۔ پھر ہندو عورتیں آگئیں آپ نے اس ذریعہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ کے احکام سنوائے اور اسلام کی خوبی ان کے کان میں ڈالی اور آپ اس سے نہایت خوش ہوئے"۔

(تذکرۃ المہدی صـ ۲۴۸، ۲۴۹)

فونوگراف اور حکیم الامت کا وعظ

☆★☆★☆★☆★☆★☆★☆★☆★☆

حضرت حکیم الامت (حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ۔ ناقل) کا ایک مختصر وعظ سورہ العصر پر فونوگراف میں بند کیا گیا تھا ....

(یہ تمام عبارتیں کتاب اصحاب احمد حصہ دوم مشتمل حالات نواب محمد علی خان صاحب مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب صـ ۴۷۴ تا ۴۷۹ سے لی گئی ہیں)

خدا تعالیٰ کی قدرت کے قربان اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کہ یورپین ممالک میں مامور من اللہ کی آواز جائے کس طرح عظیم الشان طریقے پر خدا تعالیٰ نے پوری کی کہ نہ صرف یورپین ممالک بلکہ دنیا کے تمام ممالک میں آواز ہی نہیں تصویر بھی مامور کے خلیفہ کی پہنچ رہی ہے۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

صداقت مسیح موعودؑ کا ایک نشان

★☆★☆★☆★☆★☆★☆★☆★☆★

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت دین کے لئے صوتی ذرائع کے استعمال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان بیان فرمایا۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء کے جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب میں لاؤڈ سپیکر کے پہلی مرتبہ استعمال کے موقع پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دوستوں کو چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اوقات جلسہ سالانہ کی تقاریر سننے میں صرف کریں اور خود بھی اور اپنے دوستوں کو بھی ادھر ادھر پھرنے سے روکیں۔ ایک وقت تھا جب آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے دور تک آواز نہیں پہنچ سکتی تھی اور دوستوں کا ادھر ادھر پھرنا کسی حد تک معذوری میں شامل تھا۔ مگر اب تو خدا تعالیٰ کے فضل سے لاؤڈ اسپیکر لگ گیا ہے جس کی وجہ سے آواز بخوبی پہنچ جاتی ہے۔ ایسے موقعوں پر پہلے یہ گھبراہٹ ہوا کرتی تھی کہ دوستوں تک آواز کس طرح پہنچے گی مگر اب تو اگر میلوں بھی لوگ پھیلے ہوئے ہوں تو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ان تک آواز پہنچ سکتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح موعود اشاعت کے ذریعہ دین اسلام کو کامیاب کرے گا اور قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کا زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نشان کی صداقت کے لئے پریس جاری کر دئے اور پھر آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر اور وائرلیس وغیرہ ایجاد کرائے اور اب تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا دن بھی آ سکتا ہے کہ ہر مسجد میں وائرلیس کا سیٹ لگا ہوا ہو اور قادیان میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا جا رہا ہو وہی تمام دنیا کے لوگ سن کر بعد میں نماز پڑھ لیا کریں"۔

(الفضل قادیان دارالامان،
مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء صـ ۵)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاؤڈ سپیکر کے فائدے پر اس قدر خوش ہوئے تھے اور تمنا کا اظہار فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ دن بھی آئے جب خلیفہ وقت خطبہ دیں اور سب مسجدوں میں سنا جا سکے۔ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کی دلی نیک تمنائیں کس طرح پوری فرماتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور اس کی عقل خدائی کاموں کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی باد صبا یہی ہے

احمدیت کی دوسری صدی میں نمایاں اور بابرکت کامیابیوں کی شاہراہ پر پہلا قدم مواصلاتی ذریعہ بن کر سامنے آیا۔ جبکہ دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ مواصلاتی سیارے کے ذریعہ ماریشس اور جرمنی میں بیک وقت سنا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"آپ کو میں یہ خوش کن اطلاع بھی دیتا ہوں کہ اس وقت اس آواز کو ماریشس اور جرمنی کے احمدی بھی سن رہے ہیں۔ یہ صدی کا وہ پہلا خطبہ ہے جس کو فضائی رسل و رسائل کے ذریعہ سے سب سے پہلے ماریشس کی جماعت نے سننے کا انتظام کیا اور اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ جرمنی کی جماعت نے بھی اس خطبہ کو براہ راست سننے کا انتظام کیا ہوا ہے .... اور اس اہم تاریخی خطبہ میں ہم سب کے ساتھ اسی طرح شریک ہیں جس طرح ہم سب ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ مارچ ۱۹۸۹ء)

۱۹۹۱ء کے جلسہ انگلستان پر تینوں دن حضور کے خطابات اور کاروائی بیک وقت پاکستان سمیت گیارہ ممالک میں Live سنی گئی۔ روزنامہ جنگ میں بھی خبر شائع ہوئی کہ:۔

"۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ انگلستان کی کاروائی کا بیک وقت سات زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور گیارہ ممالک کے احمدیوں نے یہ کاروائی براہ راست سنی"۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۳۰ جولائی ۱۹۹۱ء)

اور اس طرح ۱۹۹۱ء میں جلسہ انگلستان براہ راست سنا گیا اور اس احساس نے کہ افراد جماعت مختلف ممالک میں بیٹھے حضور کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں شامل ہیں۔ فرقت زدہ دلوں کو تڑپا تڑپا دیا اور سب نے رو رو کر دعائیں کیں۔ ان دعاؤں میں ایک بے ساختہ خواہش شامل تھی کہ کاش اس Live آواز کے ساتھ ٹیلی ویژن پر بھی ہم حضور کو دیکھ سکیں اور عقل کہتی تھی کہ بہت مشکل آرزو ہے۔ لیکن صدقے جاؤں خدا تعالیٰ کی قدرت کے کہ ۱۹۹۲ء کا جلسہ انگلستان احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر براہ راست دکھایا گیا۔ اس موقع پر حضور نے فرمایا:۔

"احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز سے جماعت احمدیہ ایک نئے انقلابی دور میں داخل ہو چکی ہے۔ پہلے یہ انتظام تھا کہ میری آواز دنیا کے بہت سے ممالک تک براہ راست پہنچ جاتی تھی اس کے بعد یہ ترقی ہوئی کہ میری آواز اور تصویر بھی کئی ممالک تک جانے لگی اور آج اس میں ترقی کا ایک نیا مرحلہ سامنے آیا ہے اور مشرق بعید اور جنوبی ایشیا کے ممالک تک بھی میری آواز ہی نہیں بلکہ تصویر بھی پہنچ رہی ہے"۔

(افتتاحی خطاب جلسہ انگلستان
۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء)

اور پھر تو ہر خطبہ جمعہ براہ راست آنے لگا۔ حضور کے ساتھ حضور کی رقت اور پرسوز دعاؤں کے لمحات میں ساری دنیا شامل ہونے لگی۔ اور پھر رمضان میں حضور کے درس آنے لگے۔ پاکستان میں قیام کے دوران تو احمدیوں کی اکثریت، حضور کی زیارت، حضور سے ملاقات، حضور کے خطبات اور خطابات جلسہ سالانہ اور اجتماعات کے موقعہ پر ہی سن سکتی تھی۔ لیکن اب تو زمانے اور فاصلے کی حدود پھلانگ کر روحانی طور پر جماعت اپنے پیارے خلیفہ کے قریب آگئی ہے۔ اگلا جمعہ آنے تک کے دن گن گن کر گزارے جاتے اور پھر جمعہ کے روز ڈش مراکز تک اپنے مولیٰ کی حمد کرتے ہوئے حضور کے روح پرور خطبات سے دلوں کو گرمانے، چھوٹے بڑے دیوانہ وار پہنچ جاتے۔

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

ریڈیو نے بڑا خلا پر کیا

✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪✪

علاوہ ازیں ریڈیو پر بھی خطبہ جمعہ آنے لگا چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

"ریڈیو کے ذریعہ تمام دنیا میں شارٹ ویو ۱۶ میٹر بینڈ پر یہ خطبہ ہر جگہ سنائی دے سکتا ہے .... تصویر ہر جگہ اس لئے نہیں پہنچ سکتی کہ اس کے لئے ڈش انٹینا کی ضرورت ہے۔ بڑے اہتماموں کی ضرورت ہے۔ ہر شخص کو ڈش انٹینا کے مرکز تک پہنچنے کی بھی توفیق نہیں مل سکتی۔ کچھ بیمار ہیں جو گھروں سے نہیں نکل سکتے۔ کچھ عورتیں اور بچے ہیں جن کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ باہر جا کر کہیں خطبہ سن سکیں یا دیکھ سکیں۔ یہ جو بیچ کے خلا تھے یہ تمام کے تمام خدا کے فضل کے ساتھ خطبات کے

M.A. AMINI TEXTILES

COMPLIMENTS TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED CRIMPLENE, 90" PRINTED COTTON, QUILT COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS, BED SETTEE COVERS

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET,
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469

81/ 83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888 - FAX NO. 0274 720 214

ریڈیائی انتشار کے ذریعے پورے ہو چکے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ، ۲۳ جولائی ۱۹۹۳ء)

پھر فرمایا:۔

"ہم عاجز گنہگاروں اور کمزوروں کے سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا تھا کہ تمام دنیا کی قوموں کو امت واحدہ میں تبدیل کر دو۔ ہم پر یہ ذمہ داری ڈالی تھی کہ دنیا سے تمام سعید روحوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرو اور وہ ہاتھ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے۔ اس ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے ہماری مجبوریاں، ہماری بیکسیاں اور ہماری بے بساطی حائل تھیں اور ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم میں یہ طاقت ہوگی کہ تمام دنیا کو ایک امت واحدہ

اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس کی مالیت کی پرواہ کئے بغیر لگواتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ درویشوں کی بستی ربوہ میں جس قدر ڈش انٹینا لگا ہوا ہے تیسری دنیا میں اور کسی اتنی چھوٹی سی بستی میں اس قدر نہیں لگا ہو گا۔

اس ضمن میں تاریخی اہمیت کا اعلان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے ایشیا، افریقہ اور آسٹریلیا کے ناظرین کے لئے احمدیہ ٹیلی ویژن سے روزانہ ۱۲ گھنٹے کے اور یورپ کے ناظرین کے لئے ساڑھے تین گھنٹے کے پروگرام نشر کئے جائیں گے۔ یورپ کے پروگرام آٹھ زبانوں میں اور ایشیا وغیرہ کے پروگرام سردست دو زبانوں میں نشر ہوں گے۔ ......

......اب عالمی طور پر جماعت احمدیہ کے پیغام کی

بر موقع آغاز نشریات ایم۔ٹی۔اے

خدائے قادر و عادل تری ثنا کے لئے
تمام لفظ مرے وقف ہیں دعا کے لئے
ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں در آیا
نکل گیا تھا جو گھر سے کبھی خدا کے لئے
عجیب خیر رساں ہیں کہ چل کے گھر آئے
ہے اب بھی کوئی بہانہ کسی انا کے لئے
یہ کارہائے غریب الدیار بھی دیکھیں
جو منتظر ہیں دم عیسیٰ و عصا کے لئے
پیام شوق لئے چل پڑی ہے ہر جانب
فقیہ شہر کوئی خوں بہا ہوا کے لئے
فضا میں نغمہ شادی بکھر چکا لوگو
بڑھاؤ ہاتھ ذرا تم بھی اب حنا کے لئے
تو خوش بہت ہے مگر دیکھ سادہ دل محمود
وہ گھر کو بھول نہ جائے کہیں سدا کے لئے

(مبشر احمد محمود)

M.T.A. کے بعض ممبران (دائیں سے بائیں) مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب، مکرم راجہ طاہر احمد صاحب، مکرم سعید احمد صاحب جسوال، مکرم مرزا عبدالوہاب صاحب شوکت، مکرم محمد احمد صاحب جسوال، عزیزم وحید احمد جسوال

میں تبدیل کر دیں۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتے آسمان سے وہ تقدیریں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے اس دور کے خواب کو آج کی ایک حقیقت میں تبدیل کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور ان احسانات کا جتنا بھی شعور حاصل کریں گے اتنا ہی زیادہ طبیعت حمد کی طرف مائل ہوگی اور خدا کے حضور سجدہ ریز ہوگی۔ یہ احسان ایسا احسان نہیں کہ ایک دو باتوں اور ایک دو تذکروں میں اس کی تفاصیل بیان ہو سکیں۔ اتنے گہرے اور مستقل اور اتنے وسیع اثرات اس نئے دور میں اس ذریعہ سے جاری ہو چکے ہیں اور ساری دنیا کے احمدی اس شدت سے اس کیفیت کو محسوس کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ایک عظیم فضل نازل ہوا ہے .... ساری دنیا کے ایک جماعت ہونے کا احساس جس شدت کے ساتھ اس دور میں ابھرا ہے اس کا اس سے پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جولائی ۱۹۹۳ء)

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ڈش انٹینا امارت کی نشانی اور لہو و لعب کا ذریعہ سمجھی جاتی ہے اور احمدی اس کو اسلام کی ترقی اور طلب اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب ناممکن ہے کہ جماعت صرف لٹریچر کے ذریعہ اس پیاس کو بجھا سکے ....

حضور نے پروگراموں کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہم مسلسل اور بہترین قرائت کے ساتھ کلام الٰہی کی تلاوت اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ سنوائیں گے ...... دوسرا اہم پروگرام ہے جس کے ذریعہ دنیا کی ہر زبان سکھائی جا سکے گی ..... میوزک کے بغیر خوش الحانی سے نظمیں اور پاکیزہ گانے پیش ہوں گے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے عربی، فارسی اور اردو قصائد ترنم سے پیش کئے جائیں گے کہ ساری دنیا کے لوگ خدا کی حمد کے گیت گانے لگیں ....۔"

(خلاصہ خطبہ جمعہ، فرمودہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء)

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانے کے دن

الحمدللہ، مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ساری دنیا میں تبلیغ و ہدایت کے وہ میدان سر کر رہا ہے جو اپنی مثال آپ ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات، خطابات، مجالس علم و عرفان، ملاقات، ہومیو پیتھک، طب، میڈیکل، نومبایعین کے انٹرویو، جلسہ سالانہ کی نظمیں اور دوسری نظمیں، اطفال اور ناصرات کے پروگرام۔ ان پروگراموں کو دو ماہ دیکھ کر ایک اچھا مبلغ بنا جا سکتا ہے۔ ان روحانی پروگراموں کے بعد دوسرے ٹی وی کے پروگرام بے حقیقت اور سراب معلوم ہوتے ہیں۔

حضور نے ۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے ٹی وی کی بارہ گھنٹے کی نشریات کے آغاز کا اعلان اور پروگرام کی تفصیلات بتانے کے بعد خطبہ کے آخر میں فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ ہمیں اس لائق بنائے کہ اس کے فضلوں کے شکر گزار بن سکیں۔ ان سے پوری طرح استفادہ کر سکیں اور وہ انقلاب جو میں فضا میں ظاہر ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور فضا میں محسوس کر رہا ہوں، میری توقعات سے بھی بڑھ کر تیزی کے ساتھ آئے اور خدا کے فضلوں کی نئی برساتیں لے کر آئے، نئی بہاریں لے کر آئے، نئے نئے پھول گلشن احمد میں کھلتے ہوئے ہم دیکھیں، نئے نئے رنگوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ تمام عالم میں ہم سجائیں اور اس کی خوشبو سے ساری دنیا مہک جائے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین اللھم آمین"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ مکرم وسیم احمد صاحب جسوال کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا تبرک (کپڑے کا ٹکڑا، جو ایک خوبصورت فریم میں چسپاں تھا) عنایت فرما رہے ہیں

میری بستی

(مرزا مجید احمد)

دنیا میں بستیوں کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔ آباد ہوتی ہیں اور پھر ان میں سے کئی ماضی کے دھندلکوں میں گم ہو جاتی ہیں۔ جس طرح انسان پیدا ہوتا ہے، جوان ہوتا ہے اور پھر بڑھاپے میں قدم رکھتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی بستیوں کے بسنے، پھلنے، پھولنے اور پھر ان کے صفحہ ہستی سے مٹنے کو عبرت کے طور پر بیان فرمایا ہے اور حکم ہے کہ دنیا میں پھرو اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان بستیوں کو مٹا ڈالا جن کے باسیوں نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کی اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ آج بھی دنیا میں ہزاروں شہر اور مقام ایسے ہیں جن کی تاریخ سینکڑوں برسوں پر محیط ہے۔ وہ کبھی چھوٹے سے گاؤں ہوتے تھے اور آج ان کا شمار دنیا کے چند بڑے شہروں میں ہوتا ہے بلکہ ان میں سے بعض دنیا کے تجارتی مرکز ہیں تو کہیں سے دنیا کی حکومتیں کنٹرول کی جاتی ہیں۔ دنیا کے مشہور ترین شہروں میں بیشتر دریاؤں کے کنارے یا تجارتی شاہراؤں کے سنگم پر واقع ہیں اور یہ محل وقوع ان کی ترقی اور خوشحالی کی وجہ بنے ہیں۔ پھر بعض ایسے بھی شہر ہیں جو جنگوں کے نتیجہ میں کھنڈروں کے ڈھیر بنا دئے گئے جیسے ہیروشیما، ناگاساکی اور برلن وغیرہ۔ مگر یہ اب پہلے سے زیادہ خوبصورت، زیادہ بڑے اور جدید ترین ڈیزائن میں نئے سرے سے تعمیر کئے گئے اور انسانوں کی پستی، ہولناکی کے ساتھ ساتھ اس کی عظمت کے میناروں کی طرح سربلند نظر آتے ہیں۔ پھر بعض بستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو نہ تو کسی تجارتی شاہراہ پر واقع ہوتی ہیں، نہ مشہور دریاؤں کے کنارے اور نہ ہی کسی مخصوص صنعت کی وجہ سے ان کا شہرہ ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ان کو چن لیتا ہے اور شاید اس کے انتخاب کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک ایسی بستی جس کی بظاہر ترقی اور دنیا میں شہرت ملنے کا دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آتا وہاں وہ اپنے ایک بندہ کو کھڑا کر دیتا ہے اور اس شخص کے ذریعہ سے اعلان کرواتا ہے کہ یہ گمنام بستی مرجع خلائق ہو جائے گی اور دنیا کے نقشہ پر ابھرے گی اور ایک ناممکن بات ممکن میں ڈھل جاتی ہے۔

چلیں آپ کو ایک ایسی بستی کی سیر کروائیں۔ یہ بستی مغل بادشاہ بابر کے عہد میں صفحہ ہستی پر ابھری، پھلی پھولی اور پھر سکھوں کے دور میں تاراج کی گئی۔ مساجد اور عمدہ عمدہ حویلیاں مسمار کر دی گئیں۔ مال و متاع لوٹ لیا گیا۔ باغات اجاڑ دئے گئے اور یہاں کے امراء کو چھکڑوں پر بٹھا کر بستی سے باہر نکال دیا گیا اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہوئے۔ جو مساجد گوردواروں میں تبدیل کی گئیں ان میں سے ایک آج بھی موجود ہے۔ آج سے تقریباً ایک سو پچیس سال قبل اس کی کل آبادی ایک فصیل جس کا طول و عرض گیارہ سو فٹ تھا اور اس کی چوڑائی اور اونچائی تقریباً بائیس فٹ تھی کے اندر محدود تھی۔ فصیل کے اندر چاروں طرف ۲۰ فٹ چوڑی سڑک تھی جو مرور زمانہ سے گھٹ کر دس بارہ فٹ رہ گئی تھی۔ فصیل میں چار دروازے تھے جن کے نشان اب مٹ چکے ہیں۔ فصیل کے باہر ببھول کے درختوں کا گھنا جنگل تھا جہاں دن کے وقت بھی جاتے ڈر لگتا تھا۔ فصیل سے باہر خندق تھی لیکن چونکہ نشیب میں واقع تھی اس لئے اردگرد کے علاقہ کا بارشوں کا پانی بستی کا رخ کرتا جس کی وجہ سے یہ خندق اب مستقل ڈھاب کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ بستی کے بیشتر مکانات کچے تھے۔ جدھر نظر اٹھاؤ ویرانہ اور کھنڈر نظر آتے۔ گھر مقفل اور بے چراغ، کل گاؤں کا رقبہ بائیس ایکڑ ہو گا جس میں سے تین چوتھائی غیر آباد تھا اور کل نفوس کی تعداد پانچ سو سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس بستی میں دو بازار تھے۔ ایک بڑا بازار کہلاتا اور دوسرا چھوٹا بازار۔ مگر دونوں سنسان۔ دوکاندار بھی شاید گھروں کی وحشت سے گھبرا کر وقت کاٹنے کے لئے دوکانوں پر آبیٹھتے۔ کوئی ہنر اور پیشہ نہ تھا۔ بس تین دکانیں تھیں جو اس بستی کی زینت کہلاتیں۔ ایک بزاز، دوسرا عطار اور تیسرا حلوائی۔ ان میں سے ایک مسلمان اور دو ہندو تھے۔ حلوائی دن بھر چار آنے کا دودھ لے کر بیٹھتا۔ صبح سے شام تک جو بک سکتا باقی کا کھویا تیار کر لیتا۔ وہ بھی نہ بک سکتا تو رات کو بھلے پکوڑیاں بنالیں۔ وہ بھی بچ رہیں تو گھر لے گئے۔ معمولی سے معمولی اشیاء کے لئے بٹالہ یا امرتسر جانا پڑتا۔ زمیندار بیج وغیرہ سروں پر اٹھائے بٹالہ سے لاتے تھے۔ گوشت کا استعمال نہ ہونے کے برابر تھا۔ تیسرے چوتھے روز ایک بکرا ذبح ہوتا جو تمام بک نہ سکتا تو لوگوں کو ادھار پر دے دیا جاتا۔ بے کاری عام تھی اور اکثر لوگ کام کی تلاش میں بستی سے نکل گئے تھے۔ صفائی کا یہ حال تھا کہ کوڑے اور نجاست کے

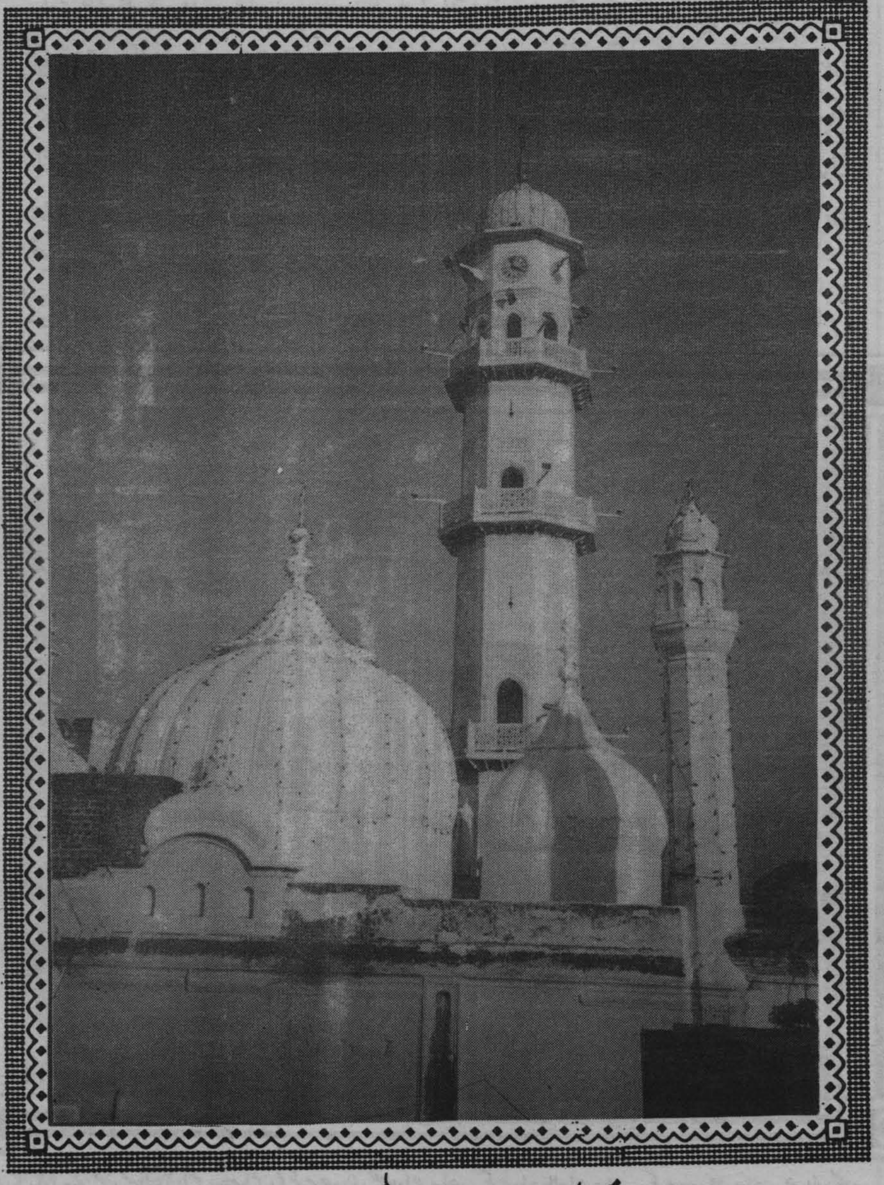

مسجد اقصیٰ، قادیان اور منارۃ المسیح کا ایک منظر

ڈھیر ہر طرف نظر آتے جس کی سنڈاس سے ناک نہ دی جاتی۔ گلی کوچے تنگ اور اندھیرے جن میں گندہ پانی اور مویشیوں کے بول و براز ایسا تعفن پیدا کرتے کہ دماغ سڑ جاتا اور ان سے کپڑے بچا کر گزر جانا معجزے سے کم نہ ہوتا۔ گیدڑ، لومڑ اور بڑے بڑے جنگلی بلے سرشام بستی کا رخ کرتے، بھیڑ بکریوں تک کو اٹھا کر لے جاتے۔ اس بستی میں باہر سے کسی کا آنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ ایک یکے کی سواری کہنے کو تو چلتی تھی اور یوں تو سواری کہلاتی تھی مگر سڑک کی حالت زار اور اس پر پانی کی موجودگی کی وجہ سے بیشتر لوگ پاپیادہ ہی چلنے پر مجبور ہوتے اور اگر جو تھوڑا بہت سواری کا وقت مل بھی جاتا تو یکے کے جھٹکوں اور دھکوں سے ہڈی پسلی ایک ہو جاتی۔ پیٹ میں درد اٹھنے لگتا جس طرح کسی نے اوکھلی میں دے کر پھینک دیا ہو۔ بعض دفعہ خاص طور پر برسات کے موسم میں بٹالہ سے بارہ میل کا یہ فاصلہ طے کرنے میں سارا دن غارت ہو جاتا۔ بستی میں مشکل سے دو فیصد لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ یہاں نہ ڈاک خانہ تھا، نہ پریس، نہ بے تار برقی کا نظام، نہ بجلی۔

یہ ۱۸۸۹ء کا زمانہ تھا۔

BEST WISHES TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS
PARTIES CATERED FOR

KHAYYAMS

280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882 - MOBILE: 0860 418 252

پھر یہاں سے ایک آواز بلند ہوئی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اصلاح کے لئے مامور کیا ہے اور یہ بستی جس کو ارد گرد کے لوگ بھی نہیں جانتے۔ یہ اکناف عالم میں مشہور ہوگی۔ یہ مرجع خلائق ہوگی اور اس کی آواز دنیا کے کونے کونے میں سنی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بشارت دی:۔

" تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا، تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دونگا اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیری جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہو گا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔

تیری ذریت منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا۔ اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ ضرور ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دونگا .... اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے "۔

کتنا پر شوکت اور پر ہیبت کلام ہے۔

اگر ظاہری آنکھ سے دیکھا جائے تو یہ ایک مجنون کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی مگر ایسے لوگوں کو لوگ ہمیشہ مجنون ہی کہتے آئے ہیں کیونکہ وہ ایسی بات منہ سے نکال رہے ہوتے ہیں جو ظاہری حالات میں مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ناموافق حالات اور سخت سے سخت مخالفت کے باوجود لوگوں کو کھینچ کھینچ کر ان کے آستانہ پر لے آتا ہے۔ اور اس بستی کی طرف آنے والی سڑکوں پر لوگوں کے ہجوم سے گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ مخالف ہیں کہ ریلوے اسٹیشنوں، سڑکوں پر ناکے لگائے کھڑے رہتے ہیں اور لوگوں کو وہاں جانے سے روکتے ہیں کہ تم کیوں اپنا وقت اور پیسہ ضائع کر رہے ہو، یہ شخص تو جھوٹا ہے، مکار ہے، فریبی ہے مگر لوگ ہیں کہ دیوانہ وار بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ آج وہ وقت ہے کہ صد سالہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سنا ہے کہ اس بستی میں جہاں چار آنے کا دودھ دن بھر میں بک نہ سکتا تھا وہاں زائرین نے لاکھوں کی خرید و فروخت کی۔ اللہ اللہ کہاں وہ وقت تھا اور کہاں یہ وقت۔ جس آواز کی اشاعت کے لئے کتابت امرتسر سے کروانی پڑتی تھی آج وہی آواز دنیا بھر میں ٹیلی ویژن پر براڈ کاسٹ ہو رہی ہے۔

اس بستی اور اس بستی کے باسی عاشق ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنی سجدہ گاہیں آنسوؤں سے تر رکھیں اور جان کی بازی لگا رکھی۔ پھر ایک اور آندھی آئی اور برصغیر تقسیم ہو گیا۔ ایک ہنستا بستا شہر پھر سے اپنے باسیوں کو ترسنے لگا۔ مگر "دار" کے علاقہ کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور آج بھی منارہ دور دور تک اپنی روشنی پھیلا کر گواہی دے رہا ہے کہ میں زندہ ہوں۔ میرا پیغام زندہ ہے۔ نہ آدمیوں کی کوئی حقیقت ہوتی ہے اور نہ ہی بستیوں کی۔ زندہ رہنے والی چیز پیغام ہوتا ہے اور وہ آج پہلے سے زیادہ قوی اور طاقت ور ہے۔ جس خدا نے ہجرت کے داغ کی اطلاع دی تھی اس نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ تیرے ماننے والوں کو دوبارہ اس بستی میں لاؤں گا۔ جس خدا نے پہلے وعدوں کو پورا فرمایا وہ یہ وعدہ بھی بڑی شان کے سے پورا فرمائے گا۔ ہم نے قادیان لوٹنا ضرور ہے۔ ہم لوٹتے ہیں کہ ہماری نسلیں کہ ان کی نسلیں۔ پس اے بستی ہمارا انتظار کر۔ ہم آئیں گے۔ کب؟ اس کا علم تو اس ذات پاک کو ہی ہے کہ کب۔ مگر آئیں گے ضرور ——————

جشن صد سالہ

جشن صد سالہ منانا ہے ہمیں
اک نئی دنیا بسانا ہے ہمیں
دور کرنا ہے جہاں سے ظلمتیں
نور کی شمعیں جلانا ہے ہمیں
توڑ دیں گے آج باطل کا غرور
حق کے آگے سر جھکانا ہے ہمیں
خون کے دریا ہوں یا غم کے پہاڑ
آج سب کو پھاند جانا ہے ہمیں
کلمہ توحید پر ایمان ہے
اسکی عظمت کو بڑھانا ہے ہمیں
دعوت حق دے کے اپنی قوم کو
خواب غفلت سے جگانا ہے ہمیں
اپنے قول و فعل کی اصلاح سے
شوکت مومن دکھانا ہے ہمیں
اپنے آقا کے اشارے پر چلیں
اس کے پیچھے بڑھتے جانا ہے ہمیں
عشق کی سنگلاخ راہیں ہیں مگر
اپنی ہستی کو مٹانا ہے ہمیں
پرچم اسلام کرنا ہے بلند
آسمانوں تک اڑانا ہے ہمیں
الغرض احسنؔ بصد فکر و نظر
جشن صد سالہ منانا ہے ہمیں

(سید احسن اسمٰعیل صدیقی)

قادیان (انڈیا) میں نوتعمیر شدہ فلیٹس کی خوبصورت عمارت
↓

والدین اور سیکرٹریان وقف نو توجہ فرمائیں!

۱۹۸۷ء میں پیدا ہونے والے واقفین نو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی تاریخ پیدائش کے لحاظ سے سات سال کے ہو رہے ہیں۔ اب انہیں حدیث نبویؐ کے مطابق نماز کی ادائیگی کی طرف پیار سے توجہ دلانا شروع کر دیں۔ (جزاکم اللہ) (از وکالت وقف نو)

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE

ATLAS TRAVEL

THE TRAVEL AGENTS YOU CAN TRUST

061 795 3656

493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

SCL

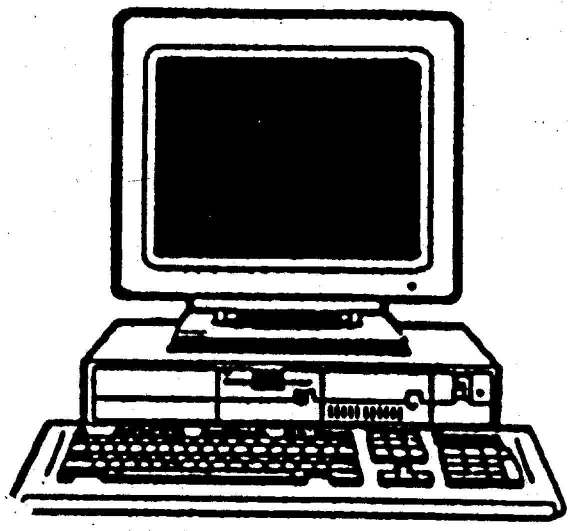

BEST WISHES TO THE AHMADIYYA COMMUNITY ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

خدائے قادر کی گواہی کا درجہ رکھنے والی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مہتم بالشان پیش گوئی

اذن الٰہی کے تحت ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھنے سے بہت پہلے ہی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الہامات الٰہیہ کے نزول (یعنی مخاطبہ و مکالمہ الٰہیہ) کا سلسلہ شروع ہوچکا تھا۔ اسی ضمن میں ۱۸۷۹ء اور اس کے بعد کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی کثرت سے جو عربی الہامات آپؑ پر نازل ہوئے انہیں آپؑ نے اسی زمانے میں اپنی معرکہ آراء تصنیف "براہین احمدیہ" میں شائع فرمادیا۔ ان میں بعض الہامات ایسے بھی تھے جن میں آپ کو منجانب اللہ یہ حکم دیا گیا تھا کہ آپؑ لوگوں میں یہ اعلان فرمادیں کہ آپؑ کے پاس خدا کی ایک گواہی ہے۔ اس وقت یہ امر واضح نہ تھا کہ خداوند قدوس کی وہ گواہی کیا ہے البتہ وقتاً فوقتاً نازل ہونے والے بعض الہامات میں اس گواہی یا شہادت کی نوعیت کے متعلق بعض بلیغ اشارے ضرور موجود تھے۔

آسمانی گواہی اور اس کی نوعیت

اگرچہ اس وقت خداتعالیٰ کی مذکورہ گواہی کی اصل ماہیت پردہ اخفا میں تھی تاہم ایک بات واضح تھی کہ چونکہ خداتعالیٰ نے اس گواہی کو خود اپنی طرف منسوب کیا ہے اس لئے وہ گواہی اپنی نوعیت کے اعتبار سے انسانی طاقتوں سے یکسر بالا ہوگی اور خدائے قادر و توانا کی وراء الوراء قدرتوں کی مظہر ہونے کے باعث خداوند ذوالجلال کی عظمت و جبروت کو ظاہر کرنے والی ہوگی۔ "براہین احمدیہ" میں شائع شدہ وہ الہامات جو خدائے قادر و توانا کی گواہی کے ذکر پر مشتمل تھے اور ان میں اس گواہی کی نوعیت کے بارہ میں بلیغ اشارے موجود تھے یہ ہیں:

قُل عِندِی شَہَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَل اَنتُم مُؤمِنُونَ. قُل عِندِی شَہَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَل اَنتُم مُسلِمُونَ. وَقَالُوا اَنّٰی لَکَ ھٰذَا اِن ھٰذَا اِلَّا سِحرٌ یُؤثَر. وَاِن یَّرَوا اٰیَۃً یُّعرِضُوا وَیَقُولُوا سِحرٌ مُستَمِر.

(اربعین ص ۳۳ طبع اول)

ترجمہ: ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خاص خدا کی طرف سے گواہی ہے پس کیا تم مانتے نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خاص خدا کی طرف سے گواہی ہے۔ پس کیا تم قبول نہیں کرتے۔ اور جب نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو ایک معمولی امر ہے جو قدیم سے چلا آتا ہے۔ اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب اور جادو ہے۔

قبل اس کے کہ ہم یہ دیکھیں کہ خداتعالیٰ کی جس گواہی کا مندرجہ بالا الہامات میں ذکر ہے وہ کب اور کس رنگ میں ظاہر ہوئی یہ بتانا ضروری ہے کہ اگرچہ مندرجہ بالا الہامات اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے الہامات اولاً ۱۸۷۹ء اور اسکے معاً بعد کے زمانہ میں ہوئے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں سب سے پہلے براہین احمدیہ میں ہی شائع فرمایا لیکن بعد کے زمانہ میں بھی آپؑ کو یہی الہامات کئی دفعہ کئی ترتیبوں کے رنگ میں ہوئے۔ ان ترتیبوں کے متعلق آپؑ نے واضح فرمایا کہ "ہر ایک ترتیب فہم ملہم کے مطابق الہامی ہے"۔ سو مندرجہ بالا الہامات اگرچہ ترتیب میں کسی قدر تبدیلی کے ساتھ براہین احمدیہ میں شائع شدہ ہیں لیکن مندرجہ بالا ترتیب بھی جو اربعین نمبر ۳ میں مندرج ہے الہامی ترتیب ہے (حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو اربعین نمبر ۳ حاشیہ ص ۲۵ طبع اول)

یہ بات تو واضح ہے کہ اولاً براہین احمدیہ اور پھر اربعین نمبر ۳ میں شائع ہونے والے ان الہامات میں جس خدائی گواہی کا ذکر کیا گیا ہے وہ منجانب اللہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی رفیع الشان گواہی ہے لیکن یہ واضح نہیں ہے کہ وہ گواہی ہے کیا؟ البتہ ان الہامات میں ایک واضح اشارہ ضرور موجود ہے جس سے انسانی طاقتوں سے یکسر بالا اس خدائی گواہی کی نوعیت کا اندازہ لگانے میں بہت مدد ملتی ہے اور وہ اشارہ مضمر ہے آخری الہام میں جو یہ ہے:

اِن یَّرَوا اٰیَۃً یُّعرِضُوا وَیَقُولُوا سِحرٌ مُستَمِر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہونے والا یہ الہام سورۃ القمر کی آیت نمبر ۳ ہے اور اس میں اس امر کا ذکر ہے کہ جب کفار مکہ نے شق القمر دیکھا تھا تو یہی عذر پیش کیا تھا کہ یہ تو جادو یا ایک قسم کا خسوف ہے جو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ اسے معجزہ یا نشان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ واضح اشارہ آئینہ دار تھا اس حقیقت کا کہ مذکورہ بالا الہامات میں خداتعالیٰ کی جس گواہی کا ذکر کیا گیا ہے اس گواہی نے شق القمر کے نشان کی طرح منجانب اللہ آسمان میں ظاہر ہوکر حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت کو دنیا پر آشکار کرنا ہے۔

پھر اس اشارہ سے یہ امر بھی واضح تھا کہ آسمان میں ظاہر ہونے اور دور دور تک نظر آنے والے نشان کا مشاہدہ کرنے کے باوجود اکثر لوگ شق القمر کی طرح اس نشان کو بھی جادو یا بے حقیقت بات قرار دے کر اس سے منہ پھیر لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو عام بات ہے۔ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے، اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ اسے نشان قرار دیا جاسکے۔

لیکن خداتعالیٰ نے ان الہامات کے ساتھ ہی بعض مزید الہامات بھی نازل فرماکر واضح کردیا کہ خداتعالیٰ جس غرض کے لئے خاص گواہی کے طور پر وہ نشان ظاہر کرے گا، لوگوں کی مخالفت کے باوجود اس غرض کو وہ پورا کرکے رہے گا، کوئی اس کے ارادے اور منشاء کو بدل نہیں سکتا۔ چنانچہ مذکورہ بالا الہامات کے معاً بعد خداتعالیٰ نے مزید فرمایا:

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی. وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکثَرَ النَّاسِ لَا یَعلَمُونَ. ھُوَ الَّذِی اَرسَلَ رَسُولَہٗ بِالھُدٰی وَدِینِ الحَقِّ لِیُظھِرَہٗ عَلَی الدِّینِ کُلِّہٖ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ

ترجمہ: اور پھر فرمایا کہ خدا نے قدیم سے لکھ رکھا ہے یعنی مقرر کر رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے یعنی گو کسی قسم کا مقابلہ آپڑے جو لوگ خدا کی طرف سے ہیں وہ مغلوب نہیں ہوں گے اور خدا اپنے ارادوں پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

(بحوالہ تذکرہ طبع دوم ص ۳۹۸ و ۳۹۹)

خداتعالیٰ کی گواہی کی نوعیت کے متعلق مذکورہ بالا اشارے کے سوا الہامات میں ایسی کوئی صراحت موجود نہ تھی جس کی بناء پر حتمی رنگ میں یہ معلوم کیا جاسکتا کہ فی الحقیقت خداتعالیٰ کی وہ گواہی ہے کیا اور وہ کب اور کس طور پر ظاہر ہوکر منصہ شہود پر آئے گی۔ اسی طرح یہ امر بھی واضح نہ تھا کہ الہامات الٰہیہ میں

قُل عِندِی شَہَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَل اَنتُم مُسلِمُونَ

کے فقرے کو ذرا سے فرق کے ساتھ دہرایا کیوں گیا یعنی یہ الہام ایک ہی ساتھ دوبار کیوں ہوا۔ اس الہام کے بیک وقت دوبار ہونے میں جو حکمت پوشیدہ تھی اس نے بھی اصل نشان کے ساتھ اپنے وقت پر ظاہر ہونا تھا۔

آنحضرتؐ کی مہتم بالشان پیش گوئی

یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا الہامات الٰہیہ کے نزول کے بارہ سے پندرہ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد (یاد رہے یہ الہامات ۱۸۷۹ء کے بعد بھی مختلف سالوں میں بار بار ہوتے رہے تھے) خدائے قادر و توانا کی موعودہ گواہی اس کی فعلی شہادت کے رنگ میں اس شان سے ظاہر ہوئی کہ دو چار، دس بیس، چند سو یا چند ہزار اشخاص ہی نہیں بلکہ ایک زمانے نے اس کا مشاہدہ کیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ زمانے بھر نے اس کا صرف مشاہدہ ہی نہیں کیا بلکہ اسے ریکارڈ پر لاکر آئندہ زمانوں کے لئے اسے محفوظ کرنا بھی ضروری سمجھا۔

پھر خاص گواہی والے الہام کے بیک وقت دوبارہ نازل ہونے کی حکمت بھی ایسے حتمی انداز میں دنیا کے سامنے آئی کہ زمانے کے لئے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ اسے بھی ریکارڈ پر نہ لاتا۔ خدائے ذوالجلال، قادر و توانا کی وہ گواہی مہدی اور مسیح محمدی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حق میں ۱۳۱۱ھ (مطابق ۱۸۹۴ء) کے ماہ رمضان میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگنے کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ جب ماہ رمضان کی بعض مخصوص تاریخوں میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگا تو بانی سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا کہ خدا کی یہی وہ آسمانی گواہی ہے جس کی دس پندرہ سال پہلے مجھے بہ تکرار بذریعہ الہام اطلاع کی گئی تھی۔ آپؑ نے اپنی بعض تصانیف میں خداتعالیٰ کی اس گواہی کا بدلائل تفصیل سے ذکر کرنے کے علاوہ اپنی ایک نظم میں بھی اس کا بطور خاص ذکر فرمایا۔ اس نظم کے چند متعلقہ اشعار درج ذیل ہیں۔

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کردیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

کہا جاسکتا ہے کہ چاند اور سورج کو گرہن لگا ہی کرتے ہیں اور وہ ایک ساتھ رمضان کے مہینے میں بھی لگ سکتے ہیں۔ آخر ۱۸۹۴ء کے ماہ رمضان میں جو گرہن لگے انہیں علی الخصوص ایسی کیا اہمیت حاصل تھی کہ جس کی وجہ سے انہیں مہدی و مسیح محمدی علیہ السلام کے حق میں خدائی گواہی کا درجہ حاصل ہوا۔ خالق ارض و سما اور اس پوری کائنات کے محکم و ابلغ نظام کے پیدا کرنے اور اسے غایت درجہ صحت و صفائی اور باریک در باریک کارفرمائی سے چلانے والی قادر و مقتدر ہستی کی اس گواہی کی عظمت و جلالت شان کے صحیح احساس و ادراک کے لئے اس حقیقت سے آگاہ ہونا ضروری ہے کہ ۱۸۹۴ء کے ماہ رمضان میں لگنے والے ان مخصوص خسوف و کسوف (چاند اور سورج گرہنوں) کا تعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بہت ہی پر معارف اور غیر معمولی گہرائی و گیرائی کی حامل نہایت مہتم بالشان پیش گوئی سے ہے جس کی رو سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی نوعیت و اہمیت کے حامل ان خسوف و کسوف کو آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے مہدی و مسیح محمدی (علیہ السلام) کی صداقت کے دو خاص نشان قرار دیا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ خسوف و کسوف اپنے دیگر خصائص کے علاوہ اس لحاظ سے بھی منفرد حیثیت کے حامل ہوں گے کہ جب

سے زمین و آسمان معرض وجود میں آئے ہیں ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو لگنے والے گرہنوں کو قبل ازیں کسی اور مامور من اللہ کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے نشان نہیں ٹھہرایا گیا۔ اس ضمن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کا ماحصل یہ تھا کہ خدا نے مہدی و مسیح محمدی علیہ السلام کی صداقت آشکار کرنے کے لئے یہ مقدر کیا ہے کہ اس کے زمانے میں ماہ رمضان کے دوران چاند اور سورج دونوں کو بعض معین تاریخوں اور معین اوقات میں گرہن لگے گا۔ اس طرح پہلے سے (یعنی تیرہ سو برس پہلے سے) بتائی ہوئی معین و مخصوص تاریخوں اور اوقات کے دوران گہن میں آنے والے چاند اور سورج دونوں گواہ بن کر مہدی و مسیح محمدی کی صداقت کو دنیا پر آشکار کر دکھائیں گے۔ ۱۸۹۴ء میں (جبکہ مہدی و مسیح محمدی علیہ السلام کی بعثت پر چار سال کا عرصہ گزر چکا تھا) ماہ رمضان کے دوران چاند اور سورج کو لگنے والے گرہنوں کی تمام تر اہمیت و عظمت رسول اکرم سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہتم بالشان پیش گوئی اور اس کے پر معارف و پر حکمت الفاظ میں مضمر ہے۔ اس لئے بے حد ضروری ہے کہ سب سے اول و مقدم خود حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مہتم بالشان پیش گوئی اور اس کے پر معارف اور پر حکمت الفاظ پر غور کیا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیش گوئی حضرت امام باقرؒ سے مروی ہے اور سنن دارقطنی میں شامل ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

«انَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.» (سنن دارقطنی، باب صفة صلوة الخسوف والكسوف وهيئتهما)

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے یہ زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان (کسی اور مامور کے حق میں) ظاہر نہیں ہوئے۔ (ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانے میں) ماہ رمضان میں قمر کو (خسوف کی مقررہ راتوں میں سے) اول رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو اسی رمضان میں (کسوف کے مقررہ دنوں میں سے) درمیان کے روز گرہن لگے گا اور یہ (ایسے نشان ہیں کہ) جب سے اللہ نے آسمان و زمین پیدا کئے یہ کبھی (کسی اور مامور کے لئے) ظاہر نہیں ہوئے۔ (سنن دارقطنی جلد اول ص ۱۸۸ شائع کردہ مطبع انصاری دہلی)

آنحضورؐ کی پیش گوئی کے بنیادی مضمرات

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وحی خفی و جلی کا مورد بنایا تھا۔ مزید برآں آنحضورؐ کو جوامع الکلم کا معجزہ عطا کیا گیا تھا۔ اسی لئے افصح العرب ہونے کی حیثیت میں آپؐ کے کلام و بیان میں فصاحت و بلاغت اور علوم و معارف کے سمندر سموئے ہوئے ہوتے تھے اور پھر کلام و بیان ہوتا بھی تھا خدا تعالیٰ کے قول و فعل کے عین مطابق۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ آپؐ کے کلام بلاغت نظام کو کسی رنگ میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے قول و فعل سے متناقض ٹھہرایا جاسکتا۔ آپؐ کے ارشادات کا لفظ لفظ خدا تعالیٰ کے قول و فعل کی تائید کر رہا ہوتا تھا۔ آپؐ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا ہر لفظ اس قدر باموقع و برمحل ہوتا کہ الفاظ جڑے ہوئے نگینوں کی طرح کمال درجہ موزونیت کے آئینہ دار ہوتے۔ اسی لئے آنحضورؐ کی دیگر احادیث مبارکہ کی طرح مندرجہ بالا حدیث بھی فصاحت و بلاغت اور حکمت و معرفت کے ساتھ جوامع الکلم کا ایک درخشندہ و تابندہ نمونہ ہے۔ الفاظ گو مختصر ہیں لیکن بلحاظ معانی و مفاہیم ہیں بہت جامع اور پر حکمت۔ موزوں ترین الفاظ کا انتخاب، قوانین قدرت سے مطابقت رکھنے والی پر حکمت تفاصیل کا پوری طرح آئینہ دار ہے۔ الفاظ کی کمال درجہ موزونیت اور جامعیت کا اندازہ درج ذیل تصریحات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

(ا) سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ "اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا" کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ آنحضورؐ اپنے بہت ہی پیارے روحانی فرزند کا ذکر فرما رہے ہیں۔ "ہمارے مہدی" کے الفاظ میں پیار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ شفقت و اپنائیت کا جذبہ ہے کہ ان مختصر الفاظ سے ابلے پڑ رہا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسے میٹھے اور پیارے الفاظ سے باور یہ کرایا جارہا ہے کہ آنے والا مہدی کسی غیر امت سے تعلق رکھنے والا نہیں ہوگا۔ وہ خود آنحضورؐ ہی کا متبع اور امتی ہوگا۔ آنحضورؐ ہی کا کلمہ پڑھے گا اور آنحضورؐ کے لائے ہوئے دین کو ہی دنیا میں پھیلائے گا۔

(ب) پھر آنحضورؐ کی یہ حدیث کمال ایجاز کے رنگ میں چاند گرہن اور سورج گرہن سے متعلق علم فلکیات کے بعض حتمی، یقینی اور غیر مبدل حقائق پر بھی مشتمل ہے۔ اس میں ایک بہت ہی لطیف اشارے کے ذریعہ اس مسلمہ حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ چاند گرہن اور سورج گرہن ہمیشہ قمری مہینوں کی بعض مقررہ تاریخوں میں ہی لگتے ہیں۔ جہاں تک چاند گرہن کا تعلق ہے یہ امر ازمنہ قدیم سے پیہم مشاہدے اور تجربے کے نتیجہ میں بپایہ ثبوت پہنچا ہوا ہے کہ چاند کو گرہن لازمی طور پر چاند کی تین چاندنی راتوں یعنی ۱۳، ۱۴، ۱۵ میں سے کسی ایک رات کو لگتا ہے۔ ان تین راتوں کے سوا کسی اور رات میں چاند کو گرہن نہیں لگتا اور نہ لگ سکتا ہے۔ علم فلکیات کی اس ثابت شدہ اور مسلمہ حقیقت کی طرف نہایت ہی لطیف اشارہ

يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ

کے الفاظ میں موجود ہے اور وہ اشارہ بطور خاص مضمر ہے لفظ "قمر" کے استعمال میں۔ قمر کے لفظ کا انتخاب دال ہے اس امر پر کہ "لاول لیلة من رمضان" سے مراد رمضان کی پہلی رات کسی صورت بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ قمری مہینوں کی ابتدائی تاریخوں کا چاند عربی میں قمر نہیں ہلال کہلاتا ہے۔ پہلی تین راتوں کے بعد جب چاند روشن اور نمایاں ہونا شروع ہوجاتا ہے تو پھر اس پر قمر کا لفظ اطلاق پاتا ہے، اس کے بعد آخر تک وہ قمر ہی کہلاتا ہے۔ اگر "لاول لیلة من رمضان" سے مراد واقعی پہلی رات ہوتی تو قمر کی بجائے ہلال کے لفظ کا استعمال ضروری تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گرہن کے تعلق میں ہلال کا لفظ استعمال فرما ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ ہلال کا لفظ استعمال کرنے کی صورت میں آنحضورؐ کا ایسا ارشاد فعل الٰہی سے متناقض ٹھہرتا اور ایسی بات کہنا جو فعل الٰہی سے متناقض و متضاد ہو آنحضورؐ کے لئے ممکن ہی نہ تھا۔ قانون قدرت کی رو سے نہ صرف یہ کہ ہلال کو گرہن لگ ہی نہیں سکتا بلکہ قمر کو بھی صرف تین چاندنی راتوں میں سے کسی ایک رات کو گرہن لگا کرتا ہے اور وہ تین راتیں ہیں ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کی راتیں۔ اس لحاظ

يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ

سے مراد ۱۳ ماہ رمضان کے سوا اور کوئی رات ہو ہی نہیں سکتی۔ قمر کو گرہن لگنے کے اعتبار سے "اول رات" صرف اور صرف رمضان کی ۱۳ تاریخ ہی بنتی ہے نہ کہ یکم رمضان۔ سو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن لگنے کے تعلق میں قمر کا نہایت باموقع اور برمحل لفظ استعمال فرما کر بغیر کسی ابہام کے معین طور پر بتادیا کہ رمضان کی تیرھویں رات چاند کو گرہن لگے گا۔ نیز اول لیلة میں یہ اشارہ بھی مضمر تھا کہ نہ صرف یہ کہ گرہن کی مقررہ تین راتوں میں سے پہلی رات چاند کو گرہن لگے گا بلکہ لگے گا بھی اول حصہ شب میں یعنی تاریکی بڑھنے کے ساتھ رات شروع ہوتے ہی خسوف (چاند کو گرہن لگنا بھی) شروع ہوجائے گا۔

(ج) علم فلکیات کی ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر چاند گرہن کی طرح سورج گرہن کی تاریخیں بھی مقرر ہیں۔ سورج گرہن ہمیشہ قمری مہینے کی تین تاریخوں یعنی ۲۷، ۲۸، ۲۹ میں سے کسی ایک تاریخ کو لگتا ہے سو آنحضورؐ نے یہ فرما کر کہ

تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ

بتادیا کہ ظہور مہدی کے زمانہ میں جس ماہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کی شب چاند کو گرہن لگے گا اسی ماہ رمضان میں کسوف کی مقررہ تین تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کے روز ایسے وقت میں سورج کو گرہن لگے گا جو تین مقررہ دنوں کے نصف پر دلالت کرے گا اس طرح آنحضورؐ نے معین طور پر بتادیا کہ سورج کو درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ ماہ رمضان کو اس وقت گرہن لگے گا جب سورج بلند ہو کر نصف النہار کی طرف بڑھ رہا ہوگا۔

(د) پھر بعثت مہدی کے زمانے میں رمضان کی معین تاریخوں اور معین اوقات میں چاند اور سورج کو گرہن لگنے کے ذکر کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.

فرمانا بھی بہت معنی خیز ہے۔ آنحضورؐ نے رمضان کی بعض معین تاریخوں میں وقوع پذیر ہونے والے خسوف و کسوف کو مہدی علیہ السلام کے دو خاص نشان قرار دینے کے بعد یہ بات ارشاد فرمائی ہے لہٰذا اس بات کا تعلق محض خسوف و کسوف سے نہیں بلکہ ان "آیتین" یعنی دو نشانوں سے ہے جو خسوف و کسوف کی شکل میں خاص مہدی علیہ السلام کے لئے منصہ شہود پر آئے۔ اصل اہمیت محض خسوف و کسوف کو نہیں بلکہ خسوف و کسوف کو مہدی علیہ السلام کی صداقت کے دو نشان قرار دیئے جانے کو حاصل ہے سو لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.

COMPLIMENTS TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

FOZMAN
FOODS
BUYING GROUP

FOR
GROCERS
AND C.T.N.
SHOPS

2 SANDY HILL ROAD,
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464
081 553 3611

کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ رمضان میں چاند اور سورج کو معین تاریخوں اور معین اوقات میں گرہن لگنے کے یہ دو نشان ظہور مہدی کے ساتھ بایں معنی مخصوص ہیں کہ کسی اور مامور من اللہ کے زمانے میں یہ نشان اس تعین کے ساتھ کبھی ظاہر نہیں ہوئے اور نہ اس سے پہلے ماہ رمضان میں وقوع پذیر ہونے والے خسوف و کسوف کو کسی مامور من اللہ کی صداقت آشکار کرنے کا ذریعہ قرار دیا گیا۔

لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.

کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ اس سے پہلے رمضان کے مہینے میں کبھی چاند اور سورج کو ایک ساتھ گرہن لگا ہی نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ "ولم تکونا" مؤنث کا صیغہ ہے اور اس سے قبل "ا یتین" (دو نشانوں) کا ذکر ہے۔ عربی میں ا یۃ اور اسی طرح ا یتین کے الفاظ مؤنث کے طور پر استعمال ہوتے ہیں اس لئے "ولم تکونا" (جس کے معنی ہیں یہ دونوں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے) کا تعلق بدیہی طور پر ا یتین سے ہے نہ کہ خسوف و کسوف سے۔ اگر یہ بتانا مقصود ہوتا کہ قبل ازیں رمضان میں چاند اور سورج دونوں کو کبھی ایک ساتھ گرہن لگے ہی نہیں تو "لم تکونا" کی بجائے (جو مؤنث کا صیغہ ہے) مذکر کے صیغہ کا استعمال ضروری تھا یعنی ایسی صورت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم "لم یکونا" فرماتے۔ آنحضورؐ کا "لم تکونا" فرمانا اس امر پر دال ہے کہ بتانا یہ مقصود ہے کہ خسوف و کسوف رمضان میں کسی مامور من اللہ کے لئے بطور ا یتین کبھی ظاہر نہیں ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضورؐ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج کو ایک ساتھ گرہن لگے ہی نہیں۔ آپؐ ایسی خلاف حقیقت بات فرما ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ ایسا کہنا اللہ تعالیٰ کے فعل کا درجہ رکھنے والے قوانین قدرت کے برخلاف ہوتا۔ چاند اور سورج کو گرہن ابتدائے آفرینش سے لگتے رہے ہیں اور بعض معین وقفوں سے رمضان میں بھی لگتے رہے ہیں۔

حدیث شریف میں ظہور مہدی کا قرینہ اور ا یتین کے ذکر کے بعد مؤنث کے صیغے "لم تکونا" کا استعمال صاف بتا رہا ہے کہ اس سے پہلے رمضان کی متعین کردہ تاریخوں اور متعین کردہ اوقات میں لگنے والے خسوف و کسوف کو کسی مامور من اللہ کی صداقت کا نشان قرار نہیں دیا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی رو سے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج کو پہلے سے متعین کردہ تاریخوں اور متعین کردہ اوقات میں گرہن لگنے کے دو نشانوں کو صرف اور صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی کے لئے مخصوص فرما کر انہیں اس کی شناخت کا ذریعہ بنایا۔ ایسا نشان پہلے کبھی کسی مامور من اللہ کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔ ان دو نشانوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے بموجب صرف آنحضورؐ کے اپنے مہدی کی شناخت کا ذریعہ بننا تھا۔

پیش گوئی کا ایمان افروز ظہور

چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اور زمانہ اس پر شاہد ہے کہ آج سے سو سال قبل ۱۸۹۴ء کے ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو جو گرہن لگے وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے عین مطابق لگے اور عین اس وقت اور زمانہ میں لگے جبکہ مہدی و مسیح محمدی علیہ السلام کی بعثت ظہور میں آچکی تھی۔ اس طرح یہ دونوں نشان اصدق الصادقین حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالت شان اور آنحضور کے روحانی فرزند جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی صداقت کو آشکار کرنے کا موجب بنے۔ یہ دونوں نشان اس شان سے ظاہر ہوئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہ رہا جو کمال قطعیت کے ساتھ پورا نہ ہوا ہو۔ چنانچہ

یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ

کی رو سے چاند کو گرہن خسوف کی مقررہ تاریخوں ۱۳، ۱۴، ۱۵ میں سے پہلی رات یعنی ۱۳ ماہ رمضان کو لگا اور لگا بھی حسب پیش گوئی اول شب یعنی رات کے شروع ہوتے ہی گرہن بھی شروع ہو گیا۔ انگریزی اخبار "کلکتہ سٹینڈرڈ ٹائم" کے مطابق چاند گرہن شام ۷ بجے سے شروع ہو کر ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔ اور اسی طرح "تنکسف الشمس فی النصف منہ" کی رو سے اسی رمضان کی ۲۸ تاریخ کو جو کسوف کی تین مقررہ تاریخوں (۲۷، ۲۸، ۲۹) میں سے درمیانی تاریخ تھی سورج کو گرہن لگا اور لگا بھی نصف النہار سے پہلے۔ اس زمانے کے اخبارات میں شائع شدہ اطلاعات کے بموجب گرہن نو بجے شروع ہوا اور نصف النہار کے قریب یعنی گیارہ بجے قبل دوپہر تک جاری رہا۔

پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ چاند ہو یا سورج ان میں سے جس کو بھی گرہن لگتا ہے وہ بیک وقت پوری دنیا میں نظر نہیں آتا اور زمین کی گردش کی وجہ سے نہ وہ بیک وقت پوری دنیا میں نظر آسکتا ہے۔ اب چونکہ مہدی و مسیح محمدی نے اپنے آقا و مولا اور پیشوا و مقتدا کی پیش گوئی کے بموجب کرہ ارض پر سکونت پذیر جملہ بنی نوع انسان کی طرف منسوب ہونا تھا اور اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دینا تھا اس لئے ضروری تھا کہ چاند اور سورج کو گرہن لگنے کے دونوں نشان بھی صرف ایک حصہ دنیا کی بجائے پوری دنیا میں ظاہر ہوتے۔ اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگنے کے ہر دو نشان دو دفعہ ظاہر ہوتے ایک دفعہ دنیا کے مشرقی حصہ میں اور دوسری مرتبہ مغربی حصہ دنیا میں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے:

اِنَّ الشَّمْسَ تَنْکَسِفُ مَرَّتَیْنِ فِی رَمَضَانَ

یعنی رمضان میں گرہن ایک دفعہ نہیں دو دفعہ ہو گا (مختصر تذکرہ قرطبی ص ۱۴۸ للطب الربانی شیخ عبدالوہاب شعرانی)

چنانچہ اگلے سال یعنی ۱۸۹۵ء میں جب رمضان آیا تو اس میں پھر انہی تاریخوں میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے اور وہ گرہن مشرق کی بجائے مغربی حصہ دنیا میں دیکھے گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے مہدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو آشکار کرنے والے اور خدائی گواہی کا درجہ رکھنے والے ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء کے چاند گرہنوں اور سورج گرہنوں کو اس زمانے کے اخباروں اور جنتریوں نے ہی نہیں ریکارڈ کیا بلکہ ان کا تفصیلی حال مشہور ماہر فلکیات پروفیسر ٹی۔ آر۔ وان اوپولزر Prof. T. R. Von Oppolizer نے اپنی کتاب Canon of Eclipses میں بھی درج کر کے اسے آئندہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ خاص طور پر ۱۸۹۴ء کے گرہن دنیا کے جن علاقوں میں دیکھے گئے انہیں پروفیسر اوپولزر نے باقاعدہ ایک نقشہ کی صورت میں بھی واضح کیا۔ ان کے ریکارڈ کردہ حقائق بھی اس امر کا ایک بین ثبوت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے مہدی کی بعثت کے زمانے میں چاند اور سورج کو لگنے والے گرہنوں کے متعلق جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ تیرہ سو سال بعد بڑی شان سے پوری ہو کر افضل الرسل مولائے کل حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور عظمت و جلالت شان نیز آنحضورؐ کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مہدویت کی صداقت کو کل عالم پر آشکار کرنے کا موجب بنی۔ پروفیسر اوپولزر کی یہ کتاب عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد (دکن) کے شعبہ ہیئت کی لائبریری میں موجود ہے۔ مزید برآں ۱۸۹۴ء کے Natural Almanac London میں بھی ان گرہنوں کا ذکر موجود ہے۔

آسمانی گواہی کی عظمت کے دو خاص پہلو

اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ ۱۸۹۴ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے بموجب چاند اور سورج کو جو گرہن لگے انہیں واضح طور پر آسمانی گواہی کا درجہ حاصل تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں اپنے مہدی کے دو نشان قرار دینا اس امر پر دال تھا کہ ان دو نشانوں کو خدائے قادر و قدوس اپنے مبعوث کردہ مہدی و مسیح محمدی علیہ السلام کی صداقت کو آشکار کرنے کی غرض سے بطور گواہ خود منصہ شہود پر لائے گا۔ ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود اور مہدی موعود کے طور پر مبعوث کرنے سے بہت پہلے ہی یہ حکم دیا تھا کہ آپ لوگوں کو بتا دیں کہ آپ کے پاس خدا کی گواہی ہے کیا وہ ایمان لائیں گے یا نہیں۔ یہ حکم آپؑ کو بذریعہ الہام بیک وقت دو دفعہ ملا۔ آپؑ نے اسی زمانہ میں اس الہام کو براہین احمدیہ میں شائع کر کے اس حکم کی تعمیل کر دی۔ جب بارہ پندرہ سال بعد خدا کی یہ گواہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے بموجب چاند اور سورج گرہنوں کی شکل میں منصہ شہود پر آئی تو اس کے دو خاص پہلو بہت ہی نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے آئے۔

اول تو یہ امر آشکار ہوئے بغیر نہ رہا کہ حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو آسمانی گواہی کی جو خبر ملی تھی وہ واقعی منجانب اللہ عطا ہوئی تھی کیونکہ اسے پورا کر دکھانا انسانی طاقت سے یکسر بالا تھا۔ یہ امر کسی لحاظ سے بھی آپؑ کے بس میں نہ تھا کہ آپؑ قوانین قدرت کی کارفرمائی میں مداخلت کر کے حسب پیش گوئی کسی ماہ رمضان کی معین تاریخوں کے معین اوقات میں چاند اور سورج کو گہنا کر از خود اس امر کا اعلان کر دیں کہ دنیا والو! دیکھو خدا کی موعودہ گواہی منظر عام پر آگئی ہے۔ چاند اور سورج کو بعض معین تاریخوں اور معین اوقات میں گہن لگانا بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے اختیار میں نہیں۔ وہ خود ہی اپنے وضع کردہ و نافذ کردہ قوانین قدرت اور ان کی کارفرمائی کے محکم و ابلغ نظام کے تحت چاند اور سورج گرہن لگاتا اور ان کے دنوں اور اوقات کی خود ہی تعیین کرتا ہے۔

خدائی گواہی کا دوسرا اہم پہلو جو بہت نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے آیا اس کا تعلق اس امر سے تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی آسمانی گواہی کی خبر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو بذریعہ الہام بیک وقت دو بار کیوں دی۔ خدائی گواہی کے منظر عام پر آنے کے ساتھ ہی خدائی گواہی کی الہامی اطلاع بتکرار ملنے کی حکمتیں از خود واضح ہوئے بغیر نہ رہیں۔ بتکرار ملنے والی بشارت میں ایک حکمت تو یہ پوشیدہ تھی کہ خدا تعالیٰ کی وہ خاص گواہی اپنی ذات میں دہری گواہی کی حیثیت رکھتی تھی، اس نے دو طرح سے ظاہر ہونا تھا۔ چنانچہ یہ گواہی چاند گرہن کے ذریعہ بھی ظاہر ہوئی اور پھر دوسری بار سورج گرہن کے ذریعہ بھی یہ منظر عام پر آئی۔ دوسری حکمت یہ تھی کہ چاند اور سورج دونوں کو رمضان میں مقررہ تاریخوں اور مقررہ اوقات میں دو دو بار گرہن لگا ایک بار ۱۸۹۴ء میں اور دوسری بار ۱۸۹۵ء میں۔ اس طرح چاند اور سورج دونوں کے گہن ایک بار کرہ ارض کے مشرقی حصہ پر اور دوسری بار مغربی حصے پر نمودار ہوئے۔

تیسری اور سب سے اہم حکمت یہ تھی کہ ۱۸۹۴ء

BEST WISHES TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

SELF SERVICE/
COIN OPERATED
LAUNDERETTE AND DRY
CLEANING FACILITIES

J & L LAUNDERETTE

159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

BEST WISHES TO THE AHMADIYYA COMMUNITY ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

In 1988, after returning from the tour of West African countries, Hazrat Khalifatul Masih IV established a Committee by the name of "**African Trade and Industrial Corporation Ltd**".

The prime objective of this Committee was to promote Trade and Industry in African countries, thereby strengthening their financial status.

The main purpose of our company is therefore, to assist and promote Ahmadi Traders and Businessmen in their individual nature of business.

S. Naeem A. Shah
(Company Secretary)

VISIT OUR
PAVILLION AT
ISLAMABAD
DURING JALSA SALANA 1994

اور ۱۸۹۵ء کے چاند اور سورج گرہنوں کے ذریعے مہدی و مسیح محمدی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ہی آشکار نہیں ہوئی بلکہ آپؑ کے آقا و مقتدا فخر اولین و آخرین، خاتم النبیین رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور عظمت و جلالت شان کا اظہار بھی بدرجہ اولیٰ بہت درخشندہ طریق پر ہوا۔ کیونکہ منفرد اور مخصوص نوعیت کے حامل چاند گرہن اور سورج گرہن کے ان دونوں نشانوں سے جن کی کوئی نظیر پہلے نہیں ملتی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیش گوئی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو برس پہلے فرمائی تھی حرف بحرف پوری ہوئی اور اس شان سے پوری ہوئی کہ بیک وقت کل عالم نے اس کے من و عن پورا ہونے کا مشاہدہ کیا۔

پیش گوئی کے پورا ہونے پر روحانی مسرت کا اظہار

ایسے ہمہ جہتی، ہمہ پہلو اور غایت درجہ کے عظیم الشان نشانوں کے ظہور پر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل اپنے قادر و توانا خدا کی حمد سے بھر گیا۔ آپؑ نے حمد و شکر کے جذبات سے مملو ہو کر تحدیث نعمت کے رنگ میں ان آسمانی نشانوں کے متعلق نہایت فصیح و بلیغ عربی میں بعض طویل قصائد کہے جن میں آپؑ نے بطور خاص اس امر پر روحانی مسرت کا اظہار کیا کہ یہ نشان خود آپؑ کی اپنی صداقت کو ہی نہیں بلکہ آپؑ کے آقا و مولیٰ اور مقتدا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، ارفع و اعلیٰ مقام اور عظمت و جلالت شان کو کل عالم پر منکشف کرنے کا موجب ہوئے ہیں کیونکہ ان نشانات کے ظاہر ہونے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہایت عظیم الشان پیش گوئی اپنی جملہ تفاصیل کے ساتھ بڑی شان سے پوری ہوئی ہے۔ ہم یہاں بطور نمونہ آپؑ کے ایک طویل عربی قصیدے کے بعض منتخب اشعار کا اردو ترجمہ درج کرتے ہیں۔ آپؑ نے اپنے دوستوں کو مخاطب کر کے تہنیت کے رنگ میں فرمایا:

☆ تمہیں اے جماعت برادران بشارت ہو، تمہیں اے جماعت دوستاں مبارک ہو۔

☆ خدا تعالیٰ کی عنایت کی چمک ظاہر ہو گئی اور جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اس کے لئے راہ کھل گیا۔

☆ سورج اور چاند کو ان ملکوں میں باذن اللہ رمضان میں گرہن لگ گیا

☆ اور ایک بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے پاک طور پر ظاہر ہو گئی کہ کوئی میل اس کے ساتھ نہیں۔

☆ آج ہر ایک اہل بصیرت (خوشی کے آنسو) رو رہا ہے اور رونے کا سبب خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو یاد کرنا ہے۔

☆ اور دوسرے (رونے کا سبب یہ بھی ہے کہ) رونے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی (کے پورا ہونے) کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور وہ بخشائش محسن حقیقی کی عظمت کا تصور کر رہے ہیں۔

☆ آج ہر ایک دانا بیعت کرنے والا اپنے ایمان میں ایسا زیادہ ہو گیا کہ گویا (اس نے) نیا ایمان پایا۔

☆ آفتاب کی طرح ہماری حجت ظاہر ہو گئی یا (پھر ہمارے صدق کی حجت) اپنی شان میں ان گھوڑوں کی طرح (ظاہر ہوئی) جب قدم کے مقابل ان کا قدم پڑتا ہے۔

☆ کیا ہی بزرگ خدا ہے (ہمارا) کیونکہ اس نے نشان کو ظاہر کیا (اور) برہان کو روشن کر کے پردے کو کھول دیا۔

☆ آج رمضان کے گزرنے کے بعد اور لوگوں کے لئے ایک عید ہے اور ہمارے لئے دو عیدیں۔

☆ کیا یہ کسی نجومی کا کام ہے؟ یا خدا کا ایک عظیم الشان نشان ہے؟

☆ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے (جو) پناہ (ہے) خلقت کی اور (جو) سردار (ہے) بہادروں کا۔

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ارتجالاً کہے ہوئے اپنے اس طویل عربی قصیدے کو جو ایک سو دس اشعار پر مشتمل ہے درج ذیل اشعار پر ختم کیا:

☆ میں نے یہ قصیدہ جلدی سے کہا ہے اور یہ قصیدہ موتیوں کی طرح ہے یا اس سونے کی طرح ہے جو کٹھالی سے نکلتا ہے۔

☆ میں نے اس کو اپنی قوت سے نہیں کہا مگر وہ موتی خدا تعالیٰ سے ہیں اور میرے ہاتھوں نے پروئے ہیں۔

☆ اے خدا! محمدؐ کے منہ کے لئے اس میں برکت ڈال جو سب کریموں سے افضل اور (سب) برگزیدوں سے برگزیدہ ہے۔

چونکہ سب کریموں سے افضل اور سب برگزیدوں سے برگزیدہ رسول حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خسوف و کسوف کے ان آسمانی نشانوں کو آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے اپنے پیارے مہدی کے دو خاص نشان قرار دیا تھا اور حسب پیش گوئی خدا نے ان نشانوں کو مہدی موعود کی صداقت کو آشکار کرنے کے لئے ظاہر فرمایا تھا اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے اس معرکہ آراء قصیدے میں جہاں اس امر کو بڑی شد و مد اور تحدی کے ساتھ پیش کیا کہ خسوف و کسوف کے نشانات اصدق الصادقین آنحضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالت شان کو کل عالم پر آشکار کرنے کا موجب ہوئے وہاں ساتھ یہ بھی واضح فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی موعودؑ (جس کے زمانے میں یہ نشان ظاہر ہوئے ہیں) کی صداقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے۔ چنانچہ اسی عربی قصیدے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے یہ نشان میری صداقت کے ایک زندہ و تابندہ ثبوت کے طور پر ظاہر فرمائے ہیں، مزید فرمایا:

☆ تمہارا مہدی آگیا اور نشان ظاہر ہو گیا۔ سواے میرے جوانو! دلی صدق سے کوشش کرو۔

☆ میرے پاس گواہیاں ہیں پس (کیا) کوئی ایمان لانے والا ہے؟ ایک نور ہے جو نزدیک آنے والا اسکو دیکھتا ہے پس کیا کوئی نزدیک آنے والا ہے؟

☆ گواہیاں ظاہر ہو گئیں سو ان کے ظہور کے بعد اللہ تعالیٰ کی جناب میں کیا عذر کرو گے؟

☆ یہ رب السماء کی طرف سے مدد کا وقت ہے جس کے تیر خطا نہیں کرتے اور (وہ) فتنہ انگیز کو ہلاک کرتا ہے۔

☆ ہماری مدد کے لئے آسمان سے فرشتے اتر آئے۔ لشکر روحانی سے دشمن ڈر گئے۔

☆ دین کی روشنی دشمنوں کی زمین میں داخل ہو گئی اور ہدایت چمکنے والے موتیوں کی طرح ظاہر ہو گئی۔

☆ اے میری قوم میرا نشان رمضان میں ظاہر ہوا خدائے رحمٰن اور جزا دہندہ (کی طرف) سے۔

☆ پس اگر تو چاہے تو ہمارے رب کی آیت کو پڑھ اور وہ آیت ہے کہ "خسف القمر" (سورۃ القیامہ آیات ۹، ۱۰)، اور ظلم سے الگ ہو جا۔

☆ پھر (پڑھ) حدیث (حدیث النبیؐ از حضرت امام باقرؒ سنن دارقطنی) آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن شریف کی آیات کی شرح میں۔

☆ یہ ہمارے نبیؐ اور حبیبؐ کا کلام ہے پس اس کی طرف متوجہ ہو اور ادنیٰ لوگوں کا ذکر چھوڑ دے۔

☆ اور بخدا میں صادق ہوں نہ کہ کاذب۔ آسمان اور رات دن نے گواہی دے دی۔

☆ سورج اور چاند کو منصف ہونے کی حالت میں دیکھ، کیا ان دونوں کو ایک کذاب کے لئے گرہن لگا؟

☆ یہ (نشان) خدائے کریم و محسن کی طرف سے ہے سو تم نافرمانی کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔

اپنے اس معرکہ آراء عربی قصیدہ میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے انہیں توجہ دلائی کہ وہ اصدق الصادقین آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور عظمت و جلالت شان کو کل عالم پر آشکار کرنے والے خسوف و کسوف کے نشانوں کے ظاہر ہونے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مہدی کو قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے میں جلدی کریں جس کی بعثت کی گواہی کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے عین مطابق ان نشانوں کو ظاہر فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

☆ اے میری قوم! میں تمہاری طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ اس توبہ کرنے والے کو خوشخبری ہو جو مجھ سے ملے۔

☆ میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا سو میں تمہارے پاس آیا پس خدا تعالیٰ کے تر و تازہ باغ کی طرف دوڑو۔

☆ یہ شکر کا مقام ہے جو تمہارے فریادرس نے تم کو عنایت اور مہربانی کے ساتھ خاص کر دیا۔

☆ خدا کا دن آیا ہے سو سوچو اور دوڑو اور ایمان کی چادروں سے اپنی پردہ پوشی کر لو۔

(القصیدہ کے منتخب عربی اشعار کا اردو ترجمہ منقول از عربی تصنیف منیف "نور الحق حصہ دوم" مطبوعہ ۱۸۹۴ء طبع اول صفحات ۲۵ تا ۳۵)

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television dedicated to the spread of the Unity of God throughout the world.

Satellite transmission for 12 hours daily to the Middle East [Eastern], Asia and Far East - Monday to Sunday 7 am [7.00 hours] to 7 pm [19.00 hours] GMT as well as live transmission to the above areas and also Europe, North Africa and the Middle East - Monday to Thursday 1.15 pm [13.15 hours] to 3.55 pm [15.55 hours] GMT and Friday to Sunday, 12.45 pm [0.45 hours] to 3.55 pm [15.55 hours] GMT

Friday Sermon by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV - Fridays between 1.15 pm [13.15 hours] to 2.40 pm [14.30 hours] GMT

For further information contact:
The Manager, MTA
Muslim Television Ahmadiyya,
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Telephone: + 44 - 81 - 870 - 0922
Fax: + 44 - 81 - 870 - 0684

For advertising information, please contact:
Naeem Osman Memon,
MTA - Muslim Television Ahmadiyya,
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL

Telephone London
081 874 8902 / 081 875 1285
Fax: London 081 875 0249

BEST WISHES TO THE AHMADIYYA COMMUNITY ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

SUPPLIERS OF ALL CROCKERY, CUTLERY AND DISPOSABLE CROCKERY FOR WEDDINGS, PARTIES AND OTHER SOCIAL FUNCTIONS

ABBA

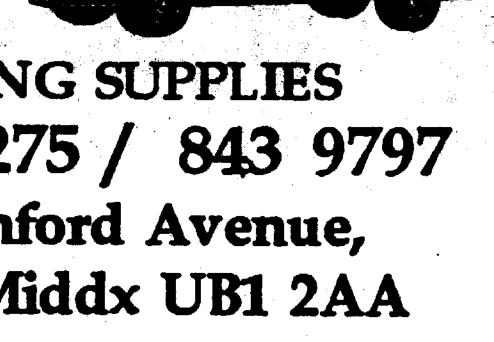

CATERING SUPPLIES

081 574 8275 / 843 9797

1A Greenford Avenue, Southall, Middx UB1 2AA

COMPLIMENTS TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE GARMENTS

S. S. ENTERPRISES

TELEPHONE AND FAX NO.

081-788 0608

۱۹۹۰ء ــــــ ۱۹۹۵ء
غیر معمولی تجلیات کا ظہور

(محمود مجیب اصغر)

یوں تو ہر سال جو جماعت پر چڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تجلیات کے ظہور کا باعث بنتا ہے لیکن بعض سالوں کو کسی لحاظ سے غیر معمولی خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے زمانے میں یہ ایام بہت اہم ہیں۔ ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء تک جماعت احمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تجلیات کے ظہور کا زمانہ ہے جس کے بارے میں پہلے سے خلفاء مسیح موعودؑ کی واضح بشارات ملتی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے پہلے ان سالوں کی نشاندہی فرمائی اور اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تفصیل کے ساتھ اپنے زمانہ خلافت میں ان سالوں کی اہمیت کے بارہ میں جماعت احمدیہ کو مطلع فرمایا اور ان کو عظیم الشان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے ان سالوں میں اشتراکیت کے زوال پذیر ہونے اور بعض علاقوں میں کثرت سے احمدیت کے پھیلنے کے بارہ میں خبریں دیں اور اس کے ساتھ جو مشکلات ہیں ان کا بھی ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ایسا ہو رہا ہے جیسا کہ فرمایا گیا تھا۔ سوویت یونین کے ٹوٹنے سے کمیونزم کے زوال پذیر ہونے کے آثار اور اسلام کی تبلیغ کے لئے ان ممالک میں راہ کھل جانا، ۱۹۹۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ کی جوبلی پر قادیان تشریف لے جانا، ایشیا، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور افریقہ کے ممالک میں جماعت کا پھیلاؤ، اور سوا سو ڈیڑھ سو تک ممالک میں جماعت کا قیام، قرآن کریم کے تراجم کی عالمگیر اشاعت، مواصلاتی سیاروں کے ذریعہ کل عالم میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ خلیفہ وقت کا رابطہ، کسوف خسوف کے نشان کی سالگرہ، عالمی بیعتوں کے مناظر ایسی چند مثالیں ہیں جن کا ظہور ان سالوں میں ہو چکا ہے اور ابھی انشاء اللہ آگے جماعت کی کیسی کیسی ترقی کے سامان ہوں گے۔

چنانچہ کینیڈا کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"اب وہ دن آ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے کئی گنا تیزی کے ساتھ، اب وہ دن آ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے دسیوں گنا تیزی کے ساتھ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ دن آ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ سینکڑوں گنا زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ کر پھیلنے والی اور دنیا کو فتح کرنے والی، دنیا کے قلوب کو فتح کرنے والی ہے۔ یہ صدی ایک غیر معمولی صدی ہے۔ ابھی تو آغاز ہوا ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ یہ تو ابھی چند سالوں کی بات ہے۔ تصور کریں اس صدی کے اختتام تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیوانے اسلام کو کہاں کہاں تک پہنچا کر نہیں چھوڑیں گے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ دعاؤں اور کوششوں اور دن بدن بڑھتی ہوئی قربانیوں کے ساتھ اس نیک کام کو آگے بڑھاتی چلی جائے گی اور وہ جھنڈا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھ میں دنیا کے غلبے کا مقدر کیا جا چکا ہے۔ ہمیں ادنیٰ غلاموں کو یہ توفیق ملے گی کہ یہ جھنڈا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہاتھوں میں تھمائیں۔

اے آقا! اے تمام جہانوں کے رسول!

اے سید ولد آدم! اے تمام انبیاء کے سردار!

یہ تیرا جھنڈا ہے تیرے ادنیٰ غلاموں کو تیری دعاؤں کی برکت سے یہ توفیق ملی ہے اس جھنڈے کو آج سارے عالم میں گاڑ دیں۔

پس تو اور تیرا نام ہمیشہ بلند رہے۔ آئندہ آنے والی نسلیں ہمیشہ ہر ملک، ہر براعظم کے ہر قریہ قریہ سے تجھ پر سلام اور درود بھیجتی رہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پیش گوئیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خلافت کا آغاز ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ آپ نے ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

"میں جماعت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت کے لئے نہایت اہم ہیں کیونکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا وہ کون سی خوش قسمت قومیں ہونگی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوں گی۔ وہ افریقہ میں ہونگے یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں، لیکن میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کر لے گی اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی"۔

(الفضل ۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

اب ۱۹۶۵ء سے ۲۵ سال اور ۳۰ سال بعد کا زمانہ ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء کے درمیان بنتا ہے۔ ایک اور موقعہ پر آپ نے ایک بار بڑی وضاحت سے ان سالوں میں عظیم تجلیات کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء کے دورہ مغرب کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:-

"۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے درمیان خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے"۔

(الفضل ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بشارات

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر میں سنہ ہجری بعض آیات کی روشنی میں ۱۹۹۰ء کے سال کو یوم الفرقان قرار دیا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"پھر فرماتا ہے "ولیال عشر" اس حصہ آیت میں پھر ایک اور صدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دس تاریک راتوں کے بعد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے معاً بعد اسلام کی ترقی نہ ہوگی وہ فجر (قادیان) کے بعد ظاہر ہو جائے گی، شعاع تو نظر آ جائے گی اور لوگوں کی امیدیں بندھ جائیں گی مگر ابھی رات نہ جائے گی بلکہ ایک صدی کا ابھی وقفہ ہوگا۔

اب اگر ۱۸۹۰ء کو فجر لے لو تو یہ صدی ۱۹۹۰ء تک چلتی ہے......... اس عرصہ میں یقیناً دوبارہ اللہ تعالیٰ کے کسی جلوہ کے ساتھ یوم الفرقان ظاہر ہوگا اور کسی خاص نشان کے ذریعہ احمدیت کو تقویت حاصل ہوگی گو جیسا کہ بدر کی جنگ آخری جنگ نہیں تھی اس کے بعد بھی لڑائیاں ہوتی رہیں اسی طرح اس کے بعد مخالفین سے ہماری لڑائیاں جاری رہیں گی۔ مگر بہر حال احمدیت کو اس وقت تک ایسے رنگ میں غلبہ میسر آ جائے گا کہ دشمن اس کو محسوس کرنے لگ جائے گا"۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۵۲۸)

احمدیت کا شاندار مستقبل

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو دورہ مغرب ۱۹۸۰ء کے دوران ایک صحافی نے احمدیت کے مستقبل کے بارہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:-

"میں اسلام کے ساری دنیا میں غالب آنے کے بارہ میں پر امید ہی نہیں پر یقین ہوں اس لئے بھی کہ حالات اور ٹیکنالوجی تیزی سے حرکت میں ہے"۔

(دورہ مغرب ۱۴۰۰ھ صفحہ ۲۸۹)

ایک اور موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کی ترقیات کے بارہ میں وعدے اور ان کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بہت بڑے وعدے دئے ہیں جنہیں ہم پوری دنیا میں پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ انگریزوں نے ایک وقت میں یہ کہا تھا کہ ان کی وسیع و عریض برٹش کامن ویلتھ پر تو سورج غروب نہیں ہوتا۔ وہ زمانہ اب ختم ہو گیا اب برٹش کامن ویلتھ پر تو سورج غروب ہو سکتا ہے لیکن جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا لیکن خالی یہ چیز نہیں ایک اور چیز بھی ہے جس کا انگریز دعویٰ نہیں کر سکتے تے لیکن جس کا جماعت احمدیہ دعویٰ کر سکتی ہے اور وہ یہ کہ ہر صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو جماعت کو پہلے سے زیادہ کثیر اور پہلے سے زیادہ مضبوط دیکھتا ہے"۔

(احمدی ڈاکٹروں سے بصیرت افروز خطاب)

حضرت مصلح موعودؓ نے احمدیت کے روشن مستقبل کے متعلق ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ:-

"ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے

COMPLIMENTS TO THE AHMADIYYA COMMUNITY ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

MORSONS CLOTHING

Ladies and Children Clothing Specialists in SCHOOL UNIFORMS

Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548

Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road, Greenford

Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip Road, Greenford

Children and Ladieswear Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت پیش کر رہے ہیں۔ دنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے۔ گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں کروڑ گنے زیادہ ہیں لیکن یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے، ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، زمین اپنی حرکت سے رک سکتی ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا۔ قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی۔ پھر دنیا اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں یا انسانوں کی پوجا کو چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی اور باوجود اس کے کہ دنیا کی حالت اس قرآنی تعلیم کو قبول کرنے کے خلاف ہے اسلام کی حکومت پھر قائم کر دی جائے گی۔ ایسی طرح کہ پھر اس کی جڑوں کا ہلانا انسان کے لئے ناممکن ہوگا"۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صـ ۳۲۴)

☆

اوڑھ کر یاد کا لبادہ ہم
بیچ صحرا ہیں ایستادہ ہم
ساتھ چلتے تو کس طرح چلتے
تو ہواؤں میں پاپیادہ ہم
اب تری داستاں کے لفظوں میں
تو بہت کم بچا، زیادہ ہم
درد گویا کوئی سمندر ہے
اور رکھتے ہیں دل کشادہ ہم
تیری باتوں کو مان لیتے تھے
ہائے دل، کس قدر تھے سادہ ہم
یاد ماضی ہمیں عذاب نہیں
بھول جائیں بس ایک وعدہ ہم
بے اثر تیری گفتگو، ناصح!
اس سے ملتے ہیں بے ارادہ ہم

(آصف محمود باسط)

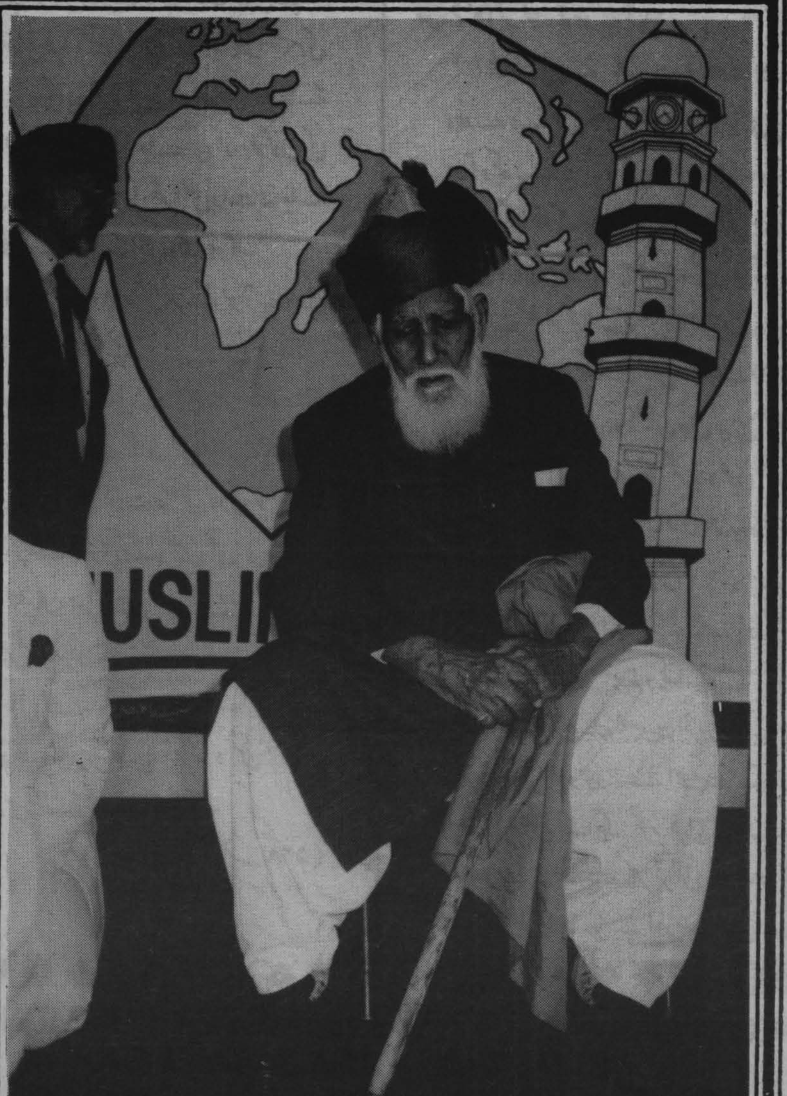

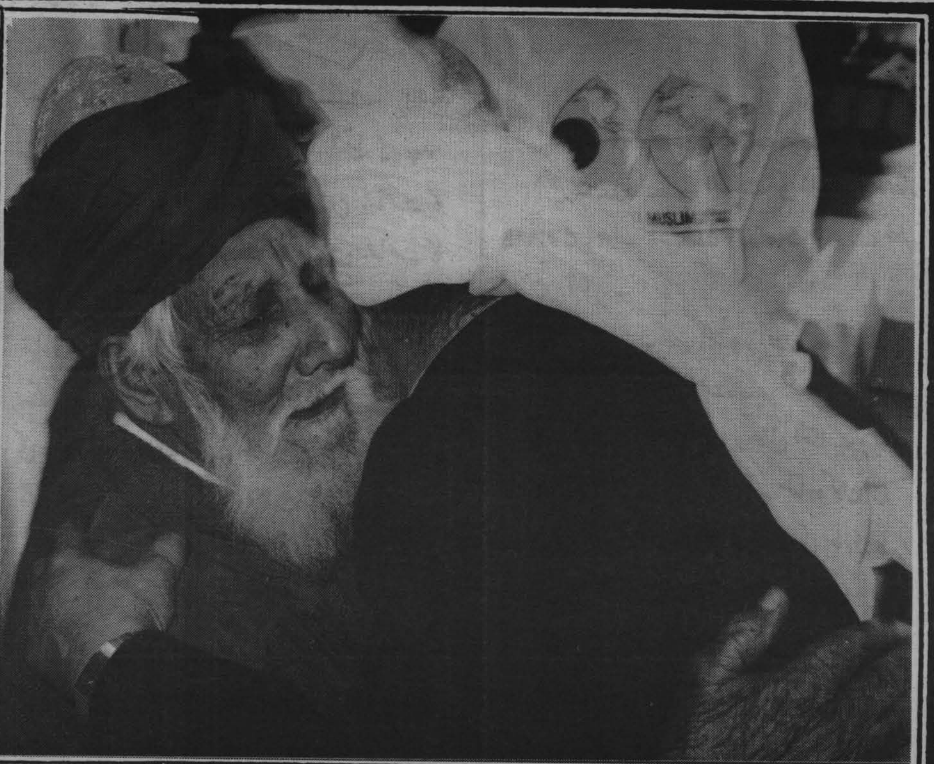

حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی رضی اللہ عنہ (وفات ۱۹ جون ۱۹۹۴ء) کی دو یادگار تصاویر

جستہ جستہ

جرمنی سے مکرمہ رضوانہ حیدر صاحبہ نے جمیل زبیری صاحب کی کتاب "یاد خزانہ" کے دو اقتباسات بھجوائے ہیں جو ہم ان کے شکریہ کے ساتھ قارئین الفضل کی دلچسپی کے لئے شائع کر رہے ہیں۔ جمیل زبیری صاحب ریڈیو پاکستان کے مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہنے کے بعد حال ہی میں ریٹائر ہوئے ہیں۔ ریڈیو پاکستان میں ۲۵ سال گزارنے کی روداد انہوں نے "یاد خزانہ" کے عنوان سے چھاپی ہے۔ یہ کتاب مکتبہ دانیال کراچی نے شائع کی ہے۔ [ادارہ]

علامہ اقبال

"ستر سالہ بوڑھی عورتوں کے انٹرویو نشر کرنے کے سلسلہ میں ایک روز ہم لوگ عطیہ بیگم فیضی کا انٹرویو کرنے پہنچ گئے۔ پہلے تو انٹرویو دینے کو تیار ہی نہ ہوتی تھیں بالآخر ہمارے بہت مصر ہونے پر راضی ہو گئیں۔ مگر انہوں نے صرف پانچ منٹ کی شرط لگا دی۔ وہ بھی ہم نے منظور کر لی۔ اسی دوران ہم نے ان سے علامہ اقبال سے ان کے تعلقات کے بارے میں پوچھا۔ جو جواب انہوں نے دیا وہ ہمارے لئے بڑا حیران کن اور شاید ہمارے قارئین کے لئے بھی ہو۔ انہوں نے اپنی نحیف آواز میں کہا (اس وقت وہ کافی بیمار تھیں اور بہت کمزور ہو گئیں تھیں):-

Oh! Dont talk about that man - He was not a man; he was a devil. He did not believe in God.

یہ کہہ کر وہ چپ ہو گئیں اور آگے ایک لفظ بھی نہیں بولا۔ بہرحال ہم نے یہ ریکارڈ کر لیا تھا مگر ظاہر ہے کہ یہ جملے نشر نہیں کئے جا سکتے تھے۔ اس کی ریکارڈنگ میرے پاس تو نہیں مگر وہ ٹیپ ریڈیو پاکستان کی سینٹرل پروڈکشن کی لائبریری میں موجود ہے اور اس کی کاپی ظفر اقبال کے پاس بھی ہے"۔

(یاد خزانہ صـ ۱۳۶)

پروفیسر عبدالسلام

"ایک روز اخبار سے معلوم ہوا کہ پروفیسر عبدالسلام کراچی آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں نے یاور مہدی سے کہا کہ انہیں انٹرویو کے لئے ضرور بلانا ہے اور ایک فوٹو گرافر کا بھی انتظام کرنا ہے۔ ان سے دن اور تاریخ طے ہو گئی اور وہ اپنی اسی سادگی سے ایک روز ہمارے پاس آ گئے۔

ان کی شان بے نیازی اور سادگی دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ میں زندگی میں بہت کم کسی سے مل کر اتنا متاثر ہوا ہوں جتنا ان سے مل کر ہوا۔ وہ اسٹوڈیو میں میرے سامنے بیٹھے تھے۔ مجھ پر کچھ ایسا رعب طاری تھا کہ ان سے بات کرنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ کچھ ایسا احساس ہو رہا تھا کہ میرے سامنے ایک پہاڑ ہے اور میری حیثیت ایک چیونٹی کے برابر ہے۔ ان کا انٹرویو لینے کے لئے ہم نے عظیم قدوائی کو مدعو کیا تھا۔ چونکہ عظیم قدوائی ایک زمانے میں خود ریڈیو میں رہ چکے تھے وہ ریڈیو اور اس کی ضروریات سے پوری طرح واقف ہیں۔ انہوں نے بڑے نپے تلے سوالات کئے اور پورے انٹرویو میں کہیں بھی ہمیں ایڈیٹنگ نہیں کرنا پڑی۔ انٹرویو کے بعد میں نے ان سے اپنے ساتھ فوٹو کھچوانے کی درخواست کی۔ وہ بخوشی راضی ہو گئے۔ چنانچہ ہم سب کی تصویریں کھچیں۔ اس زمانے تک انہوں نے ڈاڑھی نہیں رکھی تھی اور عمر بھی اتنی نہیں ہوئی تھی۔

مگر اس قوم کی کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ جس کا ایک سپوت دنیا کا مانا ہوا اتنا بڑا سائنسداں ہے۔ وہ مغربی دنیا میں جہاں بھی جاتا ہے لوگ اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں مگر جب وہ اپنے ملک میں آتا ہے تو ہمارا مولویوں کا طبقہ اخباروں میں اس کے خلاف بیان بازی کرتا ہے اور انہیں واپس بھجوانے کے نعرے لگاتا ہے۔ ان کی خطا یہ ہے کہ وہ ایک قادیانی گھرانے میں پیدا ہوئے لیکن علم اور دانشوری مذہب نہیں دیکھتی خدا جس کو چاہتا ہے عقل و سمجھ عطا کرتا ہے۔ ہمیں تو اس بات کی بڑی قدر کرنی چاہئے کہ جب انہیں نوبل انعام ملا تو وہ پاکستانی لباس پہن کر انعام وصول کرنے گئے اور اپنے آپ کو فخر سے پاکستانی کہا اور ہم انہیں فخر پاکستان کہنے کی بجائے ان پر لعن طعن کرتے رہتے ہیں۔

پاکستان میں احمدی مسلم طلبہ کے ساتھ ظلم و ستم کے واقعات

(رشید احمد چوہدری پریس سیکرٹری)

[illegible] احمدی [illegible] اختیار کیا ہے کہ اس کے افراد خرافات میں حصہ نہیں لیتے اور قرآنی حکم "[illegible] معرضون" [illegible] پوری پابندی کرتے ہیں۔ اپنے اوقات کی قدر [illegible] ان کو [illegible] نہیں کرتے۔ اپنے فرائض [illegible] ہے دینی ہوں یا دنیاوی نہایت دیانتداری [illegible] بجا لاتے ہیں [illegible] قوم اور انسانیت کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں۔ [illegible] سے پہلے [illegible] [illegible] ہیں اور [illegible] کامیاب ہو جاتے ہیں [illegible] احمدی طلباء [illegible] دوسرے لوگوں سے الگ پڑھائی میں مصروف رہتے ہیں۔ فضول باتوں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔ ہڑتالوں وغیرہ سے ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ اپنی پڑھائی کو اہمیت دیتے ہیں۔ اسی لئے امتحانات میں اچھے نمبروں سے پاس ہو جاتے ہیں اور اکثر نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ مگر دشمنان احمدیت کو ان کی یہ کامیابیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ وہ احمدیوں کی ترقیات کو دیکھ کر حسد کرتے چلے آئے ہیں۔ لہٰذا آجکل تو جماعت احمدیہ پر حکومت کی طرف سے کئی قسم کی پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ ان کا نشانہ یہ معصوم احمدی طلباء بھی بنتے ہیں۔ ان پر کلاسوں میں آوازے کسے جاتے ہیں اور ان کی جانوں سے بھی زیادہ پیارے عزیزوں، بزرگوں کو غلیظ گالیاں دی جاتی ہیں۔ ان کے کھانے کے برتن علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ کلاسوں میں بیٹھنے سے منع کیا جاتا ہے۔ کالج میں حاضری دینے پر جان سے مار دینے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ بعض اوقات سکول میں صرف احمدی مسلمان ہونے کی بنا پر سب لڑکوں کے سامنے بدنی سزا دی جاتی ہے۔ سکول یا کالج سے اخراج کیا جاتا ہے۔ راہ چلتے اغوا کر کے تشدد کیا جاتا ہے اور پھر کسی ویران جگہ میں زخمی حالت میں پھینک دیا جاتا ہے۔ گھروں پر حملے کئے جاتے ہیں۔ احمدیت کے خلاف جلسے اور جلوس نکال کر احمدی مسلمانوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ غرضیکہ ہر وہ حربہ استعمال کیا جاتا ہے کہ جس سے احمدی طلبہ کی پڑھائی میں رخنہ اندازی ہو۔ احمدی طلبہ انتہائی تحمل سے یہ سب ظلم برداشت کر رہے ہیں اور کسی نہ کسی طرح اپنی پڑھائی جاری رکھے ہوئے ہیں اور اس پر آشوب دور میں کامیابیاں بھی حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ سلسلہ عالیہ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے انہیں ہر امتحان میں سرخرو فرمائے۔

ظلم کے ان سینکڑوں بلکہ ہزاروں واقعات میں سے صرف چند مثالیں ذیل میں نقل کی جاتی ہیں جن سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ احمدیت دشمنی میں پاکستانی علاں اور [illegible] لوگ کس قدر ذلیل حرکات پر اتر آئے ہیں۔ ان میں سے کچھ واقعات ایسے بھی ہیں جو ان طالبعلموں نے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض دعا تحریر کئے۔

سکول سے اخراج

ربوہ سے آمدہ اطلاع کے مطابق تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ایک احمدی طالبعلم حافظ محمد اکبر نے سکول کی اسمبلی میں تلاوت قرآن کریم کی۔ غیر احمدی اساتذہ تلاوت میں [illegible] تھے۔ [illegible] سکول کے انچارج [illegible] ہیڈ ماسٹر کے سامنے [illegible] احتجاج کیا کہ ایک احمدی تلاوت قرآن کریم کرنے کا مجاز نہیں۔ اس طرح احمدی طلباء کو سکول میں تلاوت کرنے سے منع کر دیا گیا۔ احمدی طلباء کو جن کی سکول میں بھاری اکثریت ہے یہ اجازت بھی نہیں ہے۔ اگلے روز انہوں نے حافظ محمد اکبر سے دوبارہ اسمبلی میں تلاوت کے لئے کہا جس پر ہیڈ ماسٹر نے احمدی طالب علم کو سکول سے نکال دیا۔

ہوسٹل میں تکالیف

مکرم جاوید صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں۔
"میں ہوسٹل میں رہتا ہوں۔ احمدی ہونے کی وجہ سے سخت مخالفت ہے کھانا وغیرہ علیحدہ کر دیا ہے۔ لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ میرے لئے یہ تو اپنے ہدایت کی ادائیگی سے توفیق ہے۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ توفیق دے اور میں اپنی پڑھائی پر پوری طرح سے توجہ دے سکوں اور اس طرح اپنا مقصد حاصل کر سکوں"۔

احمدی طالبہ کو ادارے سے نکال دیا گیا

سرگودھا سے اطلاع ملی تھی کہ ایک احمدی طالبہ امۃ الشافی کو ایک تعلیمی ادارے سے نکال دیا گیا ہے۔ اس ادارے کے ڈائریکٹر نے جو خط بچی کے والدین کو لکھا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"سلامتی اس کو جو ہدایت پر ہو۔

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا فرقہ احمدیہ (قادیانی، مرزائی) سے تعلق ہے۔ امت مسلمہ کے جمہور علماء کے فتاویٰ کے مطابق فرقہ احمدیہ کے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ آپ نے ادارے کی انتظامیہ کو دھوکے میں رکھ کر اور اپنی بچی امۃ الشافی کو شعبہ حفظ قرآن میں داخل کروا دیا۔ اس تحریر کے ذریعے خاص طور پر آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ انتظامیہ کا فیصلہ ہے کہ سکول ہذا میں اور خاص طور پر اس کے شعبہ حفظ قرآن مجید میں کسی احمدی بچے کو داخل نہیں کیا جائے گا۔ اسی لئے آپ کی بچی امۃ الشافی کو فوری طور پر سکول سے خارج کر دیا گیا ہے۔

اس فیصلے کے ضمن میں کسی بحث، اپیل یا درخواست کی ہرگز گنجائش نہ ہوگی"۔

ہوسٹل میں برتن علیحدہ کر دیے گئے

☆ عزیز احمد طالبعلم گورنمنٹ [illegible] کالج فیصل آباد اپنے خط میں لکھتے ہیں:۔

"ہوسٹل میں جب میرے احمدی ہونے کا لوگوں کو علم ہوا تو سخت مخالفت ہونے لگی۔ میرے کمرے کے دروازے پر بے ہودہ اور اشتعال انگیز کلمات تحریر کئے جانے لگے۔ آہستہ آہستہ مخالفت اتنی بڑھ گئی کہ مجھے ہوسٹل کے انچارج نے [illegible] ہوسٹل خالی کرنے کا مشورہ دیا۔ خاکسار ایک پاؤں سے معذور ہے جس کا لحاظ کرتے ہوئے اگرچہ مجھے ہوسٹل میں رہنے کی اجازت تو دے دی گئی مگر یہ کہا گیا کہ میں اپنے کھانے کے برتن دوسرے لوگوں کے برتنوں سے الگ رکھوں"۔

——○○——

احمدی طالبعلم کو کلاس میں کھڑا کر کے سزا دی گئی

حاصل پور کے ایک مقامی سکول کے احمدی طالبعلم کو استاد نے کلاس میں کھڑا کر کے بدنی سزا دی اس لئے کہ لڑکے نے کچھ عرصہ پہلے احمدیت قبول کی تھی۔

——○○——

زرعی یونیورسٹی میں احمدی مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ

☆ ان ظلم و ستم کی داستانوں کا سلسلہ چند چھوٹے چھوٹے تعلیمی اداروں تک ہی محدود نہیں بلکہ ان میں ملک کی نامور یونیورسٹیاں بھی شامل ہیں بلکہ بعض لحاظ سے یہ [illegible] بہت آگے [illegible] چنانچہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے آمدہ [illegible] کے مطابق [illegible] نام کا [illegible] ساں کر رہا ہے [illegible] سوشل بائیکاٹ کروا رہے ہیں [illegible] اداروں سے [illegible] چنانچہ اس [illegible] میں [illegible] جھوٹ [illegible] لٹریچر [illegible] احمدی مسلمان [illegible] جا چکا [illegible] (Mo[illegible]) [illegible] کے [illegible]

[illegible] کیا ہے [illegible] کے [illegible] ہو کر [illegible] اور [illegible] یوں کر [illegible] اجازت [illegible] چنانچہ انہوں نے [illegible] کیا۔ ایک [illegible] ہوا۔ اس [illegible] صاحب [illegible] گئے۔ انہوں نے [illegible] احمدی طلبہ کے کھانے کی میز [illegible] دیئے جائیں۔ [illegible] علیحدہ کر [illegible] پر [illegible] احمدی [illegible]

——○○——

☆ احمدی طالبعلم کو ہوسٹل چھوڑنے کا مشورہ

ایک رپورٹ کے مطابق ایک احمدی طالبعلم اے ایچ ناصر کو بعض طلبہ نے رستے میں روک کر گالیاں دیں۔ پھر دھکے دیئے اور ہوسٹل چھوڑنے کو کہا۔ احمدی طالبعلم نے وارڈن کے پاس اس [illegible] کی شکایت کی تو انہوں نے مشورہ دیا کہ ہوسٹل چھوڑ دینے میں ہی عافیت سمجھیں اور کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں۔

——○○——

☆ احمدی طالبعلم کو دھمکی احمدیت چھوڑ دو ورنہ جان سے مار دیئے جاؤ گے

جڑانوالہ سے ایک طالبعلم لکھتے ہیں:۔
"میں گورنمنٹ کالج جڑانوالہ کا طالبعلم ہوں۔ میں نے داخلہ فارم میں مذہب کے خانہ میں "اسلام" لکھ دیا جس کا علم [illegible] تنظیم کے ارکان کو ہو گیا۔ انہوں نے مجھے ڈرایا، دھمکایا اور کہا کہ اگر تم احمدیت چھوڑنے کا اعلان نہ کرو گے تو جان سے مار دیئے جاؤ گے۔ تقریباً دو ماہ سے کالج نہیں جا سکا ہوں۔ اور میرا بہت تعلیمی نقصان ہو [illegible]

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
348, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 9081

[illegible]
MEDINA
[illegible]

ہے۔ آپ سے دعا کی درخواست ہے"۔

☆احمدی طالب علم کو کمرہ امتحان سے نکال دیا گیا

ٹنڈو جام زرعی یونیورسٹی کے ایک احمدی طالبعلم کو کلاسوں میں اسلامیات کا مضمون لینے کی اجازت نہ دی گئی اس لئے کہ وہ احمدی ہے اور پاکستان کے آئین کے مطابق "غیر مسلم" ہے۔ اسلامیات کے پروفیسر صاحب کے اصول کے مطابق کوئی غیر مسلم اسلامیات کی تعلیم حاصل نہیں کر سکتا۔ اس طرح احمدی طالبعلم کو کلاسوں میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ احمدی طالبعلم نے اس ناجائز پابندی کے خلاف وائس چانسلر سے شکایت کی جس نے فیصلہ دیا کہ وہ اسلامیات کی تعلیم حاصل کر سکتا ہے اس طرح اس کو کلاس میں شامل ہونے کا موقع ملتا رہا مگر امتحان کے دن پروفیسر مذکور نے اس کے ہاتھ سے پرچہ چھین کر کمرہ امتحان سے باہر نکال دیا اور کہا کہ تم غیر مسلم ہو اس لئے اسلامیات کا پرچہ نہیں دے سکتے۔

پنجاب یونیورسٹی کی ایک احمدی طالبہ کے خلاف مخالفین کی کاروائیاں

پنجاب یونیورسٹی کی ایک احمدی طالبہ اپنے خط میں لکھتی ہیں:-

"میں پنجاب یونیورسٹی کے ایک ہوسٹل میں مقیم ہوں، جہاں پنجاب کے دیگر تعلیمی اداروں کی طرح احمدی مسلمانوں کے خلاف مخالفین کی کاروائیاں عروج پر ہیں اور احمدی طلبہ کو ہر طرح سے ہراساں کرنے کی سازش ہوتی رہتی ہے۔ جونہی میرے احمدی ہونے کا علم دیگر طلبا کو ہوا میرے خلاف نفرت کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ مجھے دیگر طالبعلموں سے الگ ایک کمرہ میں منتقل کر دیا گیا اور کہا گیا کہ میں دیگر طلبہ کے ساتھ مل کر نہ تو بیٹھ سکتی ہوں اور نہ ہی کھانا کھا سکتی ہوں اگر کھانا کھانا ہے تو اپنے برتن علیحدہ رکھوں۔ ان حالات میں میری پڑھائی پر بہت اثر ہو رہا ہے۔ اس لئے پریشان ہوں اور درخواست دعا کرتی ہوں کہ دعا کریں کہ اگر خدا تعالیٰ کو مجھے کسی امتحان میں ڈالنا مقصود ہے تو وہ اپنے فضل سے مجھے سرخرو کر دے"۔

اقبال میڈیکل کالج اور انجینئرنگ یونیورسٹی کے واقعات

☆ مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ایک احمدی مسلمان طالبعلم جو انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے ہونہار طالبعلم ہیں کے گھر پر ۱۰، ۱۲ نوجوان طالبعلم آئے اور دروازے پر دستک دی اور اسے باہر بلایا۔ جونہی وہ دروازہ سے باہر آئے ان نوجوانوں نے اسے پکڑا اور زدو کوب کرنا شروع کر دیا۔ ہنگامہ سن کر ان کے والد بھی باہر تشریف لائے اور اپنے بیٹے کو بچانے کی کوشش کی مگر ظالموں نے ان کو بھی مارنا شروع کر دیا اور شدید زخمی کر دیا۔ کئی راہ گیروں نے یہ سارا واقعہ دیکھا مگر کسی نے جرات کر کے ان کو ان ظالموں کے چنگل سے نہ چھڑایا۔ اسی اثناء میں پولیس کے دو اہل کار جو ادھر سے گزر رہے تھے وہاں پہنچے اور حملہ آوروں کو مشورہ دیا کہ باپ بیٹے دونوں کو پکڑ کر تھانے لے چلو۔ چنانچہ زخمی حالت میں ہی انہیں تھانہ لے گئے جس کے بعد ان دونوں پر تبلیغ کرنے کی وجہ سے نیز اہانت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الزام میں زیر دفعہ ۲۹۵ / سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ اس دفعہ کے تحت جرم کی سزا موت مقرر ہے۔

پرچہ درج کرنے کے بعد ان دونوں کو قریبی ہسپتال میں علاج کے لئے لے جایا گیا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ احمدی نوجوان کے والد صاحب کے ایک بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اسی اثناء میں یہ ظالموں کا ٹولہ بھی وہاں پہنچ گیا اور ہسپتال کے عملہ سے کہا کہ ان زخمیوں کا علاج نہ کریں چنانچہ بغیر صحیح علاج کے ان کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔

اسی کیس کے سلسلہ میں ایک اور بات نوٹ کرنا ضروری ہے کہ ۴ نومبر ۱۹۹۳ء کو اقبال میڈیکل کالج کے طالبعلموں کے گروہ نے ایک احمدی ڈاکٹر کو ہسپتال کے اندر پکڑ کر نیچے گرایا اور مارا اور انہیں بتایا گیا کہ ان کے ساتھ یہ سلوک اس لئے کیا گیا ہے کہ انہوں نے احمدی طالبعلم اور ان کے والد کو طبی امداد بہم پہنچانے میں مدد کی تھی۔

ان حملہ آوروں نے ڈاکٹر صاحب کو احمدیت سے تائب ہونے کے لئے کہا اور دھمکی دی کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ان کے لئے نتائج خطرناک ہو سکتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے پرنسپل کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا مگر پرنسپل نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ معاملہ کو پولیس میں لے جانے سے گریز کریں۔

☆ احمدی طالبعلم کا اغوا اور تشدد

مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ایک احمدی طالب علم کو دارالحمد نیو مسلم ٹاؤن لاہور سے چند نوجوانوں نے اغوا کیا اور ایک بند ویگن میں بٹھا کر ویران جگہ لے جایا گیا جہاں ان پر خوب تشدد کیا گیا اور پھر برلب سڑک زخمی حالت میں پھینک کر وہ لوگ فرار ہو گئے۔

☆ اغوا اور تشدد کا ایک اور واقعہ

مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ایک احمدی مسلمان نوجوان جو علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور کے طالبعلم ہیں کالج سے امتحان دے کر باہر نکلے تو چند نوجوانوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور اٹھا کر ایک ویگن میں ڈالا اور خوب تشدد کیا۔ بعد میں ایک ویران جگہ چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

☆ احمدیت کے خلاف مہم

مورخہ ۲ نومبر ۱۹۹۳ء کو علامہ اقبال میڈیکل کالج کے چند طلباء نے کلاسوں کا بائیکاٹ کیا اور مطالبہ کیا کہ احمدی طالبعلموں کو کالج سے نکالا جائے۔ نیز احمدیت کے خلاف ہینڈ بل بھی تقسیم کئے۔

☆ احمدی طالب علم کو دھمکی دی گئی کہ کالج نہ آنا

مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۳ء کو اقبال میڈیکل کالج کے ایک طالبعلم کو چند نوجوانوں نے ڈرایا، دھمکایا اور کہا کہ احمدیت سے تائب ہو جاؤ ورنہ تمہارا برا حال کریں گے اور یہ بھی کہا کہ آئندہ کالج نہ آنا۔ چنانچہ اس احمدی طالبعلم نے اپنے امتحان پولیس کی حفاظت میں دئے یہ طالب علم اپنے خط میں لکھتے ہیں:-

"تقریباً ۳ ماہ سے میں کالج نہیں جا سکا ہوں۔ چند دن پہلے پرنسپل سے ملاقات کر کے انکو ان لوگوں کی دھمکی وغیرہ سے مطلع کیا اور پورے حالات بتائے مگر انہوں نے کہا ہے کہ ابھی چند دن اور ٹھہر جاؤ پھر بتاؤں گا کہ تم کیا کرو۔

آج کل کالج کا ماحول بہت خراب ہو چکا ہے۔ طلبہ کی مختلف تنظیمیں جلوس نکال رہی ہیں اور مطالبات کر رہی ہیں کہ جن طلباء کو غنڈہ گردی میں پکڑا گیا ہے انہیں رہا کر دیا جائے۔ اس لئے صورت حال سازگار نہ ہونے کی وجہ سے میں فی الحال پڑھائی جاری نہیں رکھ سکتا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائش کی ہر گھڑی میں ثابت قدم رکھے اور ہماری تعلیمی کمی کو اپنے فضل سے دور فرمائے"۔

☆ ایک احمدی طالب علم اور ان کے والد کو زدو کوب کیا گیا

(لاہور) مورخہ ۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو پونے چار بجے سہ پہر ایک طالب علم کے گھر پر چند نوجوانوں نے دستک دی۔ جونہی وہ دروازے سے باہر آئے حملہ آوروں نے ان کے چہرے پر مٹی پھینکی اور پھر انہیں پکڑ کر بری طرح مارنا شروع کر دیا۔ شور و غل سن کر ان کے والد صاحب بھی باہر نکلے تو ظالموں نے ان کو بھی پکڑ کر مارا۔ بتایا جاتا ہے کہ حملہ آوروں کی عمریں ۲۰ تا ۲۵ سال تھیں اور وہ تعداد میں چھ تھے۔

ہنگامہ کی آواز سن کر ہمسائے اپنے گھروں سے نکلے تو حملہ آور اپنے موٹر سائیکلوں پر بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ ان کے خلاف فیصل ٹاؤن پولیس سٹیشن میں رپورٹ درج کروانے کی کوشش کی گئی۔ ایک موٹر سائیکل کا رجسٹریشن نمبر بھی جو پڑھ لیا گیا تھا پولیس کو مہیا کیا گیا مگر اس کے باوجود پولیس نے رپورٹ درج کرنے سے انکار کر دیا۔

☆ احمدی طالب علموں پر ہوسٹل میں حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا گیا اور قیمتی سامان تباہ کر دیا گیا

مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو دوپہر ڈیڑھ بجے کے لگ بھگ ایک احمدی طالبعلم اپنے ہوسٹل کے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے کہ اچانک آٹھ دس نوجوان ہاتھوں میں آتشیں اسلحہ لئے اندر داخل ہوئے اور دیگر احمدی

BEST WISHES TO THE AHMADIYYA COMMUNITY
ON ITS 29TH JALSA SALANA UK

Kenssy

Fried
Chicken

589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

طلبہ کے بارے میں پوچھا کہ کہاں ہیں۔ اسی دوران ایک اور احمدی طالبعلم بھی کینٹین سے کھانا کھا کر تشریف لے آئے۔ ان دونوں کو حملہ آوروں نے پکڑ کر خوب مارا اور ایک کو شدید زخمی کر دیا۔ حملہ آور ان سے کہتے رہے کہ احمدیت سے تائب ہونے کا اعلان کرو ورنہ خوب پٹائی ہوگی۔ اور حملہ آور جس کے ہاتھ میں گن تھی اس نے دھمکی دی کہ اگر ذرا بھی شور مچایا تو دونوں کو جان سے مار دیا جائے گا جس وقت کچھ حملہ آور ان کو زدوکوب کر رہے تھے ان کے ساتھیوں نے طالبعلموں کی قیمتی اشیاء ٹیلی ویژن، ریفریجیریٹر وغیرہ توڑ دیا اور کتب پھاڑ کر فرش پر پھینک دیں۔

اسی اثناء میں ایک تیسرے احمدی طالبعلم بھی وہاں آگئے جو حملے کے وقت باتھ روم میں گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کو بھی زدوکوب کیا گیا۔ ہنگامے کا شور سن کر ان کے ساتھی طالبعلم اپنے کمروں سے باہر نکلے تو حملہ آوروں نے انہیں کہا کہ فوراً اپنے اپنے کمروں میں چلے جائیں ورنہ ان کو گولی مار دی جائے گی۔ چنانچہ وہ واپس اپنے کمروں میں چلے گئے۔

تینوں احمدیوں کو شدید زخمی کرنے کے بعد اور ان کا سامان تباہ کرنے کے بعد حملہ آور فرار ہو گئے۔ پولیس میں ان کے خلاف رپورٹ درج کرا دی گئی مگر ابھی تک کسی گرفتاری کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

—○○—

☆ احمدی طالبعلموں کو تعلیمی اداروں میں داخلہ سے روکنے کے لئے پراسپیکٹس میں حلفیہ بیانات

احمدی طالبعلموں کو تعلیمی اداروں سے روکنے کے لئے بعض اداروں نے اپنے پراسپیکٹس میں ایسی شرائط عائد کر دی ہیں کہ احمدی طالبعلم ان اداروں میں داخلہ نہ لے سکیں۔ مثال کے طور پر گورنمنٹ کالج جھنگ کے ہوسٹل کے داخلہ فارم میں امیدوار کو حلفیہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس کا جماعت احمدیہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ داخلہ فارم کی شق نمبر ۹ یوں ہے:۔

"۹۔ میرا قادیانی جماعت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے"

اسی طرح گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن فیصل آباد کے پراسپیکٹس کے آخری صفحہ پر حلفیہ بیان برائے مسلم طلبہ و طالبات میں یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ:۔

"میں حلفیہ بیان کرتا/کرتی ہوں کہ ...... میں کسی ایسے شخص کا/کی پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو اور نہ ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا/مانتی ہوں۔ نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا/رکھتی ہوں اور نہ ہی خود کو احمدی کہتا/کہتی ہوں"۔

اسی طرح حلفیہ بیان برائے غیر مسلم طلبہ و طالبات کے ضمن میں اسے مندرجہ ذیل اقرار کرنا ہوگا:۔

"میں حلفیہ اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ میں اقلیتی گروپ (مذہب کا نام......) سے تعلق رکھتا/رکھتی ہوں اور خود کو امت مسلمہ میں شمار نہیں کرتا/کرتی۔ (اقلیتی امیدوار ہونے کی صورت میں مشن کے سربراہ کا تصدیقی سرٹیفیکیٹ منسلک کریں)

اس طرح گویا احمدی مسلمانوں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ خود کو غیر مسلم قرار دیں اور اگر کوئی احمدی اپنے دین کا اظہار کر کے مذہب کے خانہ میں "اسلام" کا لفظ لکھ دیتا ہے تو اس پر مقدمات درج کئے جاتے ہیں اور عدالتوں میں اسے گھسیٹا جاتا ہے۔

ان شدید ذہنی اور نفسیاتی دباؤ اور نامساعد حالات میں جس عزم، صبر اور حوصلے اور توکل کے ساتھ احمدی طلباء تحصیل علم کے جہاد میں مصروف ہیں۔ اور جس طرح وہ اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے ثابت قدمی سے ان سب مشکلات کا مقابلہ کر رہے ہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے اور وہ یقیناً ہم سب کی دعاؤں کے حقدار ہیں۔

اے مسیح محمدی کے غلام احمدی طالب علمو! یقین رکھو آزمائشوں کا دور ختم ہو جائے گا اور علیم و خبیر خدا خود آپ کے علم اور معرفت میں ترقی عطا فرمائے گا اور حجت اور برہان کے رو سے آپ کو سب پر غلبہ عطا ہوگا۔ یہ خدا کے وعدے ہیں جو اس نے مسیح محمدی علیہ السلام سے فرمائے اور کون ہے جو خدا کے ارادوں کو ٹال سکے۔

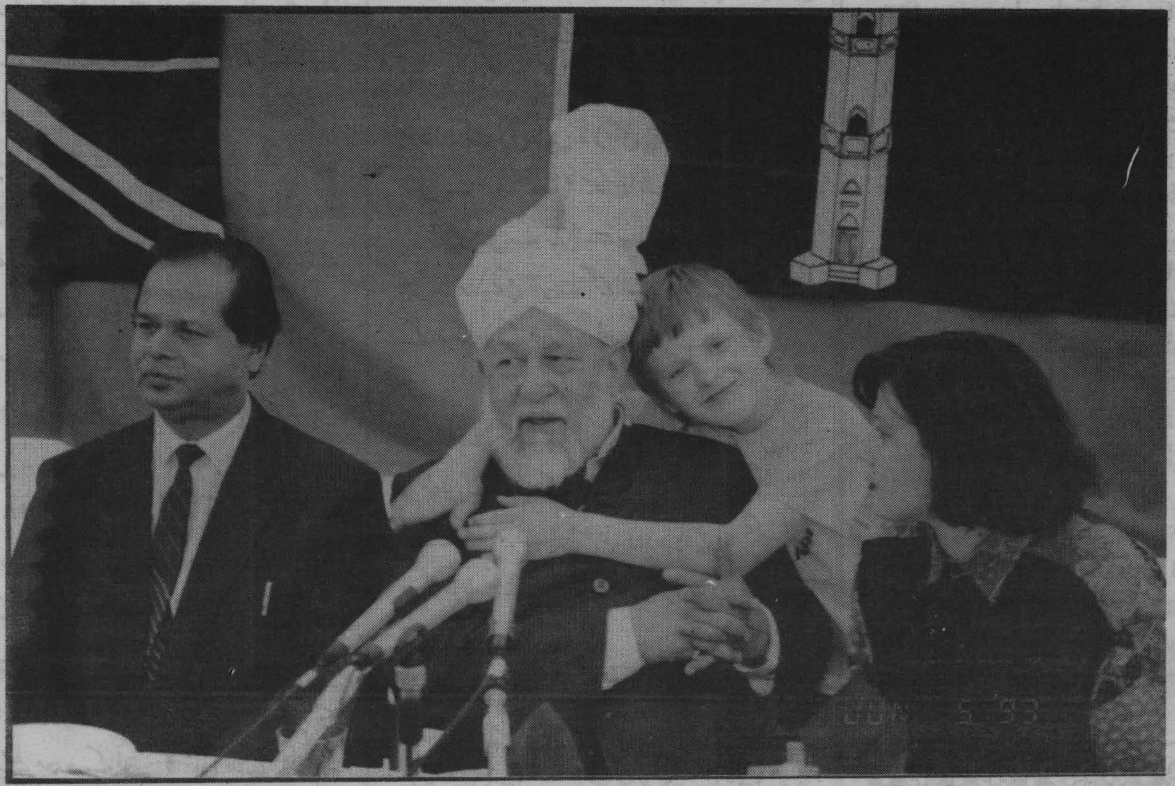

دل دیا ہے تو اب اتنا کر دے   اس کو کچھ اور کشادہ کر دے
بھر نہ جائے کہیں سہلانے سے   زخم کو اور بھی گہرا کر دے
کہیں ایسا نہ ہو میرا سایہ   تیری تصویر کو دھندلا کر دے
پھر پس پردہ گرد ایام   کوئی لمحہ نہ اشارا کر دے
میں ہوں شرمندہ خواب غفلت   مر چکا ہوں مجھے زندہ کر دے
بھول جائے نہ مرا نام مجھے   اس کو الزام پہ کندہ کر دے
فرط حیرت سے کہیں آئینہ   تیری صورت کو نہ سجدہ کر دے
چڑھ بھی اے آنکھ کے سچے سورج   اب تو پلکوں پہ اجالا کر دے
مل نہ جائے کہیں آوازوں میں   میری آواز کو رسوا کر دے
مجھ کو ڈر ہے کہ یہ میرا آنسو   تیرے دامن کو نہ میلا کر دے
میں تجھے دل تو دکھا دوں مظفر
تو اگر اس کا نہ چرچا کر دے

(چودھری محمد علی مظفر)

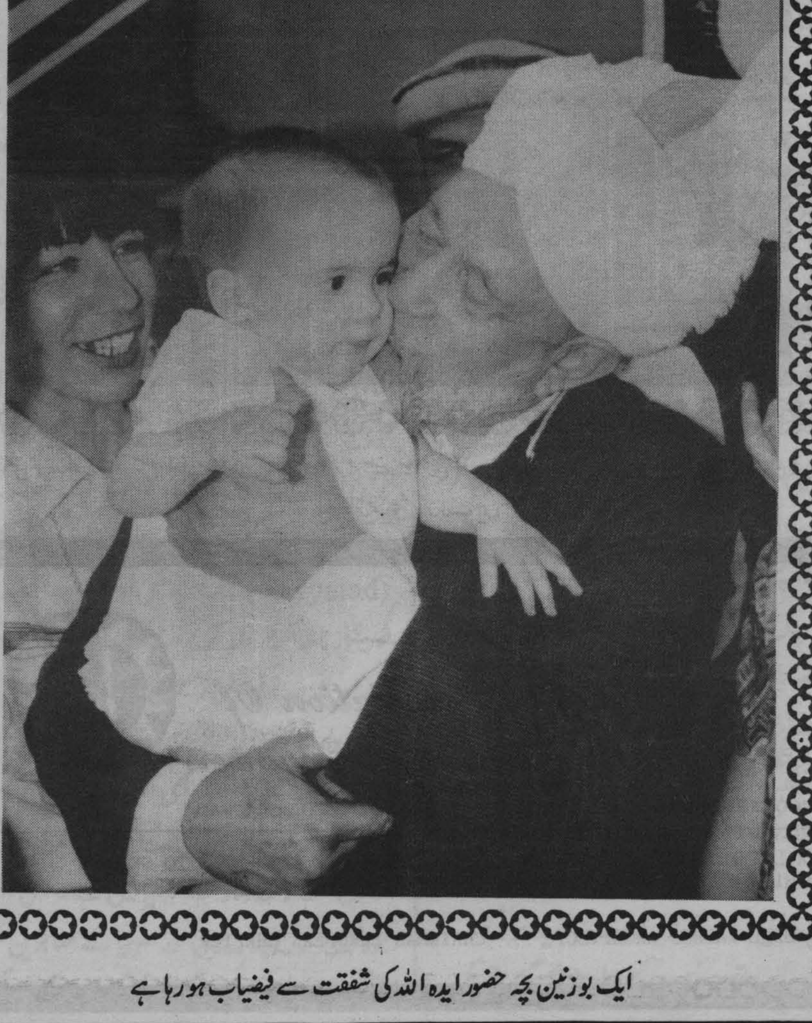

ایک بوزنین بچہ حضور ایدہ اللہ کی شفقت سے فیضیاب ہو رہا ہے

جدید طبّی تحقیقات

(ڈاکٹر مسعود احمد مجوکہ۔ لندن)

انسانیت کو تا قیامت پیش آنے والے مسائل کا حل پیش کرنے والی کتاب، قرآن مجید میں انسانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ "کھاؤ اور پیو لیکن اسراف مت کرو"۔ ضرورت سے زیادہ کھانا پکانا یا ضرورت سے زیادہ کھانا بے جا اسراف کی قسمیں ہیں۔ ظاہر ہے بے جا اسراف کے نقصانات بھی ہونگے۔ ان میں سے ایک نقصان انسانی صحت کے لئے بھی ہے۔ حدیث شریف میں بھی انسانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے زریں اصول بیان فرمادیا گیا ہے کہ ابھی کچھ بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لو۔ اس سے بہتر اصول نہ بنا ہے نہ بن سکے گا۔ بڑے بوڑھوں کو بھی ہم نے کہتے سنا ہے کہ تمام بیماریوں کی جڑ معدے میں ہے۔

نئی تحقیق سے کچھ حقائق سامنے آئے ہیں جو کہ ہدیہ قارئین ہیں:-

☆ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ایک آسٹریلوی ڈاکٹر کی شروع کی جانے والی تحقیق سے معدے کے السر کی وجوہات کے بارے میں انقلابی نئی باتوں کا پتہ چلایا گیا۔ ان میں سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ معدہ کے اکثر السر جراثیم H. Pylori نامی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے معدہ کے السر کا شافی علاج معلوم نہ تھا۔ اب چند دواؤں کی مدد سے چار ہفتے میں معدہ کے اکثر السر سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے۔

اب مزید نئی تحقیق سے جو کہ ٹوٹنگ لندن کے سینٹ جارجز ہسپتال میں جاری ہے، یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ H. Pylori صرف معدہ ہی خراب نہیں کرتا بلکہ ایسے لوگوں میں جن کے معدے میں یہ جراثیم موجود ہیں دل کی بیماری ہونے کے دگنے مواقع موجود ہیں۔ اس جرثومہ کا دل پر براہ راست تو کوئی اثر نہیں پایا گیا مگر معدے کے راستے یہ دل پر منفی اثرات پیدا کرتا ہے۔ (شاید پالوری نے کسی خاتون سے سن لیا ہوگا کہ خاوند کے دل کا راستہ اس کے معدے میں سے ہو کر گزرتا ہے!)۔

اس تحقیق سے اس پرانی حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملی ہے کہ کیوں معدے اور دل کی امراض ایک ہی مریض میں بیک وقت پائی جاتی ہیں۔ ایچ۔ پالوری کے لمبا عرصہ معدے میں رہنے سے معدے میں سوزش پیدا ہوتی ہے۔ اس سوزش کے نتیجہ میں خون میں کچھ ایسی پروٹینز پیدا ہو جاتی ہیں جو کہ خون کے انجماد میں مدد دیتی ہیں۔ خون کے انجماد (Clotting) کا سب سے زیادہ نشانہ دل کی شریانیں بنتی ہیں جو کہ انجائنا اور ہارٹ اٹیک کا باعث ہیں۔

اس سے قبل ۱۹۹۰ء میں گلوسٹر انگلینڈ کے ایک جی۔ پی۔ نے یہ بات نوٹ کی تھی کہ ایچ۔ پائیلوری کے مریضوں میں عموماً بلڈ پریشر کی زیادتی پائی جاتی ہے۔ اس نکتہ پر مزید تحقیق مندرجہ بالا ہسپتال میں جاری ہے۔

—○○—

اسلامی تعلیم کی رو سے، جس کی بنیاد قرآن حکیم پر ہے، ماؤں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو بچہ کو اپنا دودھ پلائیں۔ اس سلسلہ میں قرآن میں واضح طور پر مدت کا تعین بھی کیا گیا ہے۔ طبّی دنیا کافی سر کھپائی اور نقصان اٹھانے کے بعد اس نکتہ پر لوٹ آئی ہے کہ ماں کا دودھ بچہ کے لئے ناگزیر ہے۔

ابھی حال ہی میں تقریباً ۱۴ ہزار خواتین پر ہونے والی ایک تحقیق کے نتائج سامنے آئے ہیں۔ اس تحقیق کی رو سے ایسی خواتین جنہوں نے اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلایا تھا وہ چھاتی کے سرطان کا شکار نہیں ہوئیں یا بہت کم ہوئی ہیں۔ ان خواتین کی نسبت جنہوں نے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلایا۔ چھاتی کا سرطان ترقی یافتہ ممالک کی جوان خواتین میں موت کی وجہ نمبر ایک ہے! اس تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جتنا لمبا عرصہ کسی خاتون نے اپنے بچہ کو اپنا دودھ پلایا ہے اتنا ہی زیادہ وہ سرطان سے بچی رہیں۔ (یعنی چھ ماہ سے لے کر دو سال کے عرصہ تک) سبحان اللہ!

اس تحقیق کے نتائج سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بچہ پیدا کرنے کی عمر سے گزرنے والی خواتین میں چھاتی کے سرطان کے مواقع دونوں گروپوں میں یکساں ہیں مگر........ ہم اسے بلا تبصرہ چھوڑتے ہیں۔

یہ بات بھی بے محل نہ ہوگی کہ بہت سال پہلے ڈاکٹروں نے ماؤں کو ہدایت کی تھی کہ وہ ۲۴ گھنٹے میں اپنے بچے کو صرف پانچ مرتبہ دودھ پلائیں۔ لیکن اب سب یہ بات مانتے ہیں کہ جب بھی بچہ دودھ مانگے تو ماں اسے دودھ پلائے۔

اسی طرح ایک اور تحقیق کے نتائج بیان کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ایک بیماری پائی جاتی ہے جس کا نام Multiple Sclerosis ہے۔ یہ عموماً جوان خواتین کو اپنا شکار بناتی ہے۔ جسم کے مختلف حصوں پر فالج کا حملہ ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے ہاتھ پیر اور دوسرے اعضاء کو اپنا شکار بناتی ہے۔ جسم کے مختلف حصوں پر فالج کا حملہ ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے ہاتھ پیر اور دوسرے اعضاء اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بیماری انتہائی تکلیف دہ ہے اور پندرہ بیس سال کے عرصہ میں مریض کو کافی تکلیف دہ موت کا شکار بناتی ہے۔

اٹلی میں ہونے والی ایک تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسے افراد جن کو ان کی ماؤں نے بچپن میں اپنا دودھ پلایا تھا وہ اس مرض کا شکار بہت کم ہوئے ہیں۔ تقریباً دو سو مریضوں پر ہونے والی اس تحقیق کے نتائج اس سال ماہ مئی میں منظر عام پر آئے۔ یہاں بھی یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ دودھ پینے کے عرصہ کا براہ راست تعلق بیماری ہونے سے پایا گیا۔ یعنی جس بچے نے جتنا زیادہ عرصہ اپنی ماں کا دودھ پیا اس میں اس بیماری کا حملہ ہونے کے ممکنات اتنی ہی کم ہو گئے۔ اس کی کئی ممکن وجوہات خیال کی جاتی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ گائے کا دودھ پینے والے بچوں میں Unsaturated Fatty Acids کی مقدار بہت کم ہوتی ہے اور دوسرا دماغ کے Grey Matter (یعنی حقیقی دماغ) کی ترکیب بھی مختلف پائی گئی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ماں کا دودھ بچے کے دفاعی نظام کو تقریباً ناقابل تسخیر بنا دیتا ہے۔

بقیہ وہیری کے اعتراضات کے جوابات از صفحہ ۴

and other data fail to support its claim. Differences in style from I Peter create insuperable difficulties for the new that the two epistles have a common author. Although both ae probably pseudonymous, a strong case can be made for the authenticity of I Peter. The possibility of Petrine authorship is definitely eliminated by data which locate the second epistle in the second century (a) the incorporation of Jude as its second chapter; (b) the author's implicit classifications of himself with a generation to whom "the fathers" were known by tradition (3:2,4);(c) the recognition of Paul's letters as scripture (3:16);(d) the allusion to heretical misuse of Paul's letters (3:16).

Because he felt he wrote in Peter's spirit, this unknown christian leader of the second century felt justified in attributing what he wrote to Peter. That this was legitimate by current literary standards is shown by the titles of other second-century such as the gospael of Peter, the Acts of Peter, the teaching of the Peter and the preaching of Peter. Peter symbolized original and authoratative Christianity. By his authority, therfore, our author condamned peresey.

The Interpreter's Bible
NewYork, Abingdon Press
Nashville. Vol. XII

اس حوالہ میں مضمون نگار نہ صرف اس بات پر مجبور ہوا ہے کہ پطرس حواری کی طرف منسوب دوسرا خط پطرس حواری کا نہیں بلکہ کسی غیر معلوم شخص نے دوسری صدی میں لکھ کر پطرس کی طرف منسوب کیا ہے بلکہ یہ بھی چلتے چلتے تسلیم کر لیا ہے کہ پطرس کا پہلا خط بھی دراصل پطرس حواری کا خط نہیں ہے لہٰذا نہ چار اناجیل اور نہ ہی اناجیل کے علاوہ نئے عہد نامہ کی دوسری تحریرات حضرت مسیحؑ کی ہیں نہ ہی حضرت مسیحؑ کے حواریوں کی بلکہ بعد کی تحریرات ہیں جن میں سے بعض حواریوں کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔

(باقی اگلے شمارہ میں)

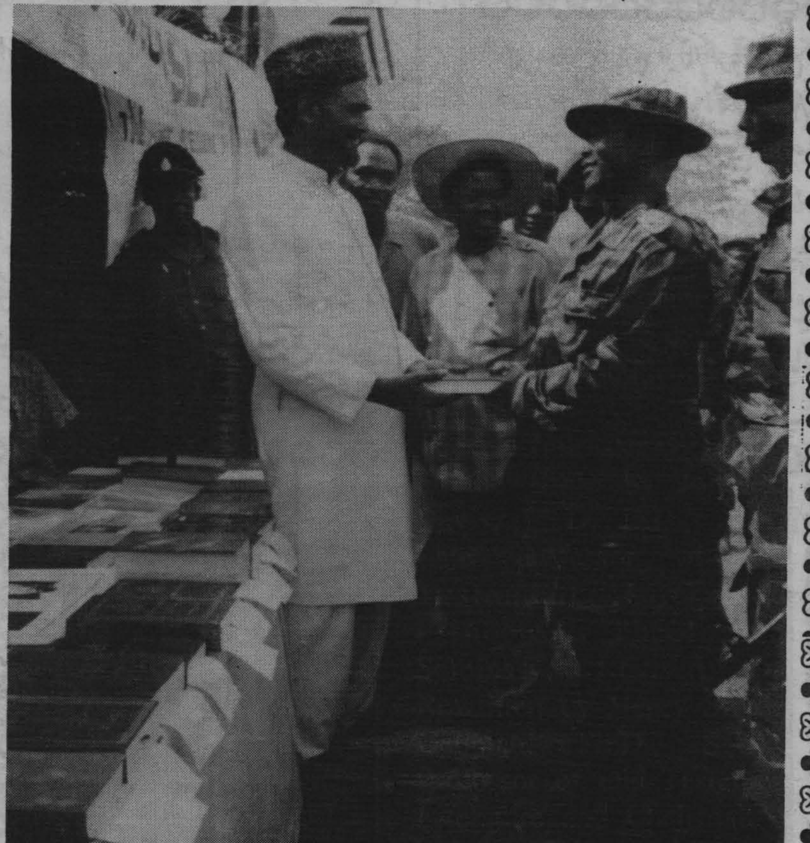

مکرم خوشی محمد صاحب شاکر مبلغ سلسلہ سیرالیون، جناب عبدالکریم سیسے، سیکرٹری آف سٹیٹ برائے زراعت، سیرالیون کو مینڈھے زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

International Association Of
Ahmadi Architects And Engineers

EUROPEAN CHAPTER
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL
TEL: 01-870-8517

ALL THE AHMADI ARCHITECTS AND ENGINEERS ARE REQUESTED TO SEND THIER PARTICULARS, FOR REGISTRATION , AT THE ABOVE ADDRESS.

ABDUL RASHID ARCHITECT
CHAIRMAN EUROPEAN CHAPTER

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است

[بوزنین مہاجرین کی امداد کے لئے ہنگری اور کروشیا کے بعض کیمپوں کے دورہ کا مختصر تذکرہ]

(طارق محمود احمد - بی - ٹی -)

۴ فروری ۱۹۹۴ء کو حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات اور راہنمائی میں مجلس خدام الاحمدیہ یو۔ کے۔ کے زیر اہتمام ایک قافلہ بسلسلہ امداد انسانیت بعض اہم اور ضروری اشیاء لے کر سابق یوگوسلاویہ کے مظلوم باشندگان کے لئے روانہ ہوا۔ علاوہ ممبران کارواں کے پانچ خدام، تین ممبرات لجنہ اماء اللہ اور ایک طفل بھی وقف عارضی کے تحت ہنگری روانہ ہوئے۔ ہنگری سے مربی سلسلہ پولینڈ مکرم حامد کریم صاحب نے بھی بوڈاپسٹ پہنچ کر کارواں کی رونق بڑھائی۔

ہنگری کیمپ

دو کیمپ جن میں سے ایک Nagyatad اور دوسرا Csongrad میں واقع ہے کا دورہ کیا گیا۔ دونوں کیمپوں میں بہت محدود آسائشیں تھیں۔ گو بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض سہولتیں میسر تھیں۔ دونوں کیمپوں میں سولہ سال کی عمر تک کے بچوں کے لئے ایک ایک سکول قائم تھا۔ مگر اس سے بڑی عمر کے لئے کوئی تعلیمی درسگاہ نہیں تھی۔ بڑے کیمپ میں ایک ہسپتال بھی تھا جس میں محدود حفاظتی آسائش تھی۔ عمومی طور پر رہائش قابل برداشت تھی گو جگہ بہت تنگ تھی۔

تمام مخالفانہ حالات کے باوجود، مہاجرین نے ہمارا گرم جوشی سے استقبال کیا اور کیمپ کے بچے، باوجودیکہ زبان اور گفتگو کرنے میں مشکلات تھیں ہمارے ساتھ ساتھ بخوشی چلتے۔ ہم جہاں جہاں بھی گئے۔ ہر شخص نے ہمیں روایتی بوزنین کافی کی پیش کش کی جسے بخوشی قبول کیا۔ اور ہمیں پہلی دفعہ احساس ہوا کہ "نیس کیفے" (Nescafe) کا ذائقہ محض پانی جیسا ہے۔

شروع شروع میں تو ہمیں امدادی سامان تقسیم کرنے میں خاصی مشکلات درپیش رہیں مگر ہم نے بفضل الٰہی مقامی منتظمین سے مل کر انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا کہ تمام امدادی سامان ہم خود مہاجرین میں تقسیم کریں گے۔ یقیناً یہ امر ہمارے لئے بہت باعث تسکین تھا کیونکہ ہمیں معلوم ہوا کہ اس سے قبل کسی بھی امدادی کارواں کو یہ سہولت نہیں دی گئی۔ الحمد للہ۔ علاوہ ازیں ہم ممبران خدام الاحمدیہ روزانہ مہاجرین کو تازہ پھل اور مٹھائی خود تقسیم کرتے۔

یقیناً ایسے دلنشیں اور دلکش امور ہیں جنہوں نے ہماری یادوں کو جلا بخشی ہوئی ہے مثلاً کیمپ میں مہاجرین کے ساتھ باسکٹ بال کھیلنا اور پھر ہم سب کو بوزنین بچوں نے اپنا قومی ترانہ سنایا مگر ان خوش کن امور کے ساتھ ساتھ مہاجرین کے ساتھ بیتے ہوئے دل خراش اور دل ہلا دینے والے واقعات بھی منسلک تھے۔ بہت تھے جو اپنے عزیز و اقارب سے بچھڑ گئے اور اپنے وطن کے لئے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ بعض ایسے بھی تھے جو کسی نہ کسی طرح بچ گئے تھے مگر ان کے جسموں پر ظلم و ستم کے ایسے ایسے گھناؤنے نشانات تھے۔ جو دائمی صورت اختیار کر گئے۔ ان میں کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے خاندان اور دوستوں کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور ہم سب کے لئے ان کی دردناک داستانیں دلوں پر لرزہ طاری کرنے والی تھیں۔ اور یہ احساس شدت سے دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا کہ یہ ہولناک منظر اور یہ دلخراش داستانیں یورپ ____ جو کہ تہذیب و تمدن کا دعویدار ہے ____ کے دروازے پر ہی دہرائی جا رہی تھیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ اس بوزنین عورت کے ساتھ ہوا جس کے خاوند اور بیٹے کو اس کی آنکھوں کے سامنے ذبح کیا گیا۔ سربین سپاہیوں نے اس عورت کو پکڑ کر گھسیٹا اور اسے مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ دیکھے کہ اس کے خاوند کو ایک کلہاڑی سے اس طرح مارا گیا کہ سربین سپاہی کلہاڑی اس کے سر پر مارتا تھا اور سر کا کچھ حصہ کچلا جاتا اور پھر وہ کلہاڑی مارتا اور اس کے سر کا دوسرا حصہ کچلا جاتا۔ وہ اس کے خاوند کو زندہ رکھتے اور مارتے جاتے۔ موت و حیات کی یہ کشمکش نہایت دل خراش تھی اور ان سپاہیوں نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ پھر وہ عورت کے بیٹے کو گھسیٹتے ہوئے لائے اور اس کو چھری سے نہیں، چاقو سے نہیں بلکہ اس کی گردن کو آری سے کاٹا گیا۔

ایک اور نوجوان نے بیان کیا کہ وہ ہمیں مجبور کرتے ہوئے محاذ پر لے جاتے اور اگلی صفوں میں لڑائی کے لئے رکھتے تاکہ بھائی بھائی پر حملہ کرے۔ اور اگر ہم میں سے کوئی عذر کرتا یا سستی اختیار کرتا تو اس نوجوان کی آنکھوں کے سامنے اس کے افراد خاندان کو نہایت دردناک اذیتیں دی جاتیں۔

یہ دلخراش داستانیں ایسی دو مثالیں ہیں جو آج بوزنیا میں برسرعام دہرائی جا رہی ہیں۔

اس سفر کے دوران سید احمد یحییٰ صاحب صدر خدام الاحمدیہ یو۔ کے۔ کو بذریعہ فون حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ سے رابطہ کر کے براہ راست سیٹلائٹ اور (ایم - ٹی - اے۔) پر وہاں کے بعض حالات پیش کرنے کا موقع ملا جو تمام دنیا میں Live نشر ہوئے۔ علاوہ ازیں تین بوزنین جواد، مورلیس اور ملیحہ نے بھی حضور اقدس سے براہ راست اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔ ملیحہ نے تو قرآن پاک کا کچھ حصہ بھی تلاوت کیا۔ نماز جمعہ (Nagyatad) کے کیمپ میں ادا کی گئی۔ خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ مکرم حامد کریم صاحب نے پڑھائی۔ جواد اور مورلیس نے فرائض ترجمانی ادا کئے۔ نماز جمعہ کے بعد شہدائے بوزنیا کی نماز جنازہ غائب پڑھی گئی۔

اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے کہ گو کیمپ میں زیادہ تر تعداد بوزنین مسلمانوں کی تھی مگر وہاں دیگر علاقوں مثلاً کوسووا، جو کہ البانیہ میں ہے۔ اسی طرح کروشین، رشین، ہنگری اور سربیا کے مہاجرین بھی تھے۔ ہم نے سب سے یکساں سلوک روا رکھا اور کسی قسم کی تفریق کے بغیر سب کی خدمت کی۔

جہاں تک زغرب میں امداد کا تعلق ہے، جو کہ کیمپ میں مہیا کی گئی۔ وہاں نہ صرف بوزنین عہدیداروں سے ملاقات ہوئی بلکہ بعض دوسرے امدادی کارکنوں سے بھی رابطہ ہوا۔ بعض ایسے مہاجرین سے بھی ملاقات ہوئی جو کیمپ کے درون خانہ حالات کا جائزہ لینے آئے ہوئے تھے۔ جیسے صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے ہنگری سے حضور سے بات کی تھی ویسے ہی ہمارے نائب صدر میاں صفدر علی صاحب کو یہ سعادت ملی کہ وہ سیٹلائٹ رابطہ کے ذریعے زغرب کے حالات حضور کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

ہم سب کے لئے نہایت جذباتی اور پرسوز تجربہ وہ تھا جب ہم بوزنیا میں کیمپ والوں کو الوداع کہہ رہے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہم اپنے بہت ہی پیاروں سے رخصت ہو رہے ہیں اور پیچھے اپنے افراد خاندان کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اس مختصر سے عرصہ میں ان سب سے انتہائی انس اور محبت کا تعلق قائم ہو چکا تھا۔ ہم انشاء اللہ اپنے اس عزم میں یقیناً کامیاب ہونگے جو ہم نے اللہ تعالیٰ سے باندھا ہے کہ ہم ہمیشہ اپنی خدمات کو انسانیت کی بھلائی کے لئے پیش کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

ابھرا افق سے اک نیا خورشید دیکھنا
کھلنے لگے ہیں روزن امید دیکھنا
بعثت مسیح پاک کی اب دوسری صدی
آتی ہے لے کے نصرت و تائید دیکھنا
اندھوں کو روشنی ملی مردوں کو زندگی
وہ پاگئے شفا جو تھے نومید دیکھنا
تثلیث راگ چھوڑ کے مغرب کے عندلیب
گاتے ہیں آج نغمہ تفرید دیکھنا
تبلیغ اس کی پہنچی ہے اکناف ارض تک
پورے ہوئے خدا کے مواعید دیکھنا
پھیلا ہے طول و عرض میں نور محمدی
لہرا رہا ہے پرچم توحید دیکھنا
کچھ قید دلبراں ہے اور کچھ خون کشتگاں
صد سالہ جشن کی ذرا تمہید دیکھنا
لازم ہے جشن جوبلی کا دل سے احترام
ہر دم رہے زبان پر تحمید دیکھنا
رکھنا ہے فوق دین کو دنیا پہ دوستو!
ہوتی رہے اس عہد کی تجدید دیکھنا
کٹ کر رہے گا ایک دن یہ دور ابتلاء
ہوگی نصیب دوستاں پھر عید دیکھنا
طاہر ہیں میر قافلہ صادق تو غم نہ کر
کرکے ذرا حضور کی تقلید دیکھنا

(غلام محی الدین صادق)

☆

کمال یہ بھی غریب الدیار کر آئے
وہ کوہ غم کو دعا سے غبار کر آئے
کسی یقیں نے انہیں ایک پل نہ رکنے دیا
وہ آگ و خون کے دریا بھی پار کر آئے
دلوں سے لپٹی ہے میرے غزال کی خوشبو
جسے غرور ہنر ہو شکار کر آئے
بلا کے ہیں سبھی شاطر مگر ستم ایجاد
جہاں بساط بچھی بازی ہار کر آئے
نماز عشق ادا کی اگرچہ مہر بلب
جمیل سجدے میں باتیں ہزار کر آئے

(جلیل الرحمٰن جمیل)

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

تاریخ احمدیت

۱۸۸۷ء

آریہ سماج نے "براہین احمدیہ" اور "سرمہ چشم آریہ" کی اشاعت کے بعد حق و صداقت کی تاب نہ لا کر حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ملک بھر میں ایک آگ لگادی۔ پنڈت لیکھرام نے "تکذیب براہین احمدیہ" نامی کتاب لکھ کر جلتی پر تیل کا کام دیا اور دوسرے آریہ سماجیوں نے لاجواب ہو کر نہایت اشتعال انگیز گندے اور گالیوں سے پر اشتہارات اور رسالوں سے ملک کی فضا مکدر کر دی اور یہاں تک غنڈہ گردی پر اتر آئے کہ بار بار گمنام خطوط اور اشتہاروں کے ذریعہ سے حضور کو قتل کر دینے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ آریہ سماج کے یہ خونی عزائم دیکھ کر خاموش رہیں۔ چنانچہ آپ نے اس باطل فرقے کی ان جارحانہ سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے، اسلام کی پاکیزہ تعلیم کے مقابل ویدوں کی ماہیت بتانے اور "تکذیب براہین احمدیہ" پر اصولی رنگ میں کاری ضرب لگانے کے لئے قلم اٹھایا اور چار پانچ گھنٹہ میں "شحنہ حق" ایسی بلند پایہ تصنیف کر ڈالی۔ جس نے آریہ سماج کا تار و پود بکھیر دیا۔ حضرت نے آریہ سماج کی دھمکیوں کا جواب جن ایمان افروز الفاظ میں دیا وہ اظہار حق کے لئے آپ کے بے پناہ جوش ایمانی، غیرت دینی، جرات و بہادری، اولوالعزمی، توکل اور محبت الٰہی کا عظیم ثبوت ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"یاد رہے کہ ہم حق کے اظہار میں ایسے اعلانوں سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ ایک جان کیا اگر ہماری ہزار جان ہو تو یہی خواہش ہے کہ اس راہ میں فدا ہو جائے اور گو ہم جانتے ہیں کہ یہ تحریریں کن حضرات کی ہیں اور کن اندرونی اور بیرونی سازشوں اور مشوروں اور باہم خط و کتابت کے بعد کسی قوی امید سے کسی اسی جگہ کے یہودا اسکریوطی یا بگڑے ہوئے سکھ کی دم دہی سے جاری کئے گئے ہیں۔ مگر کچھ ضرور نہیں کہ مجازی حکام کو اس کی اطلاع دیں کیونکہ جو کچھ یہ لوگ ہماری نسبت بد ارادے کر رہے ہیں ہمارے حاکم حقیقی کو ان کا علم پہلے ہی سے حاصل ہے۔ ہم متعجب ہیں کہ ان کی ان تیزیوں کا کیا باعث ہے۔ کیا رام سنگھ کے کوکوں کی روح تو ان میں کہیں گھس نہیں آئی۔ اے آریو ہمیں قتل سے مت ڈراؤ ہم ان ناکارہ دھمکیوں سے ہرگز ڈرنے والے نہیں۔ جھوٹ کی بیخ کنی ہم ضرور کریں گے اور تمہاری ویدوں کی حقیقت ذرہ ذرہ کر کے کھول دیں گے۔

نمی ترسیم از مردن چنیں خوف از دل افگندیم
کہ ما مردیم زاں روزی کہ دل از غیر برکندیم
دل و جاں در رہ آں دلستاں خود فدا کردیم
اگر جاں ما زما خواہد بصد دل آرزو مندیم

.... یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ ایسی دھمکیاں ان لوگوں کے دلوں پر کیا کارگر ہو سکتی ہیں جن کو کتاب الٰہی نے پہلے ہی سے یہ تعلیم دے رکھی ہے "قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین" یعنی مخالفین کو کہہ دے کہ میں جان کو دوست نہیں رکھتا میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا خدا کے لئے ہے۔ وہی حقدار خدا جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے۔ ہاں یہ دھمکیاں ان دلوں پر کارگر ہو سکتی ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینا نہیں چاہتے کیونکہ اس کی طرح قدیم اور انادی اور غیر مخلوق بنے بیٹھے ہیں اور اس کو اس قابل نہیں سمجھتے"۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت

مرتبہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

شمع کے حضور پروانے

اے شمع دیکھ پھر ترے پروانے آگئے
بندھن تمام توڑ کے دیوانے آگئے

دریا و بحر و کوہ و بیاباں کو پھاند کر
گر پڑ کے تیرے در پہ ہیں مستانے آگئے

اہل زمیں نے چاہا پہنچنے نہ پائیں یہ
افلاک سے ملک انہیں پہنچانے آگئے

اڑ کر ہے کوئی پہنچا تو گھٹنوں کے بل کوئی
چاروں طرف سے کیسے خدا جانے آگئے

ارض صہیبؓ سے کوئی ارض بلالؓ سے
دیکھو تو رنگا رنگ کے پروانے آگئے

آنکھیں ہیں اشکبار تو لب پر درود ہے
عشاق تیرے لے کے یہ نذرانے آگئے

باندھے رہیں گے خدمت اسلام پر کمر
تیرے حضور عہد یہ دہرانے آگئے

دیکھا تھا جس کو دور سے چشم کلیمؑ نے
اس آگ سے دلوں کو یہ گرمانے آگئے

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے
نامحرموں کو راز یہ سمجھانے آگئے

ان عاشقوں کی مستی کا عالم تو دیکھئے
نام اپنا فرد جرم میں لکھوانے آگئے

دیکھو ذرا نظام خلافت کی برکتیں
گرد امام بکھرے ہوئے دانے آگئے

بھر دے گل مراد سے اب ان کی جھولیاں
دامن ترے حضور یہ پھیلانے آگئے

ان کے گھروں کا آپ محافظ ہو اے خدا
تیرے سپرد کر کے یہ کاشانے آگئے

ہیں کتنے خوش نصیب وہ عشاق اے ظفر
اپنے دلوں کی آگ جو بھڑکانے آگئے

(مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر مرحوم)

بقیہ مختصرات از صفحہ ۱

۲۰ جولائی ۱۹۹۴ء:

آج متفرق سوالات کا دن تھا۔ پروگرام کی ابتداء میں حضور انور نے سعودی عرب میں تیار ہونے والا کوکاکولا کا ایک ڈبہ ناظرین کو دکھایا جس پر ایک کتے کی تصویر تھی جس نے ایک جھنڈا اٹھایا ہوا تھا جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ حضور انور نے بڑے کرب سے فرمایا کہ مسلمان حکومتوں پر صد افسوس کہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول کے نام کے تقدس کا کچھ بھی خیال نہیں اور نہ ہی اس قسم کی قبیح حرکت پر ان کی غیرت بھڑکتی ہے۔ مسلمانان عالم کا فرض ہے کہ وہ ایسی حرکت پر سراپا احتجاج بن جائیں اور غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حقیقی معنوں میں زور دار احتجاج کریں۔

حضور انور نے بڑے عزم سے فرمایا کہ کوئی مسلم حکومت اس حرف نصیحت پر عمل کرے یا نہ کرے لیکن میں ساری دنیا کے احمدیوں کو کہتا ہوں کہ وہ اس گستاخانہ حرکت کے خلاف پر زور احتجاج کریں اور ایسے مؤثر رنگ میں عالمگیر صدائے احتجاج بلند کریں کہ کمپنی اس حرکت پر معافی مانگے اور آئندہ ایسا کرنے کی جسارت نہ کر سکے۔

بعد ازاں حضور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دئے:

(۱) طلوع و غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھنے میں کیا حکمت ہے؟

(۲) تین احادیث "علماء امتی"، "علمائہم" اور فرقہ ناجیہ والی حدیث کی تشریح کیا ہے؟

(۳) کعبہ کس بات کی نشانی ہے؟ کیا کعبہ کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے میں شرک کا پہلو تو شامل نہیں؟

(۴) کیا حضرت آدم اور حوا کے وقت دنیا میں اور لوگ بھی موجود تھے اور ابتدائی حالت میں ان کی شادی کا کیا طریق تھا؟

(۵) کیا خواتین کے لئے نماز با جماعت ادا کرنا ضروری ہے؟

(۶) تحفہ لینے اور دینے کے آداب؟

۲۱ جولائی ۱۹۹۴ء:

حضور انور نے ساری جماعتوں کو ہدایت فرمائی ہوئی ہے کہ وہ اپنے ملک کی زبان سکھانے کے بارہ میں ویڈیو بنوا کر بھجوائیں۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے آج کے پروگرام کے بارہ میں اس کا ایک عملی نمونہ پیش فرمایا اور پہلے دی گئی ہدایات کی مزید تشریح اور وضاحت عملی رنگ میں فرمائی۔ آج کے پروگرام میں مختلف زبانیں جاننے والے گیارہ افراد نے شمولیت کی۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں چند اور پروگرام بھی پیش کئے جائیں گے۔

۲۲ جولائی ۱۹۹۴ء:

آج اردو زبان میں تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد ہوا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۳ سے آیت نمبر ۱۳ تک لفظی ترجمہ سکھایا اور ساتھ کے ساتھ پر معارف تفسیری نکات بھی بیان فرمائے۔ کلاسوں کا یہ سلسلہ انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

(ع۔ م۔ ر)

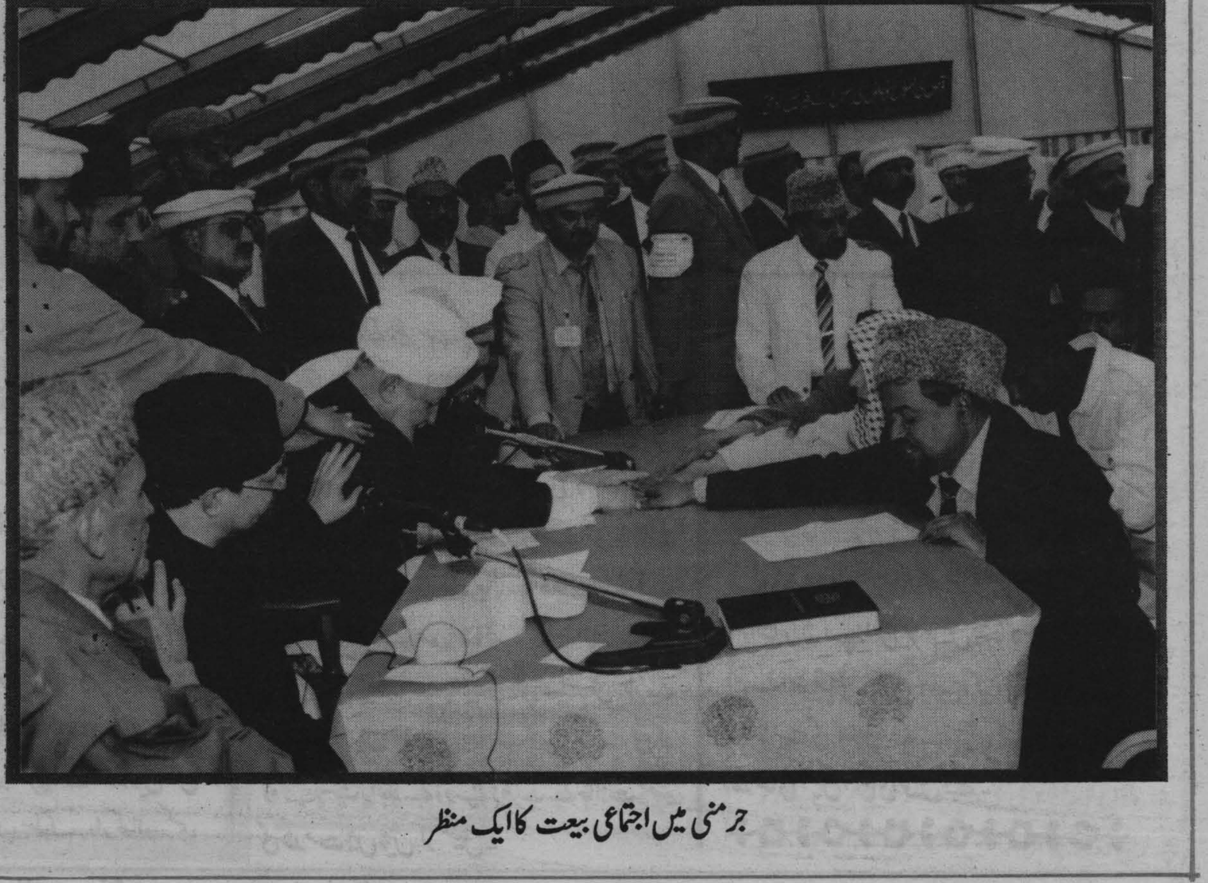

جرمنی میں اجتماعی بیعت کا ایک منظر